

الحمد لله المنة كرم الوان بلاغت غيا ان تصنيف بها قدس كريم جنباً بغيره انما على انصاف خاص ثم لو لم يسم

[illegible]

مصطفیٰ محمد خان



نسیم نفاس افلاکیان ایسے چین آرا کی گل لوحید سے نکلتے فروش ہر کہ جسے تختہ خاک کو  
 لالہ رخان سبزہ رنگ سے واماں گچین نیا شمیم سنبل آہ خاکیان ایسے بہار پیرا کے  
 ریاحین تجمید سے نافہ در آغوش ہر کہ جسے گل خورشید کو طرہ دستار افلاک فرمایا  
 چمنستان سخن آبیاری لغت اوس حشرہ ہدایت سے شاداب ہر کہ جسکے زلال بشارت  
 جنات تجرئی من تحتہ الانوار نے تشنگان وادی ارادت کو سیراب کیا گلستان  
 معانی آب جوی منقبت اوس رنگ طراز نبوت سے سرسبز ہر کہ جسکے نخل تمنا کو باغبان  
 قدرت نے آبشار اتار عطیناک الکوثر سے آب دیا قصد فشین مسند قباب خوشین  
 او آؤ فی اسرور عالم محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم شرف و سر شلخ قلم کلفشانی درود  
 آل طہار ہر کہ جسکے فیض قدم سے حلقہ خزان رسیدہ عالم نے مرتبہ صحیفہ فردوس کا پایا برگ با  
 کلمین زبان ستائش صحابہ کبار ہر کہ جسکے حسن تدبیر نے خیابان ہدایت کو غاصدالت  
 پاک فرمایا آوارہ کوئی ناکامی نام آور عالم گمنامی خار چین گلشن طبع سلیم شیخ امیر اللہ  
 تسلیم ارباب سخن کیندست میں التماس آراہی چہرہ شاہ مضمون نو سے نقاب کشا  
 ہی عنی کسک ۲۷ ہجری میں شاعر نگین بیان نکتہ ور رشک سبحان ہمہا قدوسی کلیم



جناب میرزا محمد اصغر علیخان لیسیم بن نواب آقا علیخان قاجار شاگرد و جابا سلم  
 محمد مومنان اسکنم اللہ فی فراویں اچنان خطہ پاک دہلی سے لکھنؤ میں شریف  
 ہوئے غلغلہ شیوہ بانی آوازہ نکتہ دانی بلند ہوا اکثر صفار و کبار و امرا کے روکا  
 فیضیات تلمذ حضرت والا ہوئے ہر طرف شاعری کی دھوم ہوئی معاملہ بند کی حقیقت  
 معلوم ہوتی فصاحت و سبکی زبان پر زہر کھایا بلاغت زمین شعر کو آسمان بنا یاد امتی  
 جستی بندش میں کچھ کلام نہیں داند کا کہیں نام نہیں باہر نہیں دلا لاکھ تہی تیب  
 دیوان کا خیال آیا بسبب ارستہ مزاجی اور عالی ہمتی کے کچھ فراہم نہ فرمایا ہر بارہ جگر  
 صورت دل پر نشان ہو گیا صفحہ عالم سے مثل خیال لابل بے نشان ہو گیا کئی شویان  
 موزون فرامین کوئی نام نام ہی کسی کا پتا نہیں ایک حبلہ الف لیلہ کی باقی رہی نظر نہانی  
 کی نوبت نہ آئی چھپ گئی آخر کو شملہ ہجری میں چار و ہم ماہ رمضان المبارک  
 وارفانی سے برخاستہ خاطر ہوئے حریم حرم عالم جاودانی میں لبیک گویان حاضر ہو  
 ہر ایک کی زبان پر انا لله وانا الیہ راجعون آیا شعر و سخن کو خاک بر سر رخ بر دل آیا  
 اکثر شاگرد و دوستوں نے ناچینج فات کی موزون فرامین میں تحریر فرما میں سمیت  
 اندراج پائین الحال امیر اعظم رئیس عظم افسر ملک معافی فرمانفرما کی شوخی دانی خان  
 محمد تقی خان بہادر و ام اقبالہ ابن نواب صادق علیخان بن نواب اصغر علیخان  
 ابن نواب محمد علیخان بہادر سالار جنگ بر ذلہ اللہ تعالیٰ جمعہ نے کچھ کلام پر چھپ  
 جابجا سے فراہم کیا کمال شوق و سعی نہایت ایک دیوان ترتیب کیا کہ استاد  
 مغفور کا بعد فات کچھ یادگار رہے بے نشان ہو کر بھی چند ہی نشان برقرار رہے  
 مطبع مصطفائی میں چھپنے کی اجازت دی مصارف کی کفالت کی اللہ تعالیٰ  
 ایسے رئیس مہبت اور شاگرد استاد پرست کو سعادت ازلی عطا فرمائی کوئین میں  
 ترقی جاہ و دولت سے سرفراز و ممتاز رکھے آمین یا رب العالمین قطعات تاریخ وفات

از جناب پیرالدوله برالکاشی میر مظفر علیخان بهادر جنگل سیر تخلص شاگرد علامه بهارانی مصحفی

صاحب علم وزیر باندان و خردمند و فهم	میر آمله بود کشور دهلوی و طغش
باد در مرتبه قرب خداوند علیم	رفت از دار فنا جانب فرو دس برینا
شد بجو ران ارم از حین مهر نسیم	سال تاریخ و فاشش قلم کردیم

از ششی آغا علی صاحب تخلص شمس شاگرد جناب قاضی محمد صادق خان احترام

جو از دیار دان شد جان جنبت بصدر	نسیم دهلوی اصغر علیخان شاعر نامی
نسیم دهلوی جان نسیم گلشن جنبت	تاریخ و فاشش گفت شمس اینصبر و نور

از تیناج طبع سید کاظم حسین صاحب تخلص تنویر شاگرد جناب میر علی و سطر صابر شاگرد

بباغ خلد روان شد چو شبنم سحری	نسیم دهلوی عندلیب گلشن فکر
پیرید بلبل رحمت شد از نیت بری	چو بود شاعر رنگین کلام و رنگین طبع
ز بلبلان سخن شد خروش نو صگری	چو عام شد خبر مرگ او بگلشن دهر
نسیم شد بهواد اری ارم سفری	سرکار زده تاریخ کفتم امی نوی

از تیناج طبع نواب محمد تقی خاں صاحب تخلص افسر شاگرد نسیم دهلوی

سو خلد رفتند زین دار فانی	چو اصغر علیخان اوستاد کامل
نو شتم ز ملک سخن شد معانی	دم منکر افسر بی سال جلالت

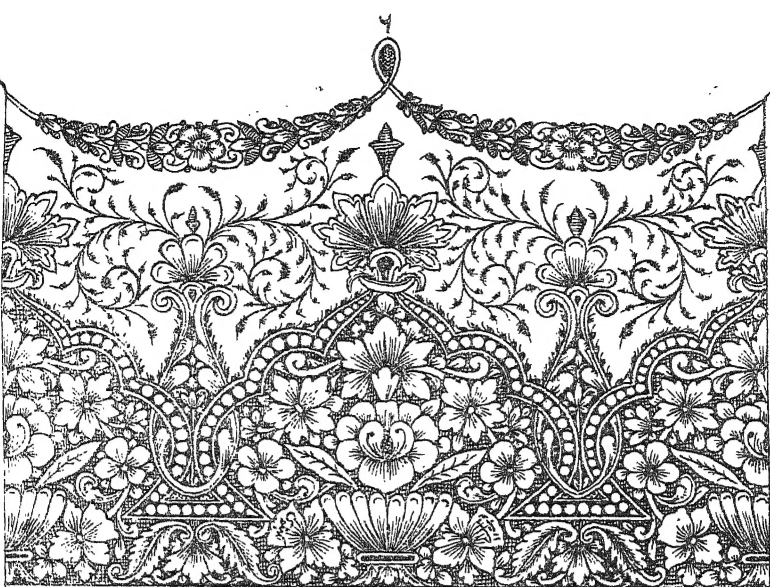
از تیناج طبع علی محمد خان صاحب تخلص ولی شاگرد نواب ظفر یاب خان صاحب

خزان دیده شد باغ شعر و سخن	چو اصغر علیخان سو خلد شد
بگو با ای استاد ملک سخن	ولی بهر سال وفات نسیم

طبع از فداعلی صاحب عیش شاگرد جناب میر کلو صاحب عرش

بود اوستاد نکته دان شاعر	رفت هر هر نسیم در جنت
مرد می و ای خوشن بیان شاعر	عیش نبوشت سال در محرم

از نواب فضل علی خان بابر عسکر لاڈلے صاحب تخلص شوق ابن فانی کا والد سبزو	
چونیم دہلوی کی کتاب عصر زین جہان خست سفر رست ہاے	سال رحلت شوق خستہ دل نوشت اوستاد ماز و نیارفت واسے
از تاج فکر میرزا رفی بیگ عرف مجھو بیگ صاحب تخلص عاشق شاگرد نسیم دہلوی	
شد جانب خلد اوستاد م عاشق شاہنشاہ تسلیم معانی اسے آہ	ہاتف تاریخ انتقالش فرمود شاعر بے مثل بود آنا شد
طبع از دہلوی باسط علی صاحب تخلص شوکت شاگرد نسیم دہلوی	
حیف نسیم دہلوی سوی جان پہرودان سر سرگ سو ہوا خشک نال شاعری	شوکت خستہ دل بھی سال وفات اب آہ جہان سے اوڑ گیا آج کمال شاعری
طبع از دالہ خیراتی لال صاحب تخلص شگفتہ شاگرد نسیم دہلوی	
ممثل نکست نسیم استاد گلزار جہان سے چل بے دای	لکھی تاریخ اسے شگفتہ استاد و شفیق و سربان ہی
بلبل گلزار سخن شادی لال حسن شاگرد نسیم دہلوی	
چون ز حکم خدای پاک نسیم از سرور داسے چمن نبویس	یافت نامک یار غ جنت جاے واسے بی اوستاد گشتم داسے
از نتیجہ طبع شیخ محمد حسین صاحب تخلص لال شاگرد نسیم دہلوی	
چون نسیم سخنور کامل سال رحلت لال محزون گفت	زین جان الم فرافرتہ وای استاد من کجا رفته
از مرزا اصغر علی بیگ صاحب تخلص گوہر شاگرد نسیم دہلوی	
آج دنیا سے نسیم دہلوی یہ لکھی گوہر نے تاریخ و فقا	لے کئے تشریف ایدل ہی ہی شاعر ہمیشہ و کامل ہی ہی



بسم اللہ الرحمن الرحیم

قصیدہ در مدح حضرت ابوالمنصور ناصر الدین سکندریہ  
 قیصر زمان سلطان عالم محمد و احد علیشاہ خلد اللہ ملکہ

دائرہ مثل گریبان ہو تو کاغذ دامن  
 دہن حرف سی پوند ہی خامی کی زبان  
 ریش کلک سے لفظوں نے جی کیا افشا  
 ختم و آغاز کی نوکین میں شکل نگان  
 شعلہ فکر سے ایسا ہی قلم گل افشان  
 صاحب خانہ ہی یا بند مزاج صمان  
 جوشش فکر مینی کی آغشی ہیں طوفان  
 دہن خرم کو حاصل ہو کہاں لطف بان  
 فاعلاتن فعلاتن فعلاتن فعلان

پہن میں ہی مرا شاہ مضمون نہان  
 رابط لفظی نے نیا قاعدہ و کلاما یاراج  
 نظر آتا ہی ورق ناصیئہ معشوقے  
 ہر شش میں ہی ہلال خیم ابر و پیدا  
 سرخ بین تاب مضامین سے جو لفظ تھے سیا  
 طبع کو طاعت مضمون نہ ہو کیونکر حاصل  
 کیون نہو غرق نہ دہت سخن ہر مہمل  
 فہم حساد نہیں رمز سے میری آگاہ  
 اتحاد و نکل و ضبن سے لکھتا ہی سلم



صدر نے صورتِ لوحِ فکری نہ کھلائے  
چشمہٴ مہرِ تجلی سے ہو عینِ عروض  
ضرب نے قسمتِ مقصد سے وہ تریخ  
نسقِ دانی و مالوتِ صحیح و خبیث  
سات ہیں بندشِ ایات کی شکلیں لایب  
منقسم ضربِ پنجی ہر برائے ترکیب  
صورتِ شعر میں بتیں طر حکم ہیں نگ  
چندا عدا و افاغیل کو کہتی ہیں عروض  
جہلائے جو پڑھی کوئی کتاب اس فن  
کہتے بہرے ہیں یہ کیا بحرِ اور اثر کیا  
و یکہ سیفی کے رسالے کو بنے خود سیفی  
لفظِ تحقیق نہ تحقیق سمجھتے ہیں کچھ  
صفتِ قافیہ میں ذکر اگر آجائے  
ہو جو ترکیبِ ضافی کی ضرورتِ واقع  
پوچھے کہ کوی تو ارشاد ہو یارِ طعن  
کسی استاد کا دیوان اگر کوی پڑھی  
کہتے ہیں عرفی و فردوسی خاقانی کو  
صدقی اور چوہین علم سخن سے آگاہ  
ای خدا کیا ہونے تھا و سخنِ فہمِ افسوس  
وہ عروضی نہیں جو فعلِ فاعل جانے  
پہلے تخیل کہ آغازِ اس پر وقوف

حشوِ ثیل کمرِ شاہِ مطلب ہر نہان  
ابتداءً ترا غم کی طرح ہوتا بان  
کہ گہر نہ ہو کے اہل سخن کے دامن  
سب میں ہیں بندشِ تخیلِ محکم کے نشان  
نکتہٴ دردِ لہجہ سمجھ لینگے اشارتِ نہان  
حرف سے لفظِ غنی لفظِ سی خنی ہوں عیا  
علمِ استاد سے آگاہ نہیں ہر نادان  
انکے پڑھ لینے سے شاعر نہیں ہوتا انسان  
بگئے بے خلش فکر وہ استادِ زمان  
دیکھو ہم نے بھی طبیعتِ کمالے اور ان  
ہیں تو بی قاعدہ لیکن ہو قاعدہ دان  
حرم اور خرم کی تحقیق میں اکثر حیران  
پوچھیں اقسامِ وحی کے تو ثابت ہوں نشان  
صورتِ آئینہ رہ جاتیں سراپا حیران  
فارسی گو نہیں د و کہ میں ہم قاعدہ دان  
ایک ہی بیت کو معنی ادا ہوں کیسا  
جل گئی رح تک اون کی وہ کمی شریبان  
خوشن مت ہو ہیں کہے اگر استادِ زمان  
کیسے عجبی عال سے دیکھ انسان  
پوچھے مجھے تو بتاؤں تجبی کچھ اسکی نشان  
جسکو علامہٴ طوسی کیا زیب بیان

اوسکے اقسام میں نو حضرت عرفی نے لکھا  
 شعر بھی تین ہیں مضمونی و حالی کیفی  
 پھر مزیان معانی کہ شے ہر مضمون  
 جب لولہ سے فراغت تو بڑے جگر ڈاؤ  
 دیکھ ہر مفرد اصلی سے مرکب کیا کیا  
 فائدہ کیا تجھ اس ہرزہ خیالی سے پیسہ  
 عاشق آل نبی تو ہر نہیں شک ہرگز  
 حرف ملفوظ شہادت کے لیے کافی ہیں  
 غور الف بڑ میں جو کی بختیں پاک  
 بندل کر کچھ در شہوار اگر کھتا ہر  
 قصد صداقت میں کر دیر کہ فرصت معلوم

شک نہیں اسمیں کی طرح سمجھ کر ایجاب  
 انکے اجماع سے ابیات میں کو نقصان  
 بیت مطلب میں برابر نمونہ اسکے ہاں  
 پاک ہوں جملہ باہم سے زوائد نہاں  
 تشبیہ جمع ہو ہر واحد ذاتی میں کہاں  
 بڑ تعلق صفت شے رہے لال زبان  
 جو خلاف اسکو سمجھتا ہو وہ خود ہی نادان  
 دیکھ کہ سن و سہیں ہوتا ہر عقیدہ کلیان  
 ایک کے دو ہو اور دو کے ہو پانچ عیان  
 قدر دان ہر سے پہلا ہی ہو پھر انماں  
 حوصلہ دے نکلیاے بشکل ایران

مطلع

ربط رکھتی ہر جو تخیل مجسم سے زبان  
 نو عوسی کو مرنے جیسی بندش میں دیکھ  
 فکر و شیزہ سے مضمون نے سمیٹا دہن  
 لوٹ رکھتا نہیں انماں نظر کے مانند  
 امی قلم ناحیہ سائیر می طرح ہو تو بھی  
 امی سخن وقت ادب ہر نہ نکلتا گستاخ  
 رحم امی چرخ ستم پیشہ ندیوں تکلیف  
 زلف جانان کی طرح روز پریشانی ہر  
 اگر یار نہیں ہوں جو کیا ہر معدوم

نظر آتے ہیں دم فکر ہزاروں سامان  
 لفظ ہی میری مضامین کی طرح ہیں زبان  
 صورت خامہ قدرت ہر میری پاک زبان  
 بڑ تعلق صفت روح پریدہ ہر بیان  
 جامی تسلیم ہر گردن کو جب کا جلد بیان  
 امی دہن چشمہ خورشید میں ہوئی بان  
 تاکجا صورت آئینہ رہوں میں حیران  
 سر چٹا کر مجھے پا مال نکراؤ نادان  
 ندہن ہوں کہ نظم سے مجھ کر شاہر نہاں

دوست بجا کوئی خطہ کہ لکھوں چند اشعار  
آفتاب شرف افزای جلال و تمکین  
ہر دین بہر دایوں ہر کشادہ شب روز  
شوقِ پادشہ میں ہر دل ہر مانتا کتاب  
شہرتِ لطفِ فروخت ہوس کو بخشی  
ابرِ رحمت کی طرح زینش ہم ہر وقت  
حاصلہ چیز کیا ہم سے بخشش افزون  
وہ سخی ابن سخی ہر کہ صلہ جب بخشا  
زینش سیم نے اختر کی چپک پدا کی  
کوئی شاکی نہیں اس درین لیکن عسرت  
رنگِ غم چہ عاشق سے نہیں ہم صحبت  
کون ہنگام سنا اوسکی تمہید ست رہا  
خبر جو نہ اس بات کی اوس بات کو ہو  
لب و رخسار حسین کے ہو بے رونق  
بارش سیم نے کی وقت سنا دھوب سفید  
آگیا تہا وہ جو اک نقطہ تہ جو داو سکے  
کون ایسا ہر جسے حق ناک سے ہر فراخ  
جا بجا جوشِ کرم سے یزداند وزی آگر  
اثرِ فیض یہ ہر طفل کے منہ میں جا کر  
اس قدر بخشش ہم سے ہو اہی ہر شہر  
اہو دیوانے بھی کھاتی ہیں گھر کی چو

دیر سی پیش نظر ہو مری مدح سلطان  
جا لغام شہ گردن چشم و شکر مکان  
جس طرح دیدہ عاشق با میدان جانان  
آگئی جسم بشر میں صفت برق طہان  
قد سیون کو ہر چہ سرت نہ ہو مری ہم انسان  
نیک در ہر شب روز برابر احسان  
تقل ہو جائیں انظار طلب دین ان  
شعر کی تو غلطان سے ہر مری درج بان  
ہم سے جرخ نظر میں ہر زمین کا دامن  
کہ ہو مری جو دوسراو سکے کمر مشوقان  
ریخِ افلاس ترنگی سے حسینو نگا دامن  
مٹھی باند ہو ہو مری گو دین طفلان  
جس طرح اپنی نظر آنکھ سے اپنی بہان  
بوسہ ز زمین میں صوفیہ یا نکا انسا  
جانہ کا ہوتا ہر خورشید کو چہ پیکان  
سر پہ اپنی او سوز لیکے ہوا ہر نازان  
جسم کیا حلقہ گبوشی میں بلال کو دل و جا  
ریش اہر دم شانہ ہو می مقیش افشان  
صورت سیم جا قطرہ شیشیان  
منہ چھپانے لگا افسانہ حسن خوبان  
رکھتی ہر در عرض سنگ کنا طفلان

عشق کی جاد دل عشاق میں ہی استغنا  
 جس طرف جاتیں ملاقات کو زور ہو حاصل  
 جیسے شہی کا یہ عالم ہی بائیں شش وجود  
 وہ جرمی ہی کہ بہادر کے لیے نام و کا  
 غیظ آئینہ جو کوئی نگہ گرم پڑے  
 تیز وستی سے ہزاروں صف ادا لوشن  
 وہ فراق ابدی ہو جو تہ تیغ آئے  
 جسم سے پائی فرغت تو رہی اوہیں قید  
 جہن آج ہی جہین پر تو رہے تادم مرگ  
 بارش تیر عدد کے لیے زینت بخشے  
 صورت برقی ثابت ہو کہ بھی سرت تیغ  
 شوکتین چہرہ روشن میں دہن خال لے  
 جلوۂ یوسف مصری ہی جہین کو حاصل  
 اسی لہجہ جگر افکار نو سمع خراس  
 اسی خدا تاکہ کہن شمس و قمر میں انوار  
 عمر و قبال ترقی میں رہیں ہر لحظہ  
 سایہ پنجتن پاک سے راحت نصیب  
 اقر باخویش جگر بند حبس باہم

کام آتا نہیں افسوں نگاہ خوبان  
 صورت طعنے معشوق ہی ولت ازلان  
 ہر گھڑی آنکہ ہی آئینہ زانو نگہ ان  
 باعث قوت دل ہو جب سائیں جان  
 آب ہو جاتیں بدن پر زور و خود گران  
 آئی پائے نہ دہن تک کبھی فریاد مان  
 حشر میں ہی نہ ملے روح کو جسم نشان  
 روح کو حلقہ جوہر ہو کب از زندان  
 بید مجنون کطرح قامت دشمن لزان  
 چشم پر زخم کی ہو جابی شرہ ہر بیان  
 کیا تھی آئی تھی کہ ہر یہ کہان ہر بیان  
 حسن کے عرب سے خورشید منور لزان  
 لکھنؤ پر ہمیں ہوتا ہی گمان گمان  
 لکھ کچھ اشعار و عار و کلامی کی با  
 اسی خدا تاکہ رہے ہستی جن انسان  
 بطفیل نے و حضرت شاہ مردان  
 نہ رہے دل میں کسی طرح کا باقی رمان  
 صورت غنچہ و گل سب ہیں شاخندان

ایضاً

لفظ کی ترکیب کو محتاج ہے حسن بیان  
 شرم عربانی سی لفظ و سخن معانی ہیں بیان

بہتر ترتیب سخن و حرف بھی ممکن کہان  
 جس کے سیال کو بے لفظ لکھتا ہی قلم



جسم کا غزوہ من الفاظ سے چہتا نہیں  
 تن ہی روحیں آنکھ سی نہیں دین کنار کش نہیں  
 مفاسد سی فرقت محبوب کے رونق ہو  
 وقت شباب و راق گلشن ہاتھ پہلائی ہی  
 جبر کروں لکھشیر دولت مہلی جو کی  
 قالب مضمون میں ہیں آ کی ہوتی ہیں خمیر  
 مجلسوں کوئی دامن نظر آ نہیں  
 بی خزان بھی خشک ہے ہر گز شاخ و پھل گل  
 تابش حسن تباہ میں گریبان باقی نہیں  
 فکر شاعر سے جو بدلی صورت دور مل  
 بس نسیم خسر و ملک سخن بجائے کور کو  
 ربط ہفت اقسام بندش اور نہ خمیل صفا  
 وزن میزان معانی میں میں صرع ہم جہاں  
 صدر مطلع رکھنشوی ابتدا ضرب عروض  
 قالب ترکیب لفظی میں نہیں دخل فضول  
 کیا کوئی سمجھے گایہ رمز سخن کہہ اور ہے  
 حاسد و نا فہم و جاہل سے نہیں امید  
 لاؤ رشوار مضمون بدل کر جلد اخی خیال  
 لکھ وہ مطلع روشنی بخشنے جو مثل آفتاب

ضعف کاتب قلم کی لوک چرخش کہاں  
 قصہ خالی دیکھ کر ہر جسم فاقو تکی کہاں  
 وقت نصرت اشک کے خالی ہی شہم عاشقا  
 اشتہاس ہو گئی شہنم غلہ سے آسمان  
 شعلہ خورشید تابان میں نہیں باقی ہواں  
 سہو کی لاطفتی سے ہل نہیں سکتی زبان  
 ابریمسک ہے سحاب دیدہ ہر نوہ خوان  
 شرح کی قابل نہیں احسان بحال آسمان  
 سحر ہی سوز محبت دل نہیں دیتا جوان  
 ضرب آخر میں ہوا ہر فاعلان فاعلان  
 اور صورت پرد کہا جب مضمون چھ ان  
 تابشیں دیتا ہی مثل ہر وقت امتحان  
 وقف ہی حسن سخن مانند جو و قدر دان  
 قید میں میزان لفظی میں اگر ڈھونڈو نشان  
 دھن میں آتا نہیں ہونے سے حرف ایگان  
 ہاں ہی سمجھی تو سمجھے میں ہوں جہاں خوا  
 ذرہ نا چیز کیا جانے کمال آسمان  
 تا کہین لبریز ہوا غوش شمس سامان  
 جلوہ گر ہو کر ثلث الزار مضمون کہاں

مطلع

خامہ بل کرنے لگا مثل مزاج نوجوان

کس قدر سرور کرتا ہی مرا فیض زبان

گھورتی ہو زلف مضمون کل فنی آیا  
 فکر کستی ہو خیال پاک و من کی قسم  
 شوق کستا ہو معافا لہ میں ہر چیز ہو  
 خاطر نازک یہ کہتی ہو تو قف چاہیے  
 مر جبا می جوش صداق ہو کوئی دم تشنا  
 مژدہ امی دل فیض استا و ازل جوش  
 باش امی خامہ کہ حسن بد عا ہر جلوہ گر  
 شوخیان کھلا رہی ہر فکر رنگین کی بہا  
 نوجوانان چمن استادہ بین جا پاک و پست  
 ابر پر شکلیوں پر برق ہر نیا حال  
 ہر کہین لطف تبسم ہر کسی جاقفے  
 ہر زبان زاپہ صد سالہ صرف بخند  
 بسکہ ہر پیش نظر ہر دم لطف و نرب  
 خاطر نازک و فور شوق سر بیتا  
 حسرتوں سے آج تو خالی کوی دم ہو نا  
 نطق کو خست عطا ہو مدح ظل شد کی  
 ہسیک کر شیک لب انظار مطلب کے ہنگ  
 اعتبار از فریش زینت تاج و نگین  
 دل بڑھتی ہو سے استقبال کو لے سید  
 گریوان آستان میں ہو تو قف یکدم  
 بنیضہ فلا و سر نکلے صدا می عند لیب

پوچھتے ہو کون دیکھے کا مر حسن نہان  
 مس کرے مجکو تصویر یہ مجال و کی کہاں  
 پامی ہر مغرورین ہنساؤں سبز نثریا  
 وقت نظم مدح ہو جائیگا سب امتحان  
 جند امی شوق تو بہر خدا ہو مہربان  
 ہمت امی طبع علی ہر زمان امتحان  
 صفحہ قرطاس ہر آئینہ روی بتان  
 کثرت گہامی مضمون ہر سیدہ بوستان  
 نغمہ زابین نالہ امی عند لیب خجش بیان  
 چھپے ہیں طائران خجش لہ اکہ ہر زبان  
 کوئی مینا و لعل کوئی سو پر پاسبا  
 دیکھ کر نہ و کی باہم کف می میں ہستی  
 کیا عجب بیاختہ منہ سر اگر نکلے نقاب  
 کستی ہر کچہ تو بھی کہ لطف صحبت کھا  
 کہول دی بند نقاب و می منی میان  
 لے تمنا لفظ بنگر بوسہ کا م زبان  
 یرن کہا می جوش مضمون بارش لبریا  
 یاد کا خسروان اجد علی شاہ جان  
 جس طرح خسارتا بان کی نظر آئین نشان  
 نکست گل پر پرن موج صبا کی قہقبا  
 گلکش عارض کو ہو عجا رب کا امتحان

عرب شوکت و گلستانین باغین ہندین  
 قدرت حق نے یہ جسم ظاہری پیدا کیا  
 گوہریت جرات سلطان عالم میں کھون  
 جسم اعدا اگر غلش و کجی سنان تیر کی  
 راحت خواب اجل مصداق بخشے خصم کو  
 ہر وہ عالی مرتبت جسکا عروج غرور جاہ  
 اس تمننا پر کہ شاید آج ہو حاصل قبول  
 صدقی اس ہمت کے حال کیسائی رائد  
 اقتدر بخشے جو اہر وہ کہ جسکے شرم سے  
 قطرہ شبنم گھر کی آبر و پیدا کرے  
 رو سیاہی کلفتو کنی یک تلم جاتی ہی  
 حکم سے ہر سینیہ صد چاک ہوتا ہر فر  
 قصد شرح خلق والا ہر جو منطو مزاج  
 لطف پابوس اقتدر حاصل ہوا ہر عمر کو  
 جھکتے جھکتے آرزو میں ہر بد امن ہوئیں  
 قدرت حق نے نہیں پیدا کیا اوسکا نثر  
 میں ہی ہوں امینہ ارامی شاہ والا تہمت  
 خواہش پابوس ہر دیسی کہ مثل فرگا  
 کیوں نہ صدق ہوں ہجوم آرزو کی ہر گز  
 وید ہر چشم تصور سر جمال پاک کی  
 گنگ آیا ہوں نہایت خاطر مشتاق

غنجہ سر بستہ کہ سکتا نہیں از نشان  
 چشم عاشق بن گئیں عقل کی حیرانیا  
 محو کردون بہر حق دارا کی ساری آستان  
 ہر جراحت آفرین کیواسطی کمولوہان  
 ہو ہر اک آغوش جو ہر منزل آرام جان  
 پوچھا ہر حنج بہر قسم پر مزاج قدسیان  
 روز راک صورت بدلک ہر خیال آسمان  
 ہر دم افزائش میں ہر ماند شوق نوجوان  
 پھیلتی می دامن آسماں کو آکسمان  
 صبح دم دیکھے اگر لطف بہا یوستان  
 و صودیا ابر کر دم نے ذکر نرجس جہان  
 زخم بہر تیر میں شانوں گے گیسو پیمان  
 بوسہ گاہ خامدین سے سخن کی بخشیاں  
 جسم سرور و صین ہی کہ سکتی نہیں نقل مکان  
 بار احسان مجھ سے سبکدوشی کہاں  
 جس طرح سزاہ عاشق ہر خدا کے گمان  
 جوش ہمت اگر اجازت دے تو کہ ہو وہاں  
 گو کہ ہوں کجا اگر گردش میں نہیں تو گمان  
 سامنی آنکھوں کو ہر قصور سلطان جہان  
 بک ہا ہوں بخودی میں صورت دیوانہ کا  
 ہر گھر کی گئی ہر چل ہر وقت سبجاتی ہر تان

مین گدای بیوہ ہوں شاہ خاقان من  
دل میں کھتا ہوں جو تسلیم جدا کی آرزو  
چاہتا ہوں سرفرازی جلد ہو حاصل مجھے  
ای نسیم دہلوی بس لکھ کچھ اشعار دعا  
یا آسمی فرشتہ ہی جیتک میں بالائی آب  
دوست شادان مدعی ہر دم ہرین مانند رو

چشم ظاہری جو دیکھوں اسی قسمت ہر کمان  
حرف بنجاتا ہی تنہا ہو کے ہر لفظ زبان  
تنگ ہی سامان فرصت شہنشاہ جہا  
تا دکھائی شکل انجام سخن حسن بیان  
یا آسمی بیستون جیتک ہر سقف آسمان  
نقش بند کاف و نون جامی ہی ہر زبان

### قصیدہ صبح نوا شہرت والہ و اہل نظم الملک محراب المصطفیٰ بن علی در مستقیم جناب دام قبا

کیون گنجائش مضمون میں نظر آئی خل  
فکر و مشیرہ سے ہوں شاعر پاکیزہ مزاج  
جز خد اسکو مرا طول سخن ہے معلوم  
گرمی عارض مضمون سے عرق زیر طبع  
قصہ کے ہوتی ہیں در پردہ جو کچھ کہایا  
آرزو کہتی ہے کیا آپ ہو زار ہد خشک  
طعن دیتے ہے تمنا کہ مبارک باشند  
حوصلے کہتے ہیں اس ادبی سے گدزو  
لاجرم مرضی جناب مناسب سمجھا  
اتنے میں آکے مضامین قصائد فی کما  
ناگمان خاطر افسردہ میں اک جوش آیا  
لے اوڑھی باوصا نکلت گیسو خیال  
جلوۂ نیر انکار فلک پر ٹوچا

مختصر حبیباً بہ تنگ ہی دامن ازل  
وہ زمین چاہیے مجھ کو جو مستقل  
قصہ آخر کو نین بیان ہے اول  
آتش شوق کے شعلوں سے ہر سینہ متقل  
ضبط اور لفظ میں ہوتے ہی ہم دو بدل  
کہ تیری جودت خاطر میں ہزاروں ہی خل  
اب تو واعظ سی زیادہ ہیں جہین میں کچھ بل  
کہد و نا صح سے کہ جا بزم محبت سی نکل  
طبع کو میل ہوا جانب تمہید غزل  
صورت وعدہ دیر وز گئے آج بدل  
کہول دی نشتر مضمون سخن کے کل  
آگے سجدہ تسلیم میں غنچوں کے محل  
رات ہر چشم کو اکب سی رہی دو بدل



ہر طرف خیل لاکے ہوئے بہت نعل  
 ساکنان فلکی بول گئے حسن عمل  
 مختصر کی گئے تمہیں کلام اول  
 فکر صافی سے ہوا آئندہ دل صقل  
 جوش مستی میں ٹپکتی بین منڈ کر باول  
 کہل ہے ہن دل شجاع کے سینوں  
 سبز ہین طلس نیلی پخطوط جدول  
 آج کل سبزہ فوخیز ہے خواب مغل  
 کہتے ہیں سبز قدم محسوس کو ہنگام مثل  
 خضر نیکی طلب مرع کو آتی ہے اجل  
 آگیا عالم اسباب کے ہر شے میں خل  
 سبز ہو جاتی ہو مینا کی طرح سے بوتل  
 آگیا جوش پہ سودا می دماغ مغل  
 خود پرستی پہ ہے آمادہ مزاج اجل  
 دو دودل دیدہ آخر میں ہو ہر کا جل  
 کہ پذیر اکمین ہو نہیں فریاد اجل  
 شغل و اسوخت کہ جا کہیں افسانہ جل  
 ہم قصیدے کے پڑھیں شروع ابیات جل

کس قدر نالہ موزون کے ہوئے استقبال  
 مد تو ن ورتصدق سے نپاتی فرصت  
 طول آغاز سے انجام تھا آشفہ مزاج  
 ٹہیرا و غامہ کہ اب ہی دم تکلیف سخن  
 شور ہی جا ہر طرف فصل بہار آ پو بھی  
 ناز کرتی ہوئی آتی ہیں ہو ہیں ٹہنڈا  
 عکس سر کا جو ہی چرخ کے آئینے میں  
 گد گد آتے ہیں نگاہیں اثر نرمی سے  
 کر چکا فیض ہوا لفظ زبان میں تاثیر  
 آج کل عالم ہستی سے جو ہوتا ہے سفر  
 اصل پر اپنی سیکو ہی نہیں سہتال  
 تنگ ہو جاتی ہو ساغین انڈلتی ہو شرب  
 کثرت بے ادبی دیکھ کے بہکا ز اہر  
 تنگ ظنون کے ہوئے حوصلہ دل فراخ  
 گر جمی سب تناس سے یہ بہر کے ہر آگ  
 واہ کیا وقت طرب خیز ہے اللہ اللہ  
 ہیں حکایات جگر سوز کے باہم حرچہ  
 کہدی اتنا کوئی لبیل سے کہ ان سہم آتش

مطلع

دیکھا و طبع را خوب سنبل خوب سنبل  
 کہ نہیں چیز امکان میں کوئی آج سنبل

حفظ آداب میں آئی نہ کسی طرح خل  
 شرف الدولہ ہے نواب فلک قدر الیا

تہی جو حیوان وہ انسان ہو جو خدا کے  
 وہ شکر نیری لب ہر دہن شیرین  
 تخلق وہ خلق کہ انجام تصور سے زیا  
 ادب آموز غلاطون ہیں مضامین خیالی  
 ہر سخن منسہر نکلتا ہے کہ راستہ کر  
 گزیرہ آئینش تجویز سے پاتین ترتیب  
 رہت ہر کج ہو جو آداب حضور کی پا  
 خواب راحت کفر سے دہن شیرین ہیں  
 خبر بتیغ جو ناگاہ صدا دہی بیٹھے  
 طول زخم تن اعدا یہ نہامت بخشی  
 روح دشمن کے ہوسستی و عدم سے درو  
 مختصر ہر دم بہت جوارادہ ہو جا  
 کو رہو دیدہ مسک جو کرم کو دیکھے  
 شاہد بہت پیشین ہیں ابھی تک ہو جو  
 بخشش چند نفس میں یہ ہیں انباز  
 نگہ فیض سان کچھ جو اشارہ کرے  
 تیزان لاکہ کرے تو میں مضمون لکین  
 رخصت ہو جوش کہ ہر اور طرف وجہ خیال  
 جی میں آیا کہ نئے طرح کا مطلع ہو

فیض تعلیم سے قالب میں گئی روح بدل  
 ہو گیا قصد کس پہلے سخن تلخ عمل  
 کیسے اوسکو سبق حضرت تھا وازل  
 ہر کائناتی میں اوسکو کوہ تعلیم عمل  
 کیون نہوت قوت اساک منجم جمل  
 حشر تک ذکر تعلیم رہیں قبل  
 چین جبیدہ نئے کل جاہر کسرت بل  
 مدعی کیلے آغوش اجل ہر مقتل  
 قبر دشمن سے کہے آئے ارم  
 دیدہ سوزن جراح میں پیدا ہو بل  
 و دکشاکش میں رہی صورت اودا دل  
 طول محشر سے زیادہ ہو اگر طول مل  
 ریش ہفت خزان ہر نظر میں دل  
 سینہ چرخ پہ ہر شمس قمر کے ہیکل  
 جزر و رسم نظر آئے نہ اطراف بل  
 سبز ہو جائیں قسلی کے ہزاروں جمل  
 طرہ و وسعت میدان کرم کا دل  
 بچہ گیان کرم علی کا فلک پر جمل  
 جسمین ترکیب مضامین ہو بطر جمل

مطلع

ایک خوشید سودہ پیش نظر ہر مشعل

کیا ہے روی جہانیا کے شاعر مشعل

تہ وبالایہ کرے و بدتہ شہرت حسن  
 نظر آجائیں اگر مصحف رنج کے جلوے  
 طرہ فرق سے مشک فتنے شہر مندہ  
 وہ اثر حق نے دیا صفحہ پیشانی میں  
 دی کھانسی کہی نسبت کہی سوچا میں ہلال  
 نظر آئے صف ترکانِ قہر صفینِ بحرین برہم  
 آنکھ اسبابِ تیر ہے اسے کیا کیسے  
 شمع بینی میں ہی ایسا اثر کیٹیا لے  
 دیکھ لے عارضِ تابان کے اگر کچھ جلوے  
 فاقہ کش ہے دہن گور بہت مد سے  
 ہے دہن دولتِ شیریں سخن سے لبریز  
 نام کیا صاف لکھو تیج کدب کا پی لٹا  
 ہے امر کا اور بے بنائی دوست  
 لطف ایجابِ دعا ہے انانی میں  
 ی میں یاری ہی تو ہی میں کتب کا عروج  
 کہتی تھی خیل سواری کی جو بھوکو تعریف  
 کن سے لے تا دمِ برخیز ہوا مجمعِ شب  
 وہ بلندی ہی جو اونچی کبھی گردن ہو جا  
 دیکھ بہتیت کو جو اونسکے تو کھٹے اسد  
 وہیاں انو کا جو آیا تو یہ جو شبیہ  
 لکھے کس طرح سے چالاکی تو سن کا حال

چرخِ اول کہی نہ فہم کہی نہ فہم اول  
 نہ ہے محضہ دہر میں اصدا و ظل  
 جلوہ نورِ جبینِ قدرت صناعتِ ازل  
 در دہر کے لیے ہے جسکا تصورِ جندل  
 رست کوئی ہوئی نہ پائی خمِ ابرو کے مثل  
 قصہ نشترِ چند ہے لیکن محسوس  
 قدرت حق کا تماشا ہی نہ جادو نہ عمل  
 کہ دوئی لانسکے جسمین نگاہِ احوال  
 آئینہ سمجھے اسے آئینہ زیرِ عین  
 لبِ جان بخش کی کس طرح نہ شاکی ہو جل  
 ایک کوزہ میں ہے گنجائشِ ریاضی  
 کچھ اشار و نمین ثابوتا ہو نمین طرزِ بدل  
 رہے ہم محبت ہی بہت محبتِ عمل  
 ہر برائے ہنر آموز ہی سبابِ ول  
 ہاتھ آئے جھری کے لیے ترکیبِ جل  
 تاسخِ دائرہ شب میں ہا و وز جل  
 تب کہیں قالبِ ہوا رہنے پائی ہیکل  
 سر کا بوسہ فلک پاؤ کا بوسہ و جبل  
 بیضہ چرخ بنے آبلہ پاسے غل  
 صبح نے منہ پہ لیا دامنِ شب کا اگل  
 پیشتر غم تصور سے گیا صاف محفل

نظر آتا نہیں وہ مثل اشارت ازل  
ایک پرواز میں ہو ہمسفر قوت مثل  
اول و آخر کو نہیں ہی اک بعد اقل  
تو ہی خود رفتہ نہ آئی کہیں ایمان میں خلل  
تندرستی کا ہی مشتاق خیال محفل  
ای خدا تاکہ رہیں اس کے دل سے بغل  
شوکت و شان و تجمل میں نہ پیدا ہو خلل  
و شمنوں کے لیے شگل میں ہو سونا جنگل

آرزو مند صبا ہے کہ قدم تو دیکھے  
اوسکو کیا دیکھ سکے کوئی جہاں طائر شوق  
تیرا کہ جانتا ہی وسعت میدان خیال  
لبس پاؤں نہ بڑھ اوشاعر مغرور شہم  
بڑھ کچھ شہسار دے دم انجام کلام  
ای خدا تاکہ رہیں شمع قمر کے جلوے  
عزت و دولت وقبال ہیں سب ہمراہ  
دوستوں کے لیے جنگل میں ہو شگل بر و

### ایضا

شرم کہتی ہے بچے کی مری عصمت کیونکر  
آپ کو حضرت تقوی کا مبارک رہے کہ  
شوق آما وہ فریاد ہی کو لے ہوئے سر  
جس طرح شائق آغوش عروسی شہر  
سیم و زر لینے لگے بوسہ دست زرگر  
کہ نہیں خاطر زاہد میں خدا کا کچھ ڈر  
بے گلاب نظر آتا ہی گریبان سحر  
حوصلوں کی نگہ غیظ سی لرزان ہی جگر  
بات کرے میں سمجھتے نہیں مطلب اکثر  
زند و اغظ سے یہ کہتی ہیں اٹھا لاسا  
ایک نیش میں نہ و عالم کی بگڑ و فتر  
بیقرار سی کے اشارے کہیں اٹھا و بستر

شوخیان کرتی ہی کیا کیا دم دیدار نظر  
آرزو دینے لگی پاس ادب کو طے  
جوش انفاس سے کرتا ہی بخش کے زمین  
ہلکے ہی دل شتاق لی یوں سو بہا  
غفلت شوق سے کیا رخ فراموشی ہے  
کشش حسن نے ہر چیز کو کہیں بچا ایسا  
ہوس وید میں ہر جسم سے خالی ہی لباس  
غیب میں گور رہی ہیں طرفہ بی ادبی  
مستیان کیف سخن میں نہ انہیں پیدا  
بڑھ گئی محبت گستاخی خاطر ایسے  
بارش گریہ مستانہ صدا دیتی ہے  
کروٹیں جملہ خاطر میں بدلتی ہیں خیال



نہ لعاب بہن برسے دہوئی تہی زمین  
اشکِ دل میں ٹپکتی ہیں تو ہوتا ہی نقین  
ہی وہ موسم کہ ہوا گوشہ نشین سرِ عظم  
پارسای سفری ہے طرف عالمِ قدس  
چھپتے ہیں نگِ دل نشترِ مضمونِ بلند  
چاہتا ہوں کہ کہوں مطلعِ روشن کوئی

تا پہلجای کسی جانہ جی پائے نظر  
بہ گئے ہوٹ کے چند آبلہ ویدہ تر  
دخت زر پر دہ خم سے نکل آتے باہر  
تو بدندانِ قحِ نوش سے کرتی ہی حذر  
رکتی ہے فکرِ ساسوی ثنا قصیدِ سفر  
فکر کے گوشِ مضامین میں بہنا و گہر

### مطلع

حسنِ ہدیکہ سکے ہی یہ کہاں تا نظر  
ای جنابِ شرفِ الدولہ فریدی جاہ  
وہ کم جسکے تصویر میں نہیں گنجائش  
صدقے احسنِ حیا خیر کے اللہ اللہ  
واہ رے لطف کہ دشمن کے لیے جہانی  
نعتِ قصہ کے جلوے کو نہ پونچے ہرگز  
ایک ساعت جو مقابل ہو تو ہر محشر تک  
گرے حکم سے ٹھندی ہوں جلا نیوے  
حدِ اوصاف بیان ہو نسکین کو ہر دم  
خلاق و خلق کہ تسخیر میں عالم کے دل  
فہم وہ مرضی صلح کے سمجھ لی باتیں  
مس کوڑیں اوس رخِ روشن کی گرفتار  
ہو میسر اگر اوس چہرہ روشن کی ضیا  
آرزو مند تصدق کو یہ ہو بیتا بے

نور پروردہ عارض ہیں شمشیرِ مقرر  
جانِ دل کے فدا کیوں ہیں شام و سحر  
دہن جب ہیں ہر فرد کے لبریز کھر  
گتہ یارانِ شرم کی خجوں گسین چھپ کر  
دب گئی ہمت بخواہ تہ بارش زر  
بہرِ پرواز تصور کے جو پیدا ہوں پر  
محو مثال رہے آئینہ اسلندر  
اوڑھ لیں جن غامی کے ردائیںِ خگر  
فکرِ شاعر کی بدلتی رہے لاکھوں پیر  
کوئی جانِ حلقہ بگوشی سی نہیں ہو بار  
مطلب اس کے ہی جو منظورِ خدا کے اکر  
رشک سے قلب ہو سیاب کی صورتِ مضطر  
روح آجائے لبوں پر پے تعظیمِ نظر  
دلِ بغل سے نکل آئی کبھی سینے سے جگر

دیکھ آتا ہی جو اوس لوح جمیع کے الفا  
ہی وہ مقبول اگر اوسکی شنا کیہ لکین  
نام آجائے زبان پر تو یہ بخشے تاثیر  
یہ شرف عرض تمنا کو وہاں ہو حاصل  
ہمت ایسی کہ اجازت ہی یہ رسایل  
جرات ایسی کہ نہیں خلق ہوئی جسکی بناہ  
دیکھ کر چشم غضب تان مدد میں پہنچے  
العرض صف سراپا ہین تصویر کے زیاد  
لکھے اشعار دعا وقت دعا ہی یہ سیم  
اے خدا تاکہ ہے مدد سر لیکار واج  
ہر زبان محو ثنا خوائے مدوح ہے

دل یہ کہتا ہی تصور سے مہر جاو دم ہر  
ابر رحمت سے دہلین جرم و گنہ کے دفتر  
دیکھ لیں صورت اصلے کو مزارج ابر  
مدعا سر کو جکاوے پے تسلیم اگر  
مانگو اتنا کہ جو ہو وہم و گمان سے باہر  
پیشتر قصد سے دشمن کے نہون پر  
کثرت خوف سے ہو تیغ سمٹ کر خنجر  
اب نہیں عالم ایجاد میں اوسکا ہمسر  
مختصر کیجیے اظہار سخن کا دفتر  
اے خدا تاکہ ہے قدر فن علم و ہنر  
نام سے اسکے ہو عالم میں سخن نام اور

ایضا

برشتگی ہے نگہ میں یہ گرم ہے جو بن  
بہت دلوں میں قدم رنجی بہار بی کی  
حجاب دیدہ ہوتے ہیں منعقد غنچے  
گہرا ہوا ہی جو ابر بہار صورت شام  
نہال جہوم رہے ہیں دفورستی میں  
پرٹے ہیں گیس جو خسا رکھ کے جانب  
جہوم شوق میں نصبت نہیں ہو سجد و  
ہواے خندہ پیہم جو گدگدائے ہی  
صبا نے سحر محبت سی کر لیا مشتاق

فروغ عارض گل ہے فقیلہ روشن  
کہ ہر طرف ہی گل افشان نہاں گلشن  
و کہار ہی ہے مزے نو عود سی گلشن  
جبین شاخ پہ گل گنول ہو روشن  
ہوا سی سر و کاہر سمیت گرم ہی لوسن  
زمین باغ کارنگین ہی جا بجا دامن  
نصیب ہی سر بلبل کو آستان چمن  
ہر ایک غنچہ نو خیز کا کھلا ہے دہن  
امید وار ہی بوسون کا عارض گلشن

حدیث خود غلط ہے قبول خاطر خلق  
 نیز از غم ہیں لیکن دست درم نہیں اوٹھتا  
 اوٹھتا مزاج سے ایسا لاجا طلبے ادبی  
 لٹار باہون برابر تراشے دل ار  
 نہیں ہی ایک گٹھی ہی فراغ غم ہی  
 اجل کشا کش امید بین پریشان ہی  
 مزاجدان نہیں ملتائیں کیوں خاموش  
 وہ آفتاب ہوں جسکو کہی وال نہو  
 بس اب تہیتہ خاطر ہے جانب اوصاف  
 زبان پاک ادا کر ہی ہے شرط بیان  
 وہ با خدا ہے کہ فیض خمیر روشن سے  
 جو دیکھے شوقی خاطر تو ہو حجاب ایسا  
 کہاں ہی عارض شمس و قمر میں جس ایسا  
 نگاہ کا ہی عالم کہ جب اوج سے وکھین  
 وہ ظلم ہی کہ فلک جسکی بوجہ سیس جا  
 فلک مقام دلاک طینت و ملک ہم نرم  
 زبان جو اگر آ کے حوصلے وکھین  
 و فوفیض سے بدخواہ ہی نہو محروم  
 سٹای تیغ نگاہ غضب جو ہستی خصم  
 لہو کو چاکے ڈوبے تن عدو میں جج تیغ  
 ہوتی شناسے یہ بالیدگی سخن میں میر

خراب بہر تابی و اغظالی کتاب کس  
 بساں چشم محبت ہی آرزو رہن  
 کہ لے رہے ہیں مری اشاک بٹہ آن  
 بہری ہوی ہی لبالب کنار ہر شمن  
 چمن میں نالہ بلبل ہی لیشون سخن  
 کہ آجکل ہے فراموش عادت مرو  
 کسے دکھائیے اسی جنہن سنکٹ فن  
 اوٹھا کے ہاتھ دعا تین کیا کرین شمن  
 خیال لو کو ہوئی احتیاج مشق شمن  
 فرشتہ خوش شرف الدولہ اعتبار زمن  
 رہے نہ روح کو باقی حجاب است تن  
 رہے عروس سخن کو سخن نقاب ہن  
 کہ وقت صیغہ کو نہیں اسی شرک سخن  
 نصیب ہوں جگر و دل کو سیکڑوں زمن  
 وہ خلق ہے کہ فرشتے پکارا وٹھیل حسن  
 سخن دہر و علو ہمت و شجاع زمن  
 زمین و چرخ کو ہو رخ تنگے دامن  
 زبان تیغ سے چاٹے لعاب ہر شمن  
 سنائیں روح کے آرم کو فسانہ شمن  
 دکھاے جلوہ مر جان ہر استخوان شمن  
 کہ آفرین کے لینے تنگ ہر شگاف شمن

شہابی غل جو سوار سے کی آمد کا  
 جمال پاک سے جذب نگاہ ہوتا ہے  
 لکھن خطاب کے دو تین عراسجا پہ  
 خدا کی واسطے اب اجتناب سے باز  
 ادب شعاریوں گستاخ ہو سکوں کیونکر  
 رہنمیں پرورشش اضطراب میں  
 امید و اراقات ہوں اجازت ہو  
 نیا یا صاحب بہت جہانیں کوئی  
 بشکل بلبس تصویر ہو گیا خاموش  
 کہانیہ علم و ہنر سے کہ جاؤ محضت ہو  
 بے گاہ کوئے سخن فہم تو بالین گے  
 نسیم شوکت خاطر دکھا چکے کیا کیا

مڑے ہوئے بین نگاہوں کی طرف تون  
 عجب نہیں کہ بڑی شوق کو یقین وطن  
 دکھاؤں اور طرح سے کلام کا جوین  
 کہ پیر ہی ہے کئی دفسے آرزو وطن  
 ہزار طرح سے خاطر میں ہی کا سخن  
 نگاہ لطف کوئی اس طرف ہی حضرت  
 کہ بہ نہ پائیگا ایسا کبھی حیدر بن  
 کہ تجسے پوچھتا وہ یاد ہی تجھے کیا فن  
 سو افتخار کرنے نکلا کبھی زبانی سخن  
 اب اختیار کرو جاگے گوشہ دین  
 نہیں تو خیر جو کچھ خدائے مزن  
 سلام شوق لکھو و زبان میں قفل دین

ایضا

کہان ہر ایک طرح پر یہ دو لیل نہا  
 کشاکش نفس چند ہے پیام اجل  
 خیال جام عبث اشتیاق بے بیجا  
 بسان دیدہ مسک ہر تنگ فرصت  
 طلسم عالم اسباب چند ساعت  
 چمک رہی ہیں خم می بہک سے ہیں راج  
 نوازے مطرب خوش ایچہ ہر موثر دل  
 ہوا ہی سر سے بزم چین ہوئی ہر گرم

کبھی ہے شام صیبت کبھی صبح بہا  
 ہوا می بنے ادبی ہے تہیت بکا  
 دکھا رہے ہیں دم سر دگر بے بازار  
 لحد کشادہ دین ہر شوق بوس کنا  
 جو ہو سکے سوا ہی ہوا و تھانہ نہا  
 ٹپک رہی ہر صراحی بنوش کے ہے پکا  
 ہجوم پیچھے سے ہے مختصر آزار  
 شگفتہ گل بہین لبیان دین دم گفتار

وہ بک رہی ہیں جو خسار سرخ غنچوں کے  
 شراب حسن سے لالے کا جام ہے لبریز  
 زمین ہے سبزہ خود روسی فرش بوقلمون  
 بلند یونپہ دماغ برہنہ پائی ہے  
 امید بادہ میں تو شکس ہیں یون مضروب  
 حذر خدر کی صدا دی رہی ہیں صاحب حسن  
 امند امند کے ٹپکتا ہی ابرستی میں  
 ہوئے برہنہ تنوں کو لباس کے حاجت  
 نسیم لطف بہت خوب ہو جوجی چاہے  
 کمال دیکھیں کل قد وان ہو ابر نصیب  
 ملک فصال فلک آستانہ عرش کا  
 اگر نہ اوسکے عنایت کی ہو کچھ امیر شش  
 و فور جو دے زائید گی زمین کو ہے  
 صدائے فیض کرم سے عجب نہیں ہی جو  
 زمانہ خوان کرم سے ہر ریزہ چین لیکن  
 سرور و عیش ہیں یون باسپان مراوسکے  
 کہی نہ دیکھ سکے انتہائے بخشش کو  
 نپائے طول سخا منہ ہر قصار کہے  
 اوٹنے پر در حسد جو شش بدل سے اوسکے  
 گرے ستارہ جو پاپوش سے زبان خرم  
 بشر تو کیا حشرات زمین یہ ہی یہ فیض

بزنگ شعل و شہ ہے عالم گلزار  
 سرور دید سے کیفی ہے فرکس ہمار  
 بدل باہی نئے رنگ چرخ مینا کا  
 طواف آبلہ کرتا ہے شتر ہر خار  
 کہ جس طرح پس پرہیز رغبت بیمار  
 گڑھی گڑھی ہے زیادہ ترقی دیدار  
 تڑپ تڑپ کے چمکتے ہیں بجلیاں ہر بار  
 چہ چہ حیا سے زمین زبرد امن کسار  
 تو ایسے وقت میں اکمخ خیز حید اشعار  
 بجاہی گو ہر مضمون اگر یون اوسنہ ثار  
 قمر خرم شرف الدولہ خضر و وقار  
 نصیب اہل دول ہو نہ طالع بیدار  
 نکالتی ہے جو اہر شکم سے حاملہ وار  
 ہجوم داغ دل خضم مجمع وینار  
 فقط یہ رنج کہ ہے ایک عمر سے بیکار  
 کہ جیسے عاشق شیدا کے دیدہ بیدار  
 رہے جو تا دم محشر تسلسل انتظار  
 ہزار بار اگر صبح ہو شب بیمار  
 کہ استخوان عدد ہوں جواب ہوسقار  
 تو ہو وہ نیر قبائل شرم زرار  
 کہ قمر نے ہیں نقاط سفید کھپتہ مار

وہ دل کہ جسمین محبت ہوا اس سہمی گئی  
نگاہ طرہ مشکین مشرق کو سمجھے  
خمیر وک چشم سے بنے ہیں وہ بال  
جبین وہ لوح منور کہ آفتاب نخل  
بہوین ہیں تیغ ہلالی گم شدہ مزاج  
مرہ ہیں یا کہ زبانین ہیں کلک رکے  
عجیب قصہ و تحسب ہی فسانہ چشم  
ہر اک اشارہ ہوا و سکا حیات کی بنیاد  
صفای چہرہ سی ہسلا ہر کوئی قطرہ نور  
فروغ عارض تابان سی ہی یہ نیش نور  
دل و جگر کو مسافر چا نہیں سکتا  
لبو کا وہ بیان جو آیا تو سمجھائیں گلبرگ  
وہن وہ وچ گہرا ہی حق شناسی ہے  
شفا ہو وید سے حاصل جگر خراشونکو  
شہر شہر کے خراج نہ دوڑا و غامہ  
سوال کرتا ہے دل کچھ خمیر حاضر سے  
تو وہ جبری ہو اگر تیغ ہاتھ میں لے لے  
شکم میں نطفہ اعدا دو حصہ ہو جائے  
کچھ آتے روح بدشے برائی قربانی  
پڑے جو آگہ دم خمیل دشمن پر  
دیے خدائے وہ قصر بلند رہنے کو

بجا ہے کہیے اگر اس کو محسن اسرار  
خطوط کاتب قدرت ہیں و سر نہ نشا  
تصور انکی سے ہوتی ہے عقیل العبا  
خیال وصف سی جسکے چاکے اشعار  
ہزار مرتبہ جس پر عدو کے جان نثار  
کہ اپنے طراز کا مطلب سمجھ لے ہر شیا  
کہ جسکے سنتے سے سوجاے صاحب زار  
بقائے عمر خضر پائے طالب دیدار  
کثیر بنے روشن یہ کرتی ہے اظہار  
کہ محو جلوت ذاتی ہے سایہ دلوار  
قدم قدم پہ ہیں درگاہ عشق کے زوآ  
مگر وہ بے اثر اعجاز انجمن عیسے و اس  
زبان ہے حجت مقبول ناطق اسرار  
و کہاے سبزہ خط لطف مرہم رنگار  
کہ اور طرح کی لکھنے ہیں کچھ ہیں اشعار  
مزاج فکر مٹے ہوا ہے شوخے بار  
قدم پہ سر کو رکھے پیل جرخ بے تکرار  
سُنے جو حالہ کچھ فکر مخبر خوشخوار  
پناہ تیغ کے ہو خصم کو پناہ زار  
ہزار طائر جان اک نگاہ میں ہوں شکار  
کہ مرغ روح نہ اوڑ کر لو پنچ سکے زمار



فلک کی لپٹ دو تائیں خم ہے باقی  
 قسیم فکر ساسے نکڑ زیادہ سوال  
 جہان میں تاکہ ہے یہ بقا می شمس و قمر  
 رہی وہ سند دولت پہ جلوں گریاب

کونکور است بنادے بلند سی دیو  
 جوں گیا سو طاب نچا ہے تکرار  
 جہان میں تاکہ ہے رفت و خیر لیل و نہار  
 جلیب خرم و شادان عدد و دلیل و چرا

### القصا

دیکھ تو رفت افسونستان طرار  
 زلف منہ دیکھتی ہے آئینہ عارضین  
 شوق کستا ہی اوٹھا پاس ادب گستاخ  
 کوئی شے جوشش سودا سی نہیں بخالی  
 آرزو مانل مستی ہے حیا پاب رکاب  
 شیخ اندر ز فراموش ہی واعظ عجوب  
 ہرین سر بسہ جو غنچہ ہوتی تین ٹہن  
 پائی جبار و بکشی سے جو صبا بی صبت  
 قطرہ سے کے چکنے لگے ہر سوتا رہے  
 بسکہ ہے برنگی غفلت بیخواری سے  
 بیجا بی بین جو ہر بلبل و گل ہے مصروف  
 بڑی کی مجھے دیتی ہے اجازت غار  
 جی میں ہی شاہد مضمون سے ہم آغوش ہوں  
 لے ٹھہر ہوش میں اسی قلم سینہ شکاف  
 میں وہ کیا ہی زمانہ ہوں کہ ہر سہرا  
 ہوں وہ خورشید جہاں تاب نہیں جسکوزل

رشتہ قوس کی بہی ہو فلک زنگار  
 رنگ کچھ لاسے گائیہ اترے لیل و نہار  
 شرم انگشت بزدان ہر کہ اسی دل نہا  
 کو لتا ہے رگ سبزہ سر ہر نشتر خار  
 اتقا گوشہ طلب ہی کہ نہ کیوں یہاں  
 یاد آتا نہیں غیر از سبق بوس کسار  
 لٹ رہا ہی زر گل قف ہے سارا گلزار  
 چھچھے مرغ چمن کے لگے نذر بہار  
 گو دہرے کو ہو ہے جام و صراحی تیار  
 چادر ریش می کرتی ہے پردہ ہر بار  
 شرم کون شرم سے میں مجھ میں این تجارت  
 طرہ زلف مضامین کے نظر آئے بہار  
 تاکجا حسرت تاخیر پڑھوں چند اشعار  
 جوش میں طبع معلے کی دکھا کچھ آثار  
 صورت حکم الہی ہے نہایت شعور  
 ایک سا جلوں آغاز ہے اور آخر کار

دوست ابس عارف فیجاہ سخن فہم کا ہون  
 ماہر سلم و ہنر واقف ہر اس سخن  
 ادب اور مراتب میں زمین پر ہر دم  
 مائل عالم گلشن ہو جو وہ عالی جاہ  
 پر تو سنگن ہو اگر تیغ زمین پر او سکی  
 نگہ مہر سے دیکھے طہر ف ذرہ اگر  
 لب جان بخشش کی جنبش سے جل نہ یوں  
 تنگ ہی وسعت میدان تصور ہر دم  
 اس جہان سے صفت روح فرشتہ و تم  
 رفعت قصر معلیٰ ہے خدا کی قدرت  
 دیکھے اگر طالع بیدار کو چشم بے سے  
 او سکا ہنسن تو میں ہوں مگر انا ہر دم  
 مختصر عالم اسباب ہر او سکے آگے  
 حلم وہ حکم دشمن کو ہو امید عطا  
 تا کا طول سخن فرصت اندیشہ کمان  
 پڑھیے اشارہ عا جسکو فرشتہ سنکر  
 اسی خدا جل وہ فراز پر فلک میں تنگ  
 شش جہت میں ہے مدوح کہ ہر دم جاہ

جس کا ایک لفظ نہیں صورت معنی بکا  
 شرف اللہ ولہ جان کرم و عفو و تقا  
 گرد پھرتا ہے فلک صورت پامی پرکا  
 نذر کو لائے زر گل چہنستا نہیں بہا  
 حشر تک صاعقہ نکل عوض جوش نیا  
 چرخ صدقے کرے خورشید کو نہیں سج با  
 نہ کھلے حشر تک ملک مہم کا باز آ  
 کیا لکھوں میں صفت تیری گام پر ہوا  
 جا کے پھرتا ہی صحرا سی ازل سے سوا  
 انتہا جسکی ہے تخیل ملک سی ہزار  
 گھر کرے دید و دشمن میں سدا خواہا  
 وہ شہ فہم ہے بین خسرو ملک اشار  
 کیجیے فیض مطول کا کہان تک ظہا  
 خشم وہ خشم کہ ہر جسکو کی سے انکا  
 ای نسیم انفس چند ہیں تکلیف سے بار  
 چار سو عرش برین پر کہیں آئین ہر بار  
 روز و شب صبح و مساس شمس قمر کو آنا  
 عشرت و نام و نشان طرب عذو و قار

ایضا

ایک ساعت ای فلک بجا خدا را مہر  
 ہر مری فیض سخن سے عزت ہند و ستا

بعد مدت فکر کا کرتے ہیں ہم آج امتحان  
 فکر صابک بدولت صفہاں ہے لکھنؤ

جی میں لہراتی ہیں میدانِ تنہا کی گشتیں  
 آرزو ہر گوہرِ مضمون کی لڑائی کو جھکے  
 وہ متاعِ قیمتی مشتری کر لے پسند  
 طے دیتی ہر جگہ میری پریشانِ خاطر  
 می سے توبہ کر چکا پر ہیز گاری ہی مجھے  
 ابر تر و کھلا رہا ہے جلیوں کی جھپکین  
 ہر ہوس اک مطلعِ مستانہ ہوزِ بیتِ لہ

آبر و رکھنا خداوند زمین و آسمان  
 کیجیے آراستہ بازارِ معنی میں کان  
 پوچھے کہ قیمتِ کمون احسانِ کمالِ نیماں  
 ڈھونڈھنے نکلا ہوں اطرافِ ہماقینِ دہان  
 لاگلابِ حشا ایسا قی کہ میں ہوں بیاں  
 دل یہ کہتا ہوں کہ لکھ اشعارِ حریفِ قدراں  
 جس سے ابد کے کیفِ مثلِ گوشہِ چشمِ بینا

### مطلع

صورتِ دنیا میں لبریزِ سخنِ کام و دہا  
 کرتے ہیں انکھیلیاں مضمونِ خیالِ پاک  
 تاکا پاس ادبِ اظہارِ مطلبِ شرط ہے  
 ای خاکِ شمس و قمر پر ناز کیا کرتا ہے  
 حامیِ دین محمد عاشقِ نامِ خلیل  
 بسکہ ہر راحتِ ریانِ خلقِ فرطِ خوف  
 شوکتِ افزائی ضعیفان ہو اگر کوئی کم  
 ہر بشر کی آرزو یوں شایقِ بابوس ہے  
 آرزو سی مرغِ یون و لبریں کھتی ہی ہجوم  
 ہمتِ قبائل کی دیکھی جو ہر جانبِ عروج  
 مانعِ پیری ہے حیرتِ جلوۂ رخسار کی  
 چرخِ چارم تک جبالِ اک کا ہر تذکرہ  
 ویکرِ زمزمِ طرب ایسا دلِ عاشدِ جلے

رہزیشِ بہیم سے تر ہوتا ہر دامنِ میان  
 گدگداتی ہیں مجھے الفاظِ معنی ہر زبان  
 روکتا ہی کوئی دلِ مشتاق کو کہہ کہ ہاں  
 دیکھ میرا دل کہ سین کسا جلوہ ہی نہان  
 آبر و بخشِ وزارتِ ناظمِ ہندستان  
 ہو گیا بے زہرِ کامِ فنی زلفِ بتان  
 مور کو تختِ سلیمان پہ ہوں نقل مکان  
 جس طرح اپنی ہوس کا بختِ جاسدِ سب  
 جیسے لبریزِ دعا ہو خانہِ بیچارگان  
 آئے استقبال کو فریادِ بختِ دشمنان  
 دخل کیا ہر بڑے سکے جو تو سن عمرِ روان  
 سورۂ وائسٹس سے ہر صبحِ دردِ قدسیان  
 روشنی می شمع کے مانند مغرِ استخوان

شانہ برہم کر نہیں سکتا ہی کیسے بستان  
خونِ شمعن کی خاندانِ سیخیل وستان  
کیا کہوں کیا حال ہو عقلِ سطر کلیمان  
خلق والا کی زبانِ خلق پر ہر داستان  
کون ہو جو خوانِ بخشش پر نہیں ہو بہا  
قصہ پہلے صد آتی ہے لو آویہا  
ہو گیا خالی مرے گشتِ چشمِ تباہ  
سیر ہو جائے زبانی جہانِ فدا کے کہہا  
کم نہیں اعجازِ عیسیٰ سے سخاوت کا بیان  
نصب ہو تیج اہر جاے سنگ آستان  
عرشِ فست ماہ طلعت آفتاب و شان  
جس طرح قلابِ جیس میں آجاتی ہو جان  
بہول جاتے خلق تکلیف جناہی آسمان  
ہوں قصیدِ یخِ نل کی کچا دارِ گنیمیان

نظم عالی سے وہ اطمینان سب کو ہو گیا  
قصہ خاطر سو ہی اعدائے گدول شاد ہو  
غمِ افلاطون سپند شعلہ ادراک ہے  
نازِ معشوقی نیازِ رشتے سب محو ہیں  
کو لسا دل پر نہیں جوا و سکا پائند خیال  
یہ نہیں ممکن لبِ سائل کو جنبش ہو سکے  
لطف وہ پیدا کیا حسنِ سخا و جود نے  
حرصِ سائل دامن گردون اگر پیدا کرے  
آرزوی مودہ جی و ہستی ہی فیضِ نام سے  
شوکرین کھاتی ہیں گوہرِ سائلوں کی آہیں  
خاتمہ قدر کے لکھا لوحِ برر و راز ل  
شادیوں اہل غرض پہ ہون سکا نام سے  
دستِ زرافشاں کی جس جانب توجہ ہو در  
جوشِ الفت دیر سے بھارا ہر اسی نسیم

مطلع

آتی ہو سونی میں ہر دم گاہِ قدسیان  
داعِ سمجھے مہر کو سینے پر اپنے آسمان  
تیرہ بختوں کے لیے ہر صبح صادقِ نشان  
سوڑہ بنگر ہو کے ہیں زیرِ بارِ وہ عیا  
جس طرح ہالہ رہے الوارِ وہ کاہِ اسبان  
جاہتی ہی عزتِ پاؤں میں مثلِ عاشقان

نورِ حق کا عارض و شن یہ ہوتا ہر گمان  
گرد کہا دے جلوہ رخسار کو ہٹکر نقاب  
وہ جبین یا چشمہ خورشید جسکی روشنی  
تہی کچہ آئینہ دلہا میشتاقان میں بال  
جلوہ خطِ طلقہ اور رکتا تابان بری بو  
اب نظرِ خونِ دے لہرِ شبنم کرنے لگی

ق

کہ ہر ہی حسن ہی بالغ پونہ کیے کی طرح  
 کچھ نہیں کہتے اگر انکسین اور شاگرد کی دم  
 اب تو وہ صورت ہو جو صورت کہی مکتبی  
 مفلس ہے ہین تماری ہی نظر پڑتی نہیں  
 آرزو کر تم قضا ہے کہا تک انتظار  
 صدق جاؤں جو غفلت میں نہایت چہیتا  
 چاہتا ہوں تم کو اتنا کہ بان پر کیا ہوا  
 میں تو آیا ہی نہیں کسکو کہا چلے تھے  
 نام نامی شکر رکھتا ہوں ہوس پاؤں کے  
 کچھ نگاہ مگر خواست ادھر ہی دیکھے  
 بس بہت کچھ ہرزہ پیائی ہوئی جب ہوشیم  
 فضل حق سے مسند ولت رہی یہ قدم  
 خضر کی صورت بقائی عمر ہو ہر دم نصیب

تا قدم ہی شعلہ روشن گذر ملک کسان  
 دیکھ لو حال امی خستہ دلون کی قدر دان  
 کیا تجھ کے اگر ہو جاؤ تم بے مہربان  
 جانتے ہو سینہ خالی ہو چکا ہر دل کسان  
 جی میں آتا ہی کہوں لیکن ادب سے پاسا  
 دیکھ لو ہر اوس نظر سی ہول جاؤں مہمان  
 کہ رہا ہوں یسی میں اپنی دل کی داستان  
 کل کے کہنے کا ہوا اک روز پہلے تھان  
 ای وزیر خسرو ان امی نصف ہندستان  
 رات دن چکر میں ہوں مانند دور آسمان  
 لکھ مضامین عاجو ولین کہتا ہی نہان  
 تا ظور آفرینش تا قیام و وہ جان  
 خستہ یارب رہی نیام ورد قدسیان

### قصیدہ مدح ظفر الدولہ متعبر الملک رفیع المنزلہ لواب اصغر بن ناصر

کثرت عیش سے یہ بخیری ہے ہر دم  
 آج کل قوم بشر کے وہ بڑھی ہیں اغاز  
 وسعت حوصلہ کی حد نہیں ہوئی معلوم  
 برہمی ایسی زانے سے ہوئی ہے محروم  
 لفظ دشنام حسینوں کے و نہیں ہی قید  
 کبھی عاشق کبھی معشوق کبھی سب سے پاک

کہ فراموش ہیں جو یاد تھی گرد و نکو ستم  
 کہ ملک کماتی ہیں آسائش انسان کی قسم  
 ہر زیادہ نظر آتا ہی نگاہوں میں کم  
 کہ پریشان نہیں ہوتی کبھی کیسوی صنم  
 لے رہے ہیں لب عشاق بلوے سے پیہم  
 سیکڑوں رنگ بدلتا ہی مزاج آدم

مردہ دیتی ہے صبا پیر بن عاشق کو  
 ہو چکی چشم عقیمہ نہیں ممکن آنسو  
 وقت تحریر جو کی خنجر دل نے تکرار  
 کوئی دم اسی دل بقیاب ٹہر جا تو بھی

کھا چکا دست جنون چاک گریا بکی قسم  
 اوٹھ گئی غصہ ہر فرد سے پیدائش نم  
 صفت جاہل مغرور اٹکتا ہے قلم  
 کہ مضامین تناخیز سنائیں تجھے ہم

### مطلع

بمع خلق و حیا زینت قوم آدم  
 صدے اس طرہ فرقی کی دل جان بشر  
 جلوہ نور جبین نے وہ عطا کی حیرت  
 شوق کہتا ہے کہ لون بوسہ ابرو کیونکر  
 چاک کس طرح نوتج نظر سے سینہ  
 سدا کھد کہ بین شرم سے نیچی آنکھیں  
 نظر آئی کشش حسن جو بنے سمجھا  
 ماہ و خورشید سے بہتر ہیں کہیں جھسار  
 سبزہ خطاب جان بخش دہن کی نزدیکی  
 ہی اس طرح ہر اک عضو میں کیفیت نور  
 زلف کہتی ہے دم حشر کرونگی فریاد  
 شانہ کہتا ہے کہ میں چاک جگر رکھتا ہوں  
 کہ رہا ہے دل خستہ کہ آنسی فریاد  
 داغوا ہی کے لیے لبس ہی جبین تر دہن  
 محل آتے ہیں دم سرور جو آہوں کے ساتھ  
 کہ نہیں ضبط سخن کا ہمیں یار ابا تے

اسی جناب ظفر الدولہ نہیں غلام  
 کرو یا سلسلہ کن فیکون کو برہم  
 ہر طرف شور سی ہی نہیں قابو میں ہم  
 اخذ رہ تو کوئی تیغ کشیدہ ہر دو دم  
 تیر مرکان کی یہ ہٹ ہو جگر دکھیں ہم  
 ورنہ ہو ایک اشارے میں صفایا عالم  
 چھٹ گیا ہاتھ سے استاد ازل کے قلم  
 ہی زوال اونکو یہ تابندہ شب روز ہم  
 خضر و عیسیٰ نظر آتے ہیں کنار زمرہ دم  
 گردن و سینہ سے تا آئینہ حد قدم  
 کہ دیا ایک نظر نے مجھے ایسا برہم  
 کیا نہ پوچھے گا خداوند ازل حال تم  
 جلوہ حسن خدا داد سے ہے یہ عالم  
 اشکاف و شوق کتنی ہیں کہ کتنی نہیں ہم  
 اگر مرنالہ کی کھاتی ہیں لب خشک شرم  
 کہ لبین اب ہم بھی غنیمت ہی فرصت کو دم



واقعی قدرت خالق کا نمونہ ہے تو  
 کامل علم سخن شاعر بختیاری زمان  
 خلق ہوتی نہ اگر طبع ملے تیری  
 جلوہ دیتا نہ اگر نور رضا میں خیال  
 گر نہ افسانہ افکار سناتے ادکو  
 خلق ایسا کہ جان میں محبت ہو کہ  
 آدمی کیا کہ لاک بھی کہیں سجان  
 وہ حیا غنچہ سر سب سے بھی شتر جائے  
 کثرت زرنی دکھاتی ہے نئی یہ تاثیر  
 اثر فیض سے ہر شے میں یہ استغنا ہے  
 شردہ پیغمبری لطف نے ایسا بخشا  
 کس قدر غافلہ جو وئے زحمت پائی  
 امام آجائے زبان پر جو علی صخر کا  
 ہیبت پس کی دلیروں کی جگر میں مضطر  
 زحمت حوصلہ کا حال اگر کچھ لکھے  
 حملہ آور ہو عدو پر تو کرے اتنا قتل  
 چار عنصر میں رہی خیم کی یون گودش میں  
 جاکہ دل دی خبر خواب بحد دشمن کو  
 شہرت قوت بازو جو نہ امت بخشے  
 خوف تیرا ورق دہر سے کہو دی ہر حق  
 تیغ اس ست بلورین کی جو دشمن کھائے

علم میں علم میں احسان میں کرم میں کرم  
 روح صدق ہو جو اوصاف میں حق  
 دفتر از معانی نظر آتا ہر قسم  
 میل کرتا نہ کبھی حسن سخن پر آدم  
 جاکہ میں نظر آتا نہ گریبان عدم  
 مخلصی چاہے نہ تا عمر قدم کوئی دم  
 بیشین گز خدمت عالی میں ہو کر اہم  
 وقت احسان نظر آتی جو بدن کا عالم  
 داغ ہو جاتا ہی ہر دامن مفلس میں  
 کہ نہیں زخم جگر کو بھی ہوا ہے مرہم  
 روح رفتہ نہیں حالات بد نشے محرم  
 حوصلہ کرتا ہے قربا ہے روح قائم  
 کیون نہ آسان ہو انسان کے لیے کار اہم  
 نام سکرۃ و بالا ہو مزار رستم  
 پونچھ شاعر کے تصور کا خلقت پرچم  
 خون شمشیر سے ٹپکے صفت ابر کرم  
 جیسے اوزان باغی یہ قصد اخرم  
 خندہ زخم سے پیدا ہو صدا ہی قائم  
 پی لے دشمن عرق شرم سمجھ کر زمزم  
 دہن فغی کیسو میں نہ باقی رہی سم  
 خون ٹپکے دہن زخم سے ہو کر شبنم

<p>کیا کیا خاطر بیتاب نے تفویض تسلیم یا دکر تا ہوں تری جوش محبت کی قسم آگیا پیش نظر حسن دعا کا عالم ہر دم و خطہ ترقی پہ رہیں ناز و نعم دولت و عمر ابد راحت آغوش صنم خوار ہوں حاضر بدخواہ و حبب آخرم</p>	<p>عفو تقصیر نہیں جوش محبت سی خیال بخدا خادوم صادق ہوں نہیں شکست ای قسم جگر افکار نہ بک بہودہ ای خدا تاکہ رہے سلسلہ حیرت و بین ای خدایے خلش غم میری ہوا سے رات دن محفل عشرت میں بسر ہوا وقتا</p>
---	--

## ایضاً

<p>ہزاراۓ خیال ہے ہمارا آسمان مضمون نہیں مہن ہے نہ الفاظ میں بیا میرے سخن کے فیض سے ممنون ہی ہوں کیا دخل چوسکے کسی نافرمان موقوف کر یہ سلسلہ ذکر این و آن جس سے اوٹھائے لطف سخن طبع قدرا</p>	<p>یہ نعمت کلام کسی کے لیے کہاں مانند ذات حق ہے تعلق سے فکر پاک روشن ہوں ہر طرف صفت نور افشا مثل عروس حسن مضامین کہ ہی حجاب بس او خیال اور طرف سیر چاہیے لکھ جلد ایک مطلع آغاز بدعا</p>
--	---

## مطلع

<p>مدت کے بعد آج طبیعت ہی مہربان کہتی ہے مجھے فکر مرے بار بار ہاں ایسا ملے گا پھر نہ زمانے میں قدردان کہتے ہی دیکھ کر شرف خلقت جاں دامن میں نر زربان پیر عارف و عین جان مسدود ہی ہو جس صفت خواب یا سپا حلم و حیا و خلق و وقار و عروج و شان</p>	<p>ای خامہ ہو شیار کہ ہی قوت مہمان مضمون بشکل ابر کرم ریز شوخین ہیں لا واسطے نثار کے کچھ گو ہر سخن خورشید منزلت ظفر الدولہ جسکو خلق پونجی جگر ہر نگاہ عنایت ہوا خیال اسد رکے کرم کہ عیالم ہے ہر طرف ایسا ہی کون جسمین یہ اوصاف ہوں ہم</p>
--	---

جوش سحاب فیض ٹھنڈی ہوئی چوڑل  
 ہر سربلہ پست ہی بہت کو دیکر  
 دیکھا ہی جو خلیق تو ہر دل کی آرزو  
 شرمسار ہے بہن عارض خوبان و نگار  
 کیا دخل مثل عمر گزشتہ پھر آسکے  
 اب تک تو انتہائے عنایت نہیں ملے  
 ہر جسم و جان پہ سایہ و اماں التفات  
 کہتے ہی دل کے بھید سراپا ضمیر صاف  
 پایا نہ یہ حال کسے مین دم مثال  
 حیرتے رنگ جلوہ عارض کے بہن خوش  
 نطق زبان کو بسکہ درشتی سے عازر  
 اوصاف پیشا رہیں پاتا نہیں جو بس  
 حسرت فراہی صورت وقت گزشتہ شوق  
 جو بار بار بزم نہیں ہی تو اوسکے پاس  
 تیرے جتنے راستے وہ عنایت ادھر ہو گئے  
 اوصاف کے ملے وہ مجھے شوکت خیال  
 طے ہو سکی نہ راہ ثنا جب کسیر طرچ  
 یارب برائین دلین براوین ہوں سبقت

بدلے ہو اسی دامن الفاظ مدح و فحان  
 حاسد کا دل جلا ہی تو دیتا نہیں ہجران  
 انکھیلیو نہیں ہر صفت بیج بوستان  
 تا بان بہن ہر طرح گہ گوش بندگان  
 وہ آرزو جو ہر قد مبوس ہو وہاں  
 مدت سی بہن خیال مکان اس کے عین  
 رہتا ہی مثل کثرت حسان مہربان  
 رکھتی نہیں بشکل سخن گولہ دہان  
 ڈھونڈا کیے خیال و تصور کہاں کہاں  
 غنچوں کی لب گونگی وہن برگ کی زبان  
 رکھتا نہیں ہے جسم سخن و ہم آخوان  
 بڑھتا ہی روز کچھ نکچھ اندازہ گمان  
 جسکو نصیب وری نہ مدت ہی کیزان  
 کیسے مین کچھ نہیں گراوقات ایگان  
 اولٹا لکھا گیا درق بخت و شمنان  
 آغوش و شکریں نظر آتا ہی آسمان  
 عاجز لبشکل تو بہ و اعظا ہوا گمان  
 سا انتہائے عمر زمین اونچ آسمان

قصیدہ در مدح نواب میرالدولہ بہادر ابن نواب نیرالدولہ بہادر

تحریر کا وقت آگیا لکھ نام اقدس امی قلم

نواب میرالدولہ عالی مرتبت والاہم

مستغفل من مستغفل من مستغفل من مستغفل من

ہی وہ سخی ابن سخی عالمین ہی جرجای  
چشمہ بہت ہی وہ ستر فرحت ہی  
حال عنایت کیا لکھون تیشکس کش موش  
ہی رکی کثرت ہر کہین آباد ہی وئی بن  
وہ یامی بخش ہے روان ہرقت ہر گوہر فنا  
جو بخ میں ہو مبتلا جسکو ہر صدر ہر کا  
قسمت ہو یاری پر اگر آجای جو پیش نظر  
اللہ کے خلق و وفا اللہ کے جود و سخا  
خالق نے بخشا وہ اثر حاصل ہو گریض نظر  
قرآن ہی رخ قریب ہر پند اگلا ہی تر  
دولت کے دامن کو ہر جو منہ سے مانگا لیا  
لفظ تاتر ہو گئے آبا و و فر ہو گئے  
بخشش ہے وہ دتر سن سنتی نہیں و پس  
ہر ہی میں فیض اوسکا ملا دیتا ہوں اکا رفا  
کیا شان میں اوسکی کہی تعریف کیونکر ہو سکے  
جو کوئی اوس پر گیا برآیا دل کا مدعا  
فیض لب جان بخش سے حصہ کیو کر ملے  
اگر دیکھ لے لطف و فایا ریش و سحر  
ہر فیض حق ہی سخی گر لکھیے افسانہ دور  
غل الخدر کا ہو بیا آجائے غصہ گر ذرا

بھر جرو کے دور سن اشعار ہوتے ہیں تم  
دنیا میں خیل آدمی ہے اوسکا منون ہم  
سرما تہ دولت ہی ہ با غت جاہ و شرم  
وہ حوصلی ہی ہ فزون ہر چند مانگی کوئی ہم  
دنیا میں مثل اوسکا نہیں کیا ہوں موی تم  
آتا نہیں لب زبان اللہ ہی جوش ہم  
ہو دراپہ و سکی جید سا جاتی ہون دوالم  
بخشے یہاں تک ہم و رہے کہ گردن کے سقم  
اللہ کے لطف عطا ہر خطہ ہی جوش کم  
گلشن میں ہر شاخ تر گلہ سب باغ ارم  
خامہ بنی سلاک گھر کو صف نہ ان ہون تم  
جس طرح قسمت کا لکھا ہوا نہیں ہے نہیں و لم  
سب لفظ جو ہو گئے نیک بنے اشک قلم  
رکتا ہر جینے کی ہوں ہر ہی ملک عدم  
لا الہ ہی کمال فی لکھا گلشن میں تصور ہم  
اکیس بجے خلق اوسکی حاصل ہو کر خاک قدم  
اہل دل ہو یا گدا ہی سب اچسان ہم  
دیکھ کرانہ منہ کار ہے دیکھا کہ حسن قدم  
ہر فرد ہو محمود عاجتک ہی سینے میں ہم  
حاکم کا عالم سے ابھی جاتا ہی ہا اہرم  
ہو ہر عدو کا ہر جدا کیلئے اگر تیغ و دم

منظور ہو کر امتحان میں اس قدر خوشنریاں  
بس ایسی قسمیں خیرے شوق میں آہی کہ ہر  
مقصد میں جو کچھ آپکا بر آئے از فضل خدا  
حاصل ہوں بختیں جب تک پہنچاؤں میں  
جب تک ہی کاخ آسمان جب تک کہ اوم جی

دی کاکشا کر نشان نگین ہو بحر قلم  
شعر عالمک جلد تر و کلام سے انجام رقم  
خوشن میں غزیر و اقربا جب تک میں خوشنم  
تازہ رہی ساراچہ میں مسدود ہو ہر رخ و خم  
جب تک ہے بنیاد جہان حال سے عمر و دم

## قصیدہ درد و صحنی علی شان بہادر

درا تو چین سے اول تجھی خدا کی قسم  
خیال صاف کو گلشت باغ مضمون  
کہاں عروس سخن ہے کوئی بلالائے  
پرنج کو سب مشاطگی معنی ہے  
نسیم اوٹھا و تسلیم وقت امتحان آیا  
خیال مدح رئیس زمانہ ہی دل کو  
جکا و سر پہ تسلیم عرض چال کو  
کمال مضطرب کمال تھا خوش قسمت  
بس اب زمانہ تحریر نام اقدس ہے  
اتنی اپنا کرم رکھ وصی علی خان پو  
زمانہ کہتا ہے او سکو کریم ابن کریم  
نگاہ فیض اثر سے جو سوی گل دیکھے  
ہو امی بزم طرب خیز کی یہ ہے تاثیر  
محب بختیں پاک ہی دل جانے

کہ اور فکر میں ہے آج خاطر برہم  
برس ہی ہے طبیعت بشکل ابر کرم  
کہ ہے ضرورت اشعار کچھ کہیں گے ہم  
کہ سلین گزلف کی مانند عقد ہائے ہم  
جمال شاہ تجویز میں و حسن رقم  
ادب کی جا ہی یہاں گردن قلم ہونم  
کہ امی امیر فلک مرتبہ بیان کرم  
نصیب مجھ کو ہوئی آج بوسہ ہامی قدم  
گلاب و مشک سے دھوئے ہیں ہم زبان قلم  
وہی سپہر کرامت کا نیز غلطیم  
وہ اپنے وقت کا ہی آج دوبر احام  
دروغوش آب ہو ہر اکب ۱۲ نہ شبنم  
نزدیکی چشم تصور ہی صورت نام  
فدا می نام بتول و رسول ہے ہر دم

یہ فیض تیغ ہے اور سکا پٹے جو اعدا پر  
 وہ باخدا ہی جو نکلتے زبان سے اقرار  
 فروغ روی مبارک ہی آیت اسلام  
 وہ آفتاب جہاں تاب ہی اگر چاہے  
 خلاف اس کا جو چاہے تو ہو خلاف ایسا  
 نہ روح جسم کو دیکھے نہ جسم کو روح  
 وہ برگزیدہ حق ہے کہ وقت غم کا  
 نہیں ہی یاد خدا سے وہ کوئی غم غافل  
 صفای قلب کے کشف صنیع حاصل ہے  
 کجگوں کو راست بنائی خیال شوق اس کا  
 کمان نصیب جلی بوسہ رکاب اس کا  
 لکھنویں صف اگرچہ جمال روشن کا  
 جبین وہ ہر کہ جسے لوح نور کہتے ہیں  
 مزہ بین لوگ وہ ہی سمجھے ہر حسین نشتر  
 نہیں وہ چشم کنا ریا میں ہی معشوق  
 نہیں ہی یعنی شفات شمع نوری ہے  
 لبو نہیں ہی اثر تم دم سوال وجواب  
 وہن نہیں ہے وہ ہی صبح ذکر اللہ  
 غرض نمونہ قدرت ہی سر سے تا ناخن  
 اب اور طرز کے اشعار چند لکھتا ہوں  
 کریم وقت ہی تو امی مہیتر الا جاہ

ہر ایک خم میں پیدا ہوں سودا بان باہم  
 بصورت خط تقدیر ہو نہ بیش و نہ کم  
 بجا ہے کہیے اگر اس کو قبلا آدم  
 ہر ایک ذرہ میں پیدا ہو نور کا عالم  
 سے مزاج عناصر سے استحا و ہسم  
 کہ جس طرح سے قضا و قدر نہیں تو ایم  
 عجب نہیں جو ہو تقدیر سے زیادہ رقم  
 ہمیشہ فاکر حق ہیں لب و زبان باہم  
 نہیں ہے آئینہ دلہ زنگ ناز و فغم  
 مٹے کشاکش نشانہ سے زلف کا ہر خم  
 ہزار بار اگر پشت آسمان ہو خم  
 رہے زبان پر سے پر فساد آدم  
 ہوین نہیں ہی دشمن کچی ہی تیغ دوم  
 دم نظارہ صفین کی صفین ہیں باہم  
 کہ جس کے رشک سے زنگس سے سرنگوں ہو خم  
 بجا ہو اگر الف اللہ کا اسے کمین ہم  
 کہ زندہ کرتے ہیں دلہا می مردہ کو ہر دم  
 کہ جسے ہی کلمہ حق کا ہزار بان ہر دم  
 کمان مجال قلم ہی جو وصف سبت حق خم  
 مزاج جوش میں آیا پھر ہی عنان قلم  
 ہزار گردن تسلیم تیرے در پہ ہو خم



لگا ہ لطف سی مجھ دستہ حال کو ہی دیکھ  
 ثنائیں تیری کردن اور رسوئی لین خواہ  
 اب اور کون ہو ایسا کہ جس سے حال کہوں  
 غریب بکسین ناچار و مضطرب ہوئیں  
 فقط نگاہ عنایت کی آرزو ہو مجھے  
 نسیم طویل سخن ہو چکا بس اب خاموش  
 حضور قلب سی مانگو خدا سے جو چاہو  
 آگہی تاکہ رہیں مجھ سے راہ گردون پر  
 نصیب عمر خضر تیرے سلیمان ہو

کہ ببول جاؤں فلک کے تمام چور و ستم  
 یہ شہر لطف نہیں اسی نہیں اہل کرم  
 سناؤں کسکو میں اپنا فساد ماتم  
 تیس عیش ہو تم میں میری سرسبز عالم  
 زیادہ اس سی نہیں چاہتا خدا کی قسم  
 خطر کے جا ہی مبادا مزاج ہو برہم  
 پڑھو دعا کی ہی شہار چند سن لین ہم  
 آگہی تاکہ زمین پر ہو نور کا عالم  
 رہے ستارہ اقبال جلوہ بخش قدم

ایضاً

بہار آئی کہلی ہیں غنچہ زمین پر چمن کا سامان  
 فسرہ خاطر ہو ہی ہیں اعجاز جو دم و اسباب  
 فساد غم و بے مدت لاشہ دیا گیا ہو غفلتوں کا  
 کہلی جو سنبل کے لطف پر خرم مزاج از خود ہے بین ہم  
 سب کو غر چمکتے ہیں بہکتے ہیں زبان و چین  
 لباس سے تیرے مخلص سے مٹا دیو انگلی جھگڑی  
 صدایہ تیار کر کس دون آنہ صبح عید سننے  
 نسیم خستہ گردی ہی ہم سنار ہا ہی نوید مضنون  
 زمانہ فیض سخن میری بشکل عیش بن ہو و  
 مزاج مشتاق گفتگو ہی خیال مصروف جستجو ہے

ذلیفہ گل ہر اندہ نوین ترانہ عند لب لیلان  
 بڑی ہیں چاک پرینگو کہ ہر گیان انیس دایان  
 ہو ہی ہیں محض چاد ساز می لایا غلام لیلان  
 طواف میں ہو گا ہیم تار پتے ہیں تحفہ جان  
 سرور سی ہو لہر شریا ہو ہی ہیں افتادگی کی حسا  
 ہو تعلق سے اکہ ہر نہیں ہی قسمت گریبان  
 جگارا ہر خیال زہ کو خواب نفسی ہر غر بخوان  
 نہیں ہر وسائے زندگی لاریں گے یاد کا و دران  
 بلند و نپہر ہو فکر عال جہان میں ہر آفتابان  
 پڑھو ہر مطلع کہ کسی عظمت میں ہر کائنات کا سخن

مطلع

سپاہ و جلال شوکت فروغ خورشید جو حسن  
 ترقی و ترقی بر جوش است سرکش شش و شش  
 بہت پہر پڑا بدین ہم نظری گذر تمام عالم  
 نہال ہے برگ تما جہانیں کیا ہی بر کرم نے تیر  
 شیر اخلاق بمنزل سے سب کے رہے کہ ہیں غنچہ  
 نہر اس نال جو در پہ آئین نجابی محروم ایک نہیں  
 و مای طوحیات میں گر لہجہ نکو تکلیف دعا ہو  
 جو دیکھے آیا صحت رخ تو را بیت کفر سرنگوں  
 نہیں بانی میں کوئی ایسا کہ جسکو شوق قد نہیں ہے  
 زبان تیغ و سنان سے پہلے جو زدہ مرگ ناگمانی  
 دعا میں تیرم نکلیں ہو قبول خالق ہر اک سخن  
 نگاہ میں لاکھوں کہ متین ہیں باغین عینیت ہیں  
 زبان سے تیری جو حکم نکلے تو دوا تر وہ کلام ہے  
 دیا اثر ہی خدا فی تجاور و اسی حاجات نبوی کا  
 جو مال کی حقے تو اسی کرم مطیع فرمان سارا عالم

صوفی علی خان صوفی علی خان صوفی علی خان  
 جہانیں ایسا ہی کون باقی نہیں خیال کرم یہ چہا  
 نیا یا ایسا آریں عظم کہ جسکو لکھتے امیر و ران  
 بشکل شمشاد سایہ تیرے شاخ جہین گل نشا  
 حیا سے ہر گل کافر ہو ہی بل کئی صورت گلستان  
 ہے تیرا دوست گوہر افشان ہمیشہ ننداز غریبا  
 وہاں سائل میں کیا عجب کعبہ ہو جا آج چون  
 ہے نہ بنیادلات و غری بہر ایک کافر ہی مسلمان  
 نہاں ہیں تیرے لہر و لہر جیسے مریں کلا نور ایمان  
 تر بعد و پر جہتیں ہوں بصورت عجمی خندان  
 حیات فرمان نہر یہ ہے حال کو سو کیشہ دانا  
 نہاروں اس پر شہادتیں ہیں کر کا لہر کیا سخن  
 ملے جا کو عمر و دولت عد کو پوچھی ضا کافرا  
 شفا سی لمرض کو مجھ ہی نام تیرا بجای درسا  
 ہوا جوین طویر کھجین سیلماں پس سیلما

### قصیدہ در مدح لو اب حضور محل صاحبہ دام اقبالہا

مانند شانہ ہے خلشون پر جو روزگار  
 امید و اربوں دل شتاق کی طرح  
 آغوش میں مراد ہو لب پہ ہون فہم  
 بڑھتا رہوں بصورت وصف مدح میں

حاصل ہے مثل زلف مجھے طول انتشار  
 یارب دکھا جمال تن پہر ایک با  
 جملکون بسان ساغر لب نہر یارب  
 گنتے میں مثل عمر عدو پاؤں نہ قصد

دیکھا کہ دین حسین جہان جوش شوق میں  
لیٹون لبیکل پنجہ ساقی سب سے رو  
کردن جکا ون مثل مسلم التماس میں  
الفاظ میں بصورت معنی چھپا رہوں  
خاطر میں آگے قصد بخون منہ میں خاک ہے  
اسی خامہ بس تہیہ تہیہ دتا جا

پیدا ہو مجھ میں صورت و لہاسی اغیار  
جو لوٹن لبان امن جانان ہزار بار  
چہرہ دکھاؤں صورت مضمون آبدار  
مطلب کے دون خبر جو بانسے ہوں آشکار  
پونچھوں جو تاجہ گوش مخاطب ہو مقرر  
لکہ جلد کو کے مطلع مضمون آبدار

### مطلع

تا آسمان خطاب معے کی ہے کار  
ہمت وہ دخی خدانی کہ شاعر کی بھی با  
از لبیکہ ہے سخا و مروت مزاج میں  
خورشید حسن نور خدا روی پاک ہی  
آنکھوں میں ہے لحاظ نگاہوں میں احتیاط  
جو جسکی آرزو ہے وہی ہے زبان پر  
عصمت وہ ہی کہ خامہ نقاش کائنات  
شبنم کے بدلے بر سین گھر آسمان کے  
ہی حب اہلبیت کا اس درجہ دلین جوش  
خورسند فاطمہ ہیں علی خوش رسول شا  
مد نظر ہے آئہ پر سب کے پرورش  
میں ہی ہوں جبہ سا بائیدہ لطف  
پونچھایہ حال اور گزارش ہیں کیا کروں  
الغیای وعدہ میں نہ کمی کیجے حضور

بانوے شہ حضور محفل صاحب وقار  
قاصر ہے جسکی وصف میں باعجز و نکسار  
مقبول بارگاہ الہی ہیں جسبہ کار  
باتوں پہ ہی کرامت صادق کا اعتبار  
ممکن نہیں خلاف شریعت ہو کوئی کا  
پیدا ہی قلب صاف میں نہان و آشکار  
مس کر کا نہ کہینچ کے تصویر آبدار  
خواہش عاکی ہو جو بدرگاہ کردگار  
حورین جنان میں کرتی ہیں تجسین ہزار بار  
رضی حسن حسین سمجھتے ہیں دوستدار  
محظوظ ہی ہر ایک رفیق اور اہل کار  
اسی بانو عقیقہ و خاتون باوقار  
رو تے ہی بیکسی مری قسمت پر بار بار  
فضل خدا سے آج موافق ہی ہو کرگار

جو کچھ کہا تھا دیکھ لیا بس انتظار  
 اغلاس کی خراش سی دل ہی شگاف  
 شاید کہ اپنی زلف سمجھتا ہے روزگار  
 کیا کیا گمان بدہین بجال خیف و زار  
 سیتا ہے بخیہ گردہن و لب ہزار بار  
 کہو بیٹے اپنے ہاتھ سے سامان اعتبار  
 گرفت ہی بکون تو نہیں کوئی خواہگار  
 جسکو ہو رحم جانب دلہا بے بقرا  
 دے نذر ویکہ قدرت خلاق روزگار  
 قسمت دکھا رہی ہے دم لطف کردگار  
 دور خزان کبھی ہے کبھی موسم بہار  
 احباب چھوٹے مین رہیں صورت ہزار

صد شکر خرو میں ہوا اب جناب کے  
 وجہ ہی پرورش کہ بہت بقیار ہوں  
 بخشے ہیں بر بھی نے ہزاروں طرح کی بیچ  
 مثل مزاج یار ہے مصروف اہتمام  
 ہنستا ہوں مثل خندہ زخم جگر اگر  
 اظہار دعا سے پشیمان ہوئیں  
 ازراں ہوا ہوں طعنے معشوق کی طرح  
 اب کون جز حضور ہی ایسا جہان میں  
 بس امی لشیم روک زبان قلم کو تو  
 وقت دعا ہی عرض تمنائیں فریادوں  
 یارب ہیں باغ و بہرین جنت کا درگاہ  
 دشمن بزرگ برگ خزان ہوں زور و

مَ مَ مَ

رباعی

سینے کو کیا بے بنائے نہ ہوں  
 سودل ہوں تو یار لگائے نہ ہوں

تن آتش خم سے بے جلائے نہ ہوں  
 وہ لذت عشق میں نے چکھی ہی نہیں

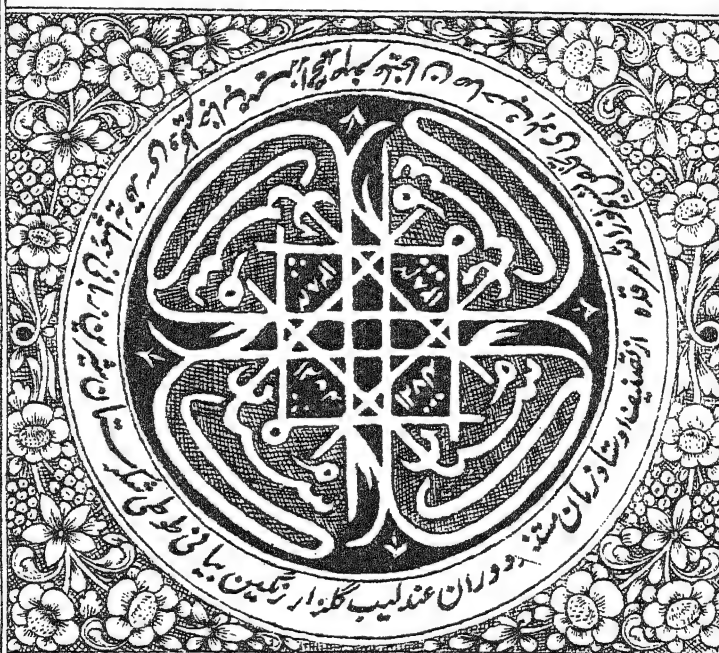
ایضاً

خاطر ہر ایک کے غبار آتا ہے  
 گر جھوٹ بھی ہو تو اعتبار آتا ہے

انسان کا جو کذب پر شعار آتا ہے  
 پر وعدہ یار کچھ عجیب شر ہے لشیم

مَنْ يَتَّقِ اللَّهَ يَجْعَلْ لَهُ مَخْرَجًا

الحمد لله والمنة كدرين مان فرخی توانان یوان بلاغت میان مسمی و قسطنطنیه معروف



با تمام بحال این دین را مغفرت و منان مجرب و باطله و الوافه و خیر و برین محمد مصطفی خاتم النبیین

مطبع در ایام مصطفی طبع در  
دکتر مصطفی محمدخان

# بسم اللہ

سایہ ہی بالای مطلع چتر بسم اللہ کا  
 کھینچے قشقہ جبین پر بسم اللہ کا  
 اول و آخر میں جسکے حرف ہی اللہ کا  
 الف معنی سے کب خالی ہی لفظ اللہ کا  
 میں نہیں جان ہوں ایسی پیاری کجاں جاہ کا  
 جلوہ خوش آتا کسی تصویر مہر و ماہ کا  
 بعد ملنے کے جدا ہی لفظ جیسے راہ کا  
 یہ فقط وہو کا سا ہی نام گدا و شاہ کا  
 خامہ کر سکتا نہیں بخنہ شکاف آہ کا  
 ہم نہیں رکھتے بہر و سا تو شہ ہمراہ کا  
 حوصلہ دیکھ اپنے مشتاق اجازت خواہ کا  
 خوب بکھا ہا رہی انجام اولیٰ راہ کا  
 شور بتیابی نہیں ہی زمزمہ ہی آہ کا

واہ کیا رتبہ ہی فکر طبع حق آگاہ کا  
 خوب ہی آزاد رہنا مدح حق آگاہ کا  
 دیکھنا کیا رتبہ ہی عاشقوں کی آہ کا  
 گھٹ نہیں سکتا گھٹاں سے بہی کل کمال کا  
 چاہتا ہوں دید تیری عالم ایجاد میں  
 اگر نہ تو تاو نہیں شامل عکس نورانی ترا  
 سب میں اور سبے الگ ہی ایک ایمانی تری  
 جسطرح قالب میں جان ہی طرح جان میں تو  
 کیا لڑوہ زخم ازل سے جسکو تو بخشے فراق  
 کیا غرض عشاق کو عمال خودی نسبت سے  
 تیرے صدقے امتحان کر کیہ تو او پر وہ  
 کجروی کو ہو مژ ظالم استی کر اختیار  
 دل کسی صورت تو سبک کیوں تم آزر دہ ہو



۱۵	میں تو اوسکے روی روشن کا ہوں دیوانہ پیہم تنگ ہر جسکو نقاب حسن جلوہ ماہ کا	۲
غل نالہ زنجیر میں ہر صل علی کا جھگڑا نہ رہا یاد عذاب دوسرا کا وہ غیظ میں اقبقت ہو وعدے کے وفا کا اب ہاتھ نہ حسان اوٹھا نیلے دعا کا ایسا ہو جو تیری نگہ لطف منہ کا احسان نہ ہو روح پہ ہی باد صبا کا لو دوست چٹا سمے تعلق برحقا کا ہر اور ہی جھگڑا ترے منقون لقا کا میں صدقے یہ انداز ہی تسلیم و رضا کا ہر زخم جگر لفظ بنا صل علی کا بوسہ ہی ملے کوئی عذار کف پا کا مر جاؤں نہ عاشق یہ ہو حسان قضا کا ہو اوچ پر اقبال مرے بخت سا کا عاشق ہوں ترانام کو بندہ ہوں خدا کا	ہوں عاشق دیوانہ جو معشوق خدا کا بہوش کیا ہر کسی باہوش نے محکو صد ترے او شافع روح تو عاشق تو پیش نظر روح خدا شوق ہم اغوش دور خلکو بجاوون عرق شرم سے اپنی مرنے پہی لائی نہ تری نکمت کیسو جز بیخودی شوق نہ گریہ ہی نہ فریاد کیا فکر عذاب لحدی مردہ دولہا کا خاموش زبان شرم سے آنکھیں سوزا کا شمشیر محبت سے ہوا چاک جو سینہ عاشق کی یہ یہ خاک قدم رکھ کر گزرا کا قربان اوٹھا عارض پر نور سے پردہ مدت ہو یہ وہن کی کوچے میں بنے قبر مطلب ہو مرا عارض پر نور کا جلوہ	۳
۲۱	اعمال نسیم اپنے برے ہیں کہ جملے ہیں لیکن ہی میر و ساہمیں محبوب خدا کا	۳
شور ماتم کیا ترانہ تہا مبارکباد کا غیر ممکن جمع ہونا نکمت برباد کا دل کما نا خاص شہوہ ہر مری فریاد کا	بزم غمکو دیکھ کر دل خوش ہوا جلا دلا کا قید میں آنا بہت دشوار ہی آزاد کا خود فراموشی اثر ہو اوس پر ہی کامیاد کا	

ماتہ آنا غیر ممکن طائر آزاد کا  
 قبر یہ آیا ہو دینے کو مبارکباد  
 واہ کیا عرب جنوں ہر انہر صدقے جا  
 پاؤں جنت میں رکھا تھا کہ نکلی تن سیر  
 ایک کیا دو چار بوسوں تو خوش گزین  
 یاد آئیں بڑیاں اور وہ گہرائی طوقی  
 وصل کی کیفیتیں فرقت میں نکلا دیکر  
 اوکو کا نونک گئی ممنون حسان ہم ہو  
 جب چٹا تیر نظر آیا میری دل کی طرف  
 کہتے کہتے رہ گئے ہنگام استفسار حشر  
 روز جزا زہ سنے کی حسین طاقت کہا  
 مجھ کو بھی تجدید عادت میں راگرتی ہو  
 با وفا ہوں ہو فانی کا نہیں آنا خیال  
 دیکھ لیتا ہر جو اسے آنکھ سے دیکھا نہیں  
 کیوں نہ خنجر ٹوٹ جائے اگر تیرے مائیں  
 تجھے نیا الفت زولے دم بہر کم نہیں  
 بعد آزادی بھی تہ تک نہ چھوڑا ہنر

دیکتا ہو دو رسی قابو نہیں صیاد کا  
 یہ نیا ایجاد ہو میرے ستم ایجاد کا  
 ماتہ کیا کا پتہ ہے جسم بھی نقصاد کا  
 بیکسی فرود یا منہ دیکھ کر شدا کا  
 سہل سمجھے شاد گزرا وہ دل نا شا کا  
 کم ہوا سودا مرا منہ دیکھ کر حداد کا  
 وہ وہن چومو مر امین بوسہ لون فریاد کا  
 آج انہر جی میں ہر منہ چومیے فریاد کا  
 قہر موابہر نشان ہی خانہ آباد کا  
 کچھ محبت آگئی منہ دیکھ کر جلا کا  
 دیکھیے ایجاد کب تک اُس ستم ایجاد کا  
 جس طرح پہلو بدلتا ہر ترے بیداد کا  
 رحم کا طالب نہیں ہوں آشنا بیداد کا  
 شوق تیرا نور دل ہو کور ماوراد کا  
 حسن کج گری سے کشتہ ہو گیا فولاد کا  
 سپر امی زاہد ارادہ ہو خدا کی یاد کا  
 آگئی شرم و فامند دیکھ کر صیاد کا

۲۲

حق خدمت چاہتا ہو چلے رہیے امر کیسیں  
 مد تو فے آہ ویران ہر نفس صیاد کا

۲۳

پیمانہ بنائے فطر کا  
 دہر کا ہی لگا رہا گجر کا

منظور ہے ناپن اکبر کا  
 تھا شام سے دغذغہ سحر کا

سینے میں سے کچھ آئی آواز  
 آنسو پونچھیں گے کب تک اجنا  
 دل ہو تو ہے کیا عجب بہل جا  
 کیوں زلف و راز کھولتے ہو  
 کچھ بے ادبی ہوئے مقرر  
 تنہا نہیں گوشہ قفس ہے  
 محتاج کفن نہیں ہے بلبل  
 رہتے نہیں ایک دم کسی جا  
 کیا کیا ہنسنے نہ خاک اوڑائی  
 ہو آپ کے کان تک برائی  
 اے دل کنج مزا رو کیا  
 یا قوت کہاں مرے دہن میں  
 خصت خصت جو کہہ رہے ہو  
 جب تک ہے کچھ حیات باقی  
 آنکھوں میں خیال اور ہی ہو  
 آرام کہاں نصیب ہو  
 پہونچے مرے ہاتھ تک نضا  
 دوڑے لینے قدم جل کے  
 ٹھہر ولاشہ اوٹھے تو جانا

پھوٹا کوئے آبلہ جس کے  
 ٹپکانہ رسکے گا چشم ترکا  
 کچھ ذکر کر وادہرا و دہرا  
 کیا خوف تمہیں نہیں کہہ کا  
 سینہ بید ہا گیا گھر کا  
 جھگڑا ہے ساتھ بال و پر کا  
 پردہ کافی ہے بال و پر کا  
 بتلاؤ نیشان خاک گھر کا  
 پایا نہ غبار تیرے در کا  
 اللہ یہ مرتبہ گھر کا  
 پہلا یہ مقام ہے سفر کا  
 ٹکڑا ہو گا کوئے جس کے  
 اے جان خیال ہے کہ ہر کا  
 رستا دیکھیں گے نامہ ہر کا  
 جلوہ کیا دیکھے سفر کا  
 کشکا و ریش ہے سفر کا  
 منہ لال کروں گا نیشتر کا  
 دھوکا ہو ایا رکی خبر کا  
 جھگڑا ہے اور وہ پر کا

کیوں آئے نسیم نیت بہ کو  
 سر رکھ کے زمین پہ یار سر کا

<p>حد چاک ہر مانند کتان چاک جگر کا دہن کے یہ قدرت ہو کہ اس جگر کو شرم آتی ہو اک پر نشین کا بنوین زخمی خصت ہر تن زار سے اب جان حزن کے ہم عاشق مشتاق سخی تجکو کہیں گے</p>	<p>آنکھوں میں تصویر ہو اک شک قمر کا اٹا ہوا دریا ہی مرے ویدہ تر کا منہ دیکھے گا جراح مرے زخم جگر کا لباؤ گلے سے کہ زمانہ ہی سفر کا بوسہ ہرین دعا کی گل تر اس لب تر کا</p>
<p>۶</p>	<p>محکوب سب مرگ ہے نظر ابرو کشتہ ہوں نسیم اور کی اسی تیغ و سر کا</p>
<p>تم تک مجھ کو لایا تھا جوش اس لفظ کا دشمن کو مہلتا ہے میں اب بجکولاتے ہیں خود رفتہ و شیدا ہیں بقیاب ہیں سوا اک عمر کا قصا ہو بسون ہی کا جگر اہر البتہ شگون بہر صبر کی سی آمد ہی مشتاق ہے بیوقوف عدی ہی جو اکون ناحق کو جلاتے ہو کیون بجکولاتے ہو عالم سے نرالا ہو ہر ایک سے بالا ہو مفلس ہیں کہاں سامان تو آگاہ آج اب دلیں نہ اپنے ڈر تو شوق سے ہو کر</p>	<p>اب جاؤں کہاں تا معلوم نہیں گھر کا لو او زنی سو جھی منہ دیکھ کے خنجر کا کیا تجھے کہیں پیارے جو حکم قدر کا سننے وہ اسے کبتک لو مار ہو فتر کا گھر اے نہ کیوں بلبل منہ دیکھ گلے کا لیکن بسلا بوسہ ایجاں لب تر کا دشمن تو ابھی تک ہر پلو سے نہیں سر کا حاجت نہیں کہہ رکھتا محتاج تھے در کا ارمان بہت کہہ میں توڑ انہیں مان رہا حافظ ہو مرا ناہ ہر رات ترے در کا</p>
<p>۷</p>	<p>اوستے جو پڑا نامہ بگڑا وہ یہ لیا ملو دن محلا ہر دن سر میرے کبوتر کا</p>
<p>۸</p>	<p>رنگ رخ نے دھنگ کیا ہر جگہ یار کا رخنہ دل ہو گیا روزن تری دیوار کا</p>

حد نہیں معلوم ہوتی پڑ چکی کیا نظیر  
 عادت بے سود کوئی تھی ہی آنکھوں نے قات  
 اب تو ہر زخم جگہ ہے دامن بربخیل  
 جذبِ جوش کا اثر اتنا تو دیکھا آنکھ سے  
 ایک نقطہ دیکھنے کے غامض نے پتا بتلاؤ  
 روی و شن کی حرارت سے پکا یا مائوئل  
 رہ گیا ہی کچھ جو کانٹوں میں لہجہ کر جا بجا  
 دلو طعنوں کی گدہ میں ات کو دشنام تلخ  
 کس طرح آگے بڑھوں مانع ہی کیے بالوئیں  
 آسمان پر کچھ شفق پہولی نظر آنے لگی  
 شغل افغان کے لیے بیل کر گئی اعنکا  
 جو اسی سنتا ہی ہر پوتا نہیں آرام سے

طول ہی زخموں کے دامن میں شب بیا رکا  
 کچھ اثر کہتا نہیں خندہ لب سوفا رکا  
 تر نہیں ہوتا ہی سو پوسوں کے لبخ فارکا  
 آبلو کے منہ میں آجا نازبان خار کا  
 آج ثابت ہو گیا ہونا دہان یار کا  
 آج سمجھے نور میں ہی خاصہ ہے نار کا  
 تار دہن اب نظر آتا ہی کیسے خسار کا  
 کیا پسند آیا مکان انکو دہان یار کا  
 آندہ جاتے زیریا سایہ ترمی دیوار کا  
 عکس جاپو نچا تمہارے دہن گلزار کا  
 باغیان گوشہ تارے دامن گلزار کا  
 اب ہمارا ذکر نالہ ہو گیا بیا رکا

چشم عاشق بن گیا ہوں اس لیے میں اسی سیم  
 شاید آجائے نظر جلوہ جمال یار کا

ہو گیا پردہ ہمارے دیدہ بیدار کا  
 خاصہ میدا کیا دل نے مزاج یار کا  
 حشر کو دیکھیں گے ہم جلوہ ترے دیوار کا  
 خاصہ تقدیر میں ہے پہلو و لدار کا  
 سایہ پاؤں ہوندا ہوتا رہتا ہی سر ہزار کا  
 بڑھ کر گھٹے جاتا ہی سایہ بھی ترے دیوار کا  
 حوصلہ نکلا نہیں ہے خاطر غوار کا

بند کی شب آنکھ دھیان آیا جو رو یار کا  
 وائی قسمت ایک صورت پر نہیں جب دیکھے  
 اس تمنا پر نظام نے ہین ایجان جہاں  
 ایک ساعت میں بدل جاتی ہی سو سو بار یہ  
 دوست کی امید کے دشمن کہی خالی نہیں  
 اس قدر لطف تلون کے ہر شرمین ہی  
 اور اسی چند ہی شہر اسی صدمہ در و فرقت

پیش ہے ہکو سفر اک منزل و شوار کا  
کسو آتا ہر یقین ظالم ترے اقرار کا  
اتھان کرنا ہر ہک کو چشم گوہر بار کا

کس طرح آرام ہے بٹھین کہ بعد از چند روز  
اس فریب کہ نہ کے مشتاق ہم بھی ہو کر  
آج سب پہلائیں امجد بقدر حجاج ہیں

دیکھیے کس طور سے یہ رات کشتی اتر چیم  
آج کچھ عالم دگر گون ہو دل بیمار کا

۱۷

۹

بگڑا مزاج میرے دل بھرا کا  
کیا پہلو مزار بھی پہلو ہو یا کا  
برہم معاملہ ہے مرے اعتبار کا  
بگڑا نصیب پر کسی امیدوار کا  
حسان نہ لیتے راحت خواب فرار کا  
کٹکا سنا بیگکا مرثہ آبدار کا  
حسان ٹہا چکے ہیں بہت روزگار کا  
ایدل رہے ضرور لحاظ انتشار کا  
میرا سا ایتو حال ہوار و زگار کا  
بل لے لیا مزاج نے کچھ رلف یا کا  
شرمندہ ہو گناہ بھی کیا ایک بار کا  
بدلا ہوا ہو حال کچھ اس خاکسار کا  
ہے تجکو اختیار مرے اختیار کا  
اقبال اوج پر ہر شب انتظار کا  
پہر حوصلہ بلند ہے اپنے غبار کا  
وعدہ بہت دراز ہو روز شمار کا

پھر غافلہ ہے آمدِ فصل بہار کا  
آرام کی ہوس دل بیتاب ہمیں کوں  
بوسے فریب سے جوبل یا کے لئے  
رحم آچکا تھا شرم نے سمجھا دیا کچھ اور  
کہ جانتے جگامی گئی برخیز حشر کی  
یہ وہ غلش نہیں کہ طبیعت کو چین  
لے چرخ بس تہیہ تکلیف اب نکر  
وصلت کی آتو نسو شب غم نہ بولنا  
جب دیکھیے قرا زمین ایک شکل پر  
جب دیکھیے کجی کے سوار تہی نہیں  
دم ہر کے دیکھو کی جمننا ہمیں نہیں  
سیر کے ستم عدو کے دعا نے کیا اثر  
ہاں تو اگر تباہی تو آؤن میں ہر طرح  
آتے نہیں وہاں ہی بیانِ حال غیر ہے  
پاؤں آسمان پر شرف ہو تو نہیں نصیب  
ہو جانی ہے پرستش اعمال بھی خوب

۱۴	وحشت میں بھی نہ ترک محبت ہوا نسیم	۱۰
<p>پہول لہلا تا نہیں گر کر چراغ گور کا حاملہ ہر قبر لاشہ لیکے مجر رنجور کا ایک لقمہ بھی نہ تھا لاشہ وہاں مور کا میرا افسانہ بھی ہے شاید سراپا چور کا جوش خون گرم سے منہ لگیا ناسو کا روشنی دینے لگا وہن شب و یچور کا ولین و شن ہر مے شعلہ چراغ طور کا بند ہو کینہ نہیں کہلتا دوبارہ گور کا آبلہ رکتا ہر دیدہ جو ہر سا طور کا پاس ہر وقت تصور گوہر ستہ دور کا شہر کے ہوئے لٹ جاتا ہر گنہ زور کا کون استفسار کرتا ہے ترو و مور کا آبلے ہین ل کی یہ خوشہ نہیں انگور کا قہر لایا یا دانا قاست مستور کا وکر خوش آتا ہر کسکو قصہ مستور کا</p>	<p>سنگ تربت لال ہر مہر سے ترن محور کا حشر کی گھنٹی ہر دن منہ تک ہی ہر صور کا گہل گیا تھا جسم اسد رجز ترے رنجور کا اہل جنت کو رہا کرتی سب کثر آرزو و بجھے کچھ دن ہو تین اسکو آہ مگر کی صاف حق و چار جا لپٹے جو میرے آہ کے دیکھتا ہوں وہ کہ جسکی آرزو موسیٰ ہی ایک لقمہ عمر بھر کو بس ہر قلع کے لیے جہم گیا ہر خون کا قطرہ نظر کیا آبی خاک کھینچ لوں آغوش میں ہفت آسمانے یا کو کثرت دولت میں لطف خانہ بیاوی ہوئی تو کم حقیقت کر لیے پریش کہی ہوئی نہیں میں نہیں کچرا وہ کش کیوں گھوڑا محسب ہاوی کیا دیکھا کہ محکوم دیکھنے آتے ہیں لوگ حال دل چیرا تو بولے اور کچھ فرماتے</p>	<p>۱۱</p>
۱۲	کون سن سکتا ہر کسکو اتنی طاقت امی نسیم	۱۱
<p>دل میں ہر مے فانوس شمع طور کا گنبد دفن نظر کرتا ہر بیضہ مور کا</p>	<p>ایسا ہر نالہ ہے پروردہ کسنا رصور کا</p>	<p>بسکہ ہوں محو تصور شاہ مستور کا مختصر تھا اسقدر لاشہ ترے رنجور کا</p>



سیری ہستی اک صد اہی جو نہ آئی کا شک  
 رگتے لیکن ہوا ہی شوق ہر چوکی ہوئی  
 کس قدر لطیف خموشی ہر طبیعت کو پسند  
 کہیںچ لائی او کو تا نیر دعا آغوش میں  
 ترک لذت شرط ہر آرام ہستی کے لیے  
 تلخ طینت کو لیے شیرین زبان ہی ضرور  
 سوز نہان جلا کر جھکو ٹھنڈا کر دیا  
 گھبرائے اس قدر کثرت رنج و پاس  
 ہیبت فریاد سے میری نکل سکتا نہیں

شور نہان ہوں سو وہ بھی نہ مانو کا  
 دھڑکا ہر طرف شعلہ چراغ و دور کا  
 ہم نشا تیاک ہی نہیں کھتے وہاں کا  
 شکریہ بولے عیش سے حق اگیا زور کا  
 سر کیلواتی ہر حرص قد ہر زنبور کا  
 دیکھتے ہیں شہد سے لبر نینہ زنبور کا  
 آتش غم نے اثر پیدا کیا ہے نور کا  
 دل سے سینے میں چھتا ہو گیا زنبور کا  
 صورت میں پوشیدہ ہی نالہ وہاں صو کا

صبر نہ سنج پسند طبع والا ہر دم  
 ماہ ہی اک خال خسار شب و بچور کا

ہر کڑی کرتی ہر غل محرومی تقدیر کا  
 خون پلا یا جب ہوا دایہ سے سائل شر کا  
 درو کی لذت نہیں باقی ہاں خم میں  
 حوصلے پر صاحب ہمت کے صدمہ جالتے  
 بسید فائل کا کھلے کیونکر زبان کہتا نہیں  
 شوخیان وحشت کھاتی ہوئے انداز  
 رات دن اب تو گزرتی ہوئے آرام سے  
 بعد مردن کیا سبک ساری مجھ حال ہو  
 جب وہ سننے بیٹھے ہیں آنکھ میں آتی ہر نیند  
 مر گیا میں فوج سے پہلے وہ رحمت ہویت

اشک تر کسے چرا یا دیدہ زنجیر کا  
 لوک لیستان نے فرما بخشاں تیر کا  
 لے لیا کسے مزا ظالم زبان تیر کا  
 سر کٹا کر شمع نے بوسہ لیا گلگیر کا  
 ہر دہان زخم گویا ہو دہن تصویر کا  
 چشم آہو بنگیا حلقہ مری زنجیر کا  
 تیرا احسان ہر مری فریاد بے تاثیر کا  
 بوجہ بالاسے کھڑی جاوے تنویر کا  
 کیا اثر رکھتا ہوا فسانہ مری تقدیر کا  
 کان تک کشکا نہ آیا نعرہ تکبیر کا

<p>لفظ بمعنی کی صورت کچھ اثر رکھتا نہیں وہ قلیل باوقات میں کہ بیون ہو چکے جسم وہ گھر ہے کہ عمارت کو بعد میں جمع صادق جسکو کہتی ہیں وہ ہر عویض حال بتیابی جو مرغ روح کا نامی میں تہا دم طفلی جو محکوشغل آہ سر سے</p>	<p>خط اہل ہو گیا لکھا مری قفس دیر کا قطرہ خون نگہیا چال لب شمشیر کا حاصلہ باقی ہے ہر اس قفس کی تعمیر کا رات اک رنگ خضابی ہر سپہر پیر کا مائل چو از ہے کاغذ مری تحریر کا آ کے جہم جاتا تا تا سیر منہ میں قطرہ شیر کا</p>
۱۳	<p>دیدہ و دانستہ دل اپنا پسائیے لیسیم حلقہ گیسوی بچان دام تہا ترویر کا</p>
<p>کم نہیں جنت میں ہی رہبری تو قیر کا کس قدر غربت سے چوسا ہنر مجروح رستی ممکن نہیں کج طینتوں کو واسطے ہر پیشانی ابھی سے زلف کو دیکھا نہیں وامی قحمت حسن کی دولت کو لوٹیں تیرے رو مجاو طفلی میں ہی فرقت کی غذا موجود لاکھ دیر مینہ ہو لیکن عشق سے بچتا نہیں بول اوٹھا گو سالہ زرا یک ابھی سوچیں شب کو اوٹھتی ہیں ہون سنیں سے آہ سر پاک وہ ہیں کلک قدرے نہیں بس بھی تہا دم سور ستخوان چکا ریان اور نگین اسکو ہی تعلیم ہر شاید تمھارے شرم کی</p>	<p>باؤں میرا دمک ہر دیدہ زنجیر کا نطق تک باقی نہیں رکھا زبان تیر کا ختم نہیں جاتا کسی سے ابرو شمشیر کا خواب سے پہلے اثر پیدا ہوا تعمیر کا طرہ ہای شمع رکھتا ہے دھن گلگیر کا خون ہو جاتا تا قطرہ میر منہ میں شیر کا آفتاب ایک داغ تابندہ ہر جہنم پیر کا سامری نے سحر کیا تا تری تقریر کا دن کو تجا ہی جرس فریاد بے تاثیر کا صاف ہر کاغذ ہمارے نامہ تقدیر کا آتش افشان ہو گیا لوہا سنان تیر کا کوئی کچھ پوچھے مگر چپ ہر دہن دیر کا</p>
۱۴	<p>زیب کی حاجت صیفون کو نہیں ہونی</p>

نکل آیا وہ گھر اکر دل او کا اس قدر ڈھکا  
 ٹھہر کر دین میں ست انداز لو کا وقت آگیا  
 ہمیشہ خاک و خون میں مجھ کو بتیابی بٹایا کی  
 خیال عارض و شرمین صبح شام کیسا ہے  
 یہ سچ ہو وقت پر بد رفتاری ہی کام آتی ہے  
 نہ کیوں بہانہ کہوں میں میں کو کم کا ہوش  
 گزرتا ہی سلامت و آفت انجام طلب ہے  
 لیے ہیں گل کے بو سچ کس جیسے لبلب نے  
 چہا پیا پر وہ فالوس بیکر جسم بایں  
 بجز ایما کلام عشق مطلب معرا ہے

صد بجلی کی دی نالہ فی جنبہ سر سے کڑکا  
 نہال نو میدہ ہونچ و سا کیاری جڑکا  
 بشکل مرغ بسمل کوئی پہلو نہیں ہڑکا  
 بیان آٹھوں پر پیش نظر ہی نور کا ٹڑکا  
 نہال خشک کو کشا نہیں تاجوت ہڑکا  
 سمجھتا ہوں میں اپنا شک لگے لال کوڑکا  
 نہیں تاکھتا آنکھ میں تھانے بیڑکا  
 پڑا سو کیا گلچین کوئی تپا نہیں کڑکا  
 درون سچوان جیس گہری شعلہ کوئی ہڑکا  
 کسی پر از اہل سکنا نہیں مجذوب کے بڑکا

فصاحت خلاف اور نظر سب قافیہ ہر کو

۱۷

نسیم ایسی زمین پر کیجیے اطلاق بہیڑکا

۱۵

فصل گل آتی زمانہ ہی جنوں کے جوش کا  
 بات کر سکتا نہیں دیوار کے ہی سامنے  
 چھپ نہیں سکتا کبھی انکار سے تو بہن  
 کیا ہوا ہر جو مرے دل کی طرح وہ چھپا  
 کس غصے کے روشنی دیتا تھا شب کو پر  
 تنگ کر دیتا وہ تپتے تپتے میرا پس  
 ہاتھ اٹھا کر دیتا کرتے تھیں عاتقین  
 نالہ لبلب سا کرتا ہونچیں آٹھوں پر  
 مثل خم ابلہ چلا آتا ہر دل ناصح معا

ہمت اسی ساقی ہی ہر وقت نوشاوش کا  
 دیکھ کر ورن گمان ہوتا ہی مجھ کو گوش کا  
 خود بخود دبو دینے لگتا ہر دہن مینوش کا  
 حال حلیہ پوچھنے کچھ دلبر و پوش کا  
 ہر ستارہ روکش خورشید ہی پاپوش کا  
 اب ہاں خرم ہی منہ ہو گیا مینوش کا  
 تیرا آنا ہو گیا ہی مجھ میں آنا ہوش کا  
 اپنے کانوں پر گمان ہر مجھ کو گوش کا  
 غیر ممکن ہی سنہلنا خاطر پر جوش کا

بعد مدت آج اتر بار میرے دوش کا  
خصت امی زامہ زانہ ہی وہ ارج ہوش کا  
ہول جاتا ہی بیشتر سالانہ قوش کا  
مٹ گئے جھگڑے ہو احسان بخت کا  
پیچ گیسو بن گیا آخر کو حلقہ گوش کا  
ختم و ٹماہر دیکھنا دل مجھے دریا نوش کا  
بندہ لاکھوں کو کر گیا آج بندہ گوش کا

اٹھرا احسان قاتل کے کمانک شکر ہوں  
بھیر بھول چھٹکے شیشے ہوئے لبریز جا  
صبر کر سکتا نہیں لہتا ہر سب کچھ کو او  
ایک چپے سے لاکھوں رحمتیں جو ہیں  
بورا روئے ہی ہو اگر تھی ہیں اکثر زمینیں  
ایک دو ساغ سے ڈھکاتا ہی کیا ساچی  
میں تو کیا ہوں گا زانی کا ورنہ ہوں گویا سیر

۱۴

بنیجر رکھتا ہی مجھ کو جوش و خروش امی لیسیم

۱۵

مدتیں گذرن نہیں کرتا تعلق ہوش کا

دریا بہا کیا عرق انفصال کا  
تو وہ بنا دیا مجھے گمراہ لال کا  
افسانہ لکھنا چاہیے ہی میرے حال کا  
کیا وصف ہو زبان سے رخ بیناں کا  
ثابت رہا نہ ایک ہی کوزہ کمال کا  
وہو کا ہوا کیا او نہیں میرے سوال کا  
دہن سپہر کا ہی گریبان ہلال کا  
ناحق کو جو صلہ ہی بتوں سے سوال کا  
استاد ہی خدنگ نظر دیکھ بہال کا  
لوہا ہوا گداز جو تیر و ن کے بہال کا  
آیا نہ منہ میں گور کے لقمہ حلال کا  
جلوہ کمان کمان ہی تبارے خال کا

اسد رجبہ تھا قلع مجھے رو سوال کا  
اللہ رے تر و خاطر کی کثرتیں  
ایسی سہی کہ اور کو سہنا حال ہی  
ممکن نہیں کہ چشم تصور سے دیکھیے  
کیون موجب شکستہ حال کی مٹی ملائی تھی  
بوسہ رقیب کو غلا صد ہزار شکر  
بی بیہن نہیں ہی پس از مرگ میری وح  
کیا کیے اونکی بیدہنی خود جواب ہی  
کیا کیا ٹٹولتا ہی جگر دل ادھر او  
چکر کیا کیا طیش دلسے مدتوں  
کیا اس حرام خور کو جز مردہ ہی نصیب  
شعلو میں آفتاب میں آٹھ میں ماہ میں

نگار ایک بو سے میں تلوں جا پیے جلوہ یہ وہ نہیں جو نظر آئے آنکھ کو روئے وہ میری لاش کو لیکر کنارہ حیرت نہ کس طرح تصور کو ہر دم سے	دل توڑتے ہو عاشق آشفہ حال کا خوشید عکس ہر ترے نورِ جال کا مرنے کے بعد لطف ملا ہی وصال کا آئینہ سامنے سے کسی کے جمال کا
---	---

۱۴	سہنی پڑی ہیں ٹھکسو بڑی آفتین عاشق ہوا ہوں ایک بتِ خرد سال کا	۱۵
----	---	----

حرفوں کے بلے جوڑ بڑھا حسنِ قلم کا کیا طاعت کا ہش ہو کہ اٹھتی نہیں گردن عاشق کو نہیں دولت دنیا کی تمنا آنکھوں کو سکما دیجیے بیداری کا دل سولیں گے تہ خاک جبکہ جائیگی نکمیں آنکھوں کے تقاطر سے خبردار ہو دامن ہم خوب سمجھتے ہیں یہ ایجا و تمہاری رکن کی بھی امید نہیں خوبی تقدیر ہر ایک کے ہٹا لیتے ہی داغِ دل سوزا	بہر لفظ اس کے پیوند میں بخیہ ہی قلم کا جب دیکھے سحر کو مرے سجدہ ہر قدم کا جو داغ ہو سینے میں نمونہ ہی درم کا حسان اوٹھا نیلے نہ ہم خوابِ عیلم کا آجائیکا جو نکا جو کوئی خوابِ عیلم کا کچھ اور ارادہ ہر دم سے ابر کرم کا ضبط لب خاموش اشارہ ہی قسم کا پہلے ہی لہو خشک ہوا تیغِ دو دم کا تارے کی طرح حصے شب تار ایک میں جمکا
---	--

۱۶	رہتے ہیں اوس رخ گلگون کے نظارے جلوہ ہی میری آنکھ میں گلزارِ ارم کا	۱۷
----	---	----

اوٹھانا بامنت شاق تھا پیرِ مہرِ تن کا مذہبِ مستی کے بوسوں میں بھی کارِ بخیہ گردن یہاں تک لا غمی پوچھی نے مجھ کو بخشی ہر مذہبِ بیتیابی فریاد کے جب ذکر کرتے ہیں	ہو خشک آنکھ میں انبلیا احسانِ دہر کا کہ از خود لب لباب ہو ایسے حالِ مہر کا اوتر کر یا پوچھی تیری بنا ہو طوق گردن کا کلیجہ منہ تک آجاتا ہوا تو سن رہن کا
---	--

درو سے غیر کی فرا کر لیتے ہیں جس میں بھی  
مجھے حیرت ہو کیونکہ قسمت سے دوام کرتی ہے  
وہ وہ ویرشت ساقی میں نہ خیر و فکلی حلق میں  
حمد وای سینہ بلبل میں دلوٹ وٹ جانیکی  
گوارا لیا کیا آہن کو خون گرم نے پھو  
کہیں کیا ہم فرغ رست اپنا بعد ورن ہی  
نہایت ناتوان ہوں نہ خیر و فکلی حلق میں  
ترمی ششیر نے پیدا کیا ہم سجدہ کرنے کو  
نکلیہ احوال نالان ٹہری ملت میں ہم سوچ  
جملی حلقی ہی گون نیند کی جو کوئی خوشن  
سبا کیا واکا انجام ہی آغاز ماتم ہے  
زبان سے حسرت پیری کی باتیں کہیں سناتے ہو

کہ فرح قالب با قوس پایا دم بہمین کا  
کہ انکسین ہنہن تک نہیں دیکھا سگیشن کا  
ہجاری ماؤ کا عالم ہوا شیشے کی گرون کا  
سحر کو دست گلچین نے جو توڑا بول گلشن کا  
کہ کٹ سکتا نہیں خیر سے قسم میری گرون کا  
رولا تا بہین ہنہن شرارہ سنگ مٹ فن کا  
مری بالاکرون بوجہ ہی ووار آہن کا  
لوچا نا جاوی کا فرسما نوکی گرون کا  
بالا لیتے ہیں با و کو ارادہ ہو کر دشمن کا  
تعلق تاجو کچہ انکسین باقی خواب مدفن کا  
چہری صیاو کی کوئی جھنڈ دیکھا تگیشن کا  
ابھی تو نوجوانی ہی دکھا وول نہ جو بن کا

فہیم ایسی غزل لکھی تصدیق روح سامع ہی  
بشکل مگر حیکانور مضمون طبع بر فن کا

۱۳

۱۹

نہیں و تیا لوتانک خم نوچاک گریان کا  
عجب کیا چاک و ہنہن کو کوسہ گریان کا  
گل ملے کو آیا سیلے حلقہ گریان کا  
کہ پروردہ ہوں طفلی سے میں آغوشن یا بانکا  
پڑا ہی حلوہ خراسا کس ماہ درخشان کا  
انہر باقی ہی انکسین مری خواب پریشان کا  
مرا بخشا از تانکے آغوشن زندان کا

اثر پیدا کیا ہی بہرین نے جسم بجان کا  
جنو کی تیروستی سے نہ فرق آجای عصمت کا  
جنو کی فصل مژدہ چاک پر اہن کا دیتی ہی  
مجھے آسائش دامن ماور سے تعلق کیا  
گلوں کے خم بوجہ لگے اوٹ باغبان حلدی  
کسی صورت کو استقلال ہم بہرین نہایت  
لحد میں ہی نہ ہیلا پاؤں تک احسان ظالم

نہ کیا شمع نے منہ ایک شب کو غریبان کا  
نہیں ممکن جو اوچھو خار سے امن ہایان کا  
جدہ سے چاہیے موجود ہی رہتا ہایان کا  
اثر ہی وعدہ ولد ارشع اب پریشان کا  
اثر بخشاہر مجھ کو عشق نے مرگ سلیمان کا

سیکوی گوار صحبتِ مفلس نہیں ہوتی  
کہ درکِ تعلق کیا وہ نہیں جہاں طینتِ بین  
جو آواز لہن قید سے او کو تو فرستے  
بجز امیدِ باطل اور کچھ حاصل نہیں ہوتا  
نظر آتا ہوں زندہ مرگے اگر طفلِ بیرون

۱۰  
۲۰  
۱۱  
۲۱  
۱۲  
۲۲  
۱۳  
۲۳  
۱۴  
۲۴  
۱۵  
۲۵  
۱۶  
۲۶  
۱۷  
۲۷  
۱۸  
۲۸  
۱۹  
۲۹  
۳۰  
۳۱  
۳۲  
۳۳  
۳۴  
۳۵  
۳۶  
۳۷  
۳۸  
۳۹  
۴۰  
۴۱  
۴۲  
۴۳  
۴۴  
۴۵  
۴۶  
۴۷  
۴۸  
۴۹  
۵۰  
۵۱  
۵۲  
۵۳  
۵۴  
۵۵  
۵۶  
۵۷  
۵۸  
۵۹  
۶۰  
۶۱  
۶۲  
۶۳  
۶۴  
۶۵  
۶۶  
۶۷  
۶۸  
۶۹  
۷۰  
۷۱  
۷۲  
۷۳  
۷۴  
۷۵  
۷۶  
۷۷  
۷۸  
۷۹  
۸۰  
۸۱  
۸۲  
۸۳  
۸۴  
۸۵  
۸۶  
۸۷  
۸۸  
۸۹  
۹۰  
۹۱  
۹۲  
۹۳  
۹۴  
۹۵  
۹۶  
۹۷  
۹۸  
۹۹  
۱۰۰

وہاں امن نہیں یا صحتِ مبتلا مطلع گریبان کا  
اجل سے سامنا ہر تجرکِ ظالم کی حسان کا  
تمہیں ہی لکیراں ران ہو گیسے اربان کا  
نگاہِ یمن چھپتا ہے تصورِ روی جانان کا  
سہارا ٹوٹ جائیگا مری نہ سہا ہجران کا  
نہایت سے عجب عالم ہوا اوس نویشان کا  
نہیں دیکھنے کے قابل امیدِ پشیمان کا  
مزا دیتی ہے حسرتِ مجھے خوابِ پشیمان کا  
نقابِ شام سے منہ چھپ گیا صبحِ گلستان کا

نہیں ہے مجھے خوشی ہاں جگرِ نکلیں بانکا  
بتاتی ہے وہ اپنا لطف میں مہنون قہر اوکا  
بہت یاد آؤ گا جس روزِ خست ہو گیا چون  
نہیں لگتی پاکٹ میں جو میری حسنِ جلو  
نہ کہنا تم مبارکباد مجھے اپنے آنے کی  
وہ پہل پہلے بوسے لیا میں جو عارض کا  
نہایت کیا میری شہر ہے وہ پہلو جو بہت  
میں تیرے ہون تھا رہی خود سے جو وہاں تیرا  
بٹاؤ ابر کیسے جلوہ عارض میں فرق آیا

۱۵  
۲۱  
۱۶  
۲۲  
۱۷  
۲۳  
۱۸  
۲۴  
۱۹  
۲۵  
۲۰  
۲۶  
۲۱  
۲۷  
۲۲  
۲۸  
۲۳  
۲۹  
۲۴  
۳۰  
۲۵  
۳۱  
۲۶  
۳۲  
۲۷  
۳۳  
۲۸  
۳۴  
۲۹  
۳۵  
۳۰  
۳۶  
۳۱  
۳۷  
۳۲  
۳۸  
۳۳  
۳۹  
۳۴  
۴۰  
۳۵  
۴۱  
۳۶  
۴۲  
۳۷  
۴۳  
۳۸  
۴۴  
۳۹  
۴۵  
۴۰  
۴۶  
۴۱  
۴۷  
۴۲  
۴۸  
۴۳  
۴۹  
۴۴  
۵۰  
۴۵  
۵۱  
۴۶  
۵۲  
۴۷  
۵۳  
۴۸  
۵۴  
۴۹  
۵۵  
۵۰  
۵۶  
۵۱  
۵۷  
۵۲  
۵۸  
۵۳  
۵۹  
۵۴  
۶۰  
۵۵  
۶۱  
۵۶  
۶۲  
۵۷  
۶۳  
۵۸  
۶۴  
۵۹  
۶۵  
۶۰  
۶۶  
۶۱  
۶۷  
۶۲  
۶۸  
۶۳  
۶۹  
۶۴  
۷۰  
۶۵  
۷۱  
۶۶  
۷۲  
۶۷  
۷۳  
۶۸  
۷۴  
۶۹  
۷۵  
۷۰  
۷۶  
۷۱  
۷۷  
۷۲  
۷۸  
۷۳  
۷۹  
۷۴  
۸۰  
۷۵  
۸۱  
۷۶  
۸۲  
۷۷  
۸۳  
۷۸  
۸۴  
۷۹  
۸۵  
۸۰  
۸۶  
۸۱  
۸۷  
۸۲  
۸۸  
۸۳  
۸۹  
۸۴  
۹۰  
۸۵  
۹۱  
۸۶  
۹۲  
۸۷  
۹۳  
۸۸  
۹۴  
۸۹  
۹۵  
۹۰  
۹۶  
۹۱  
۹۷  
۹۲  
۹۸  
۹۳  
۹۹  
۹۴  
۱۰۰

شکافِ خامہ شانہ گنبدِ یارِ لطفِ مضامین کا  
لو کچھ دہرِ خالی کو قصہ روحِ غمکین کا  
اوٹھو شرکے بالین سے جیسا وقتِ حسین کا

عروسِ فکرِ نکلیں کو خیالِ مایہ جو ترن کا  
بلا لاتی ہے بخشش سے بہا چہ چشمِ ترا نسو  
کہلا قرآن تو وہ سمجھو مے شکو کا دفتر



بہار آئی جگائے سرگدون کیفت مستی سے  
سیاہی جم گئی مضمون آہ سر دیکھنے سے  
بشکل مرغ بسل اور بڑھ جاتی ہے تیا جی  
عجب کیفیتیں تھی ہیں اپنی دروغ پیریں  
جگایا خواب کے سوتے ہو وگو میر کا لون کے  
لگا دے ہاتھ تو تخت بیلان سے کراؤٹہ جا  
اچھتی ہے زبان کلک مثل تھانہ لفظوں سے  
دشٹی چو نہیں سکتی اونچین جہیم طلیت تین  
وہ سرعت دکھا کو مطلب تیا کے میر  
سپند نقطہ کرتا ہے قلم پہلے سے لفظوں  
نہ پڑیے شعر ہرگز کیسکد وشی ہی ہر تر ہے

پڑا ہو گون ہر شاخ ترین ہائے بکھین کا  
ہوا پیوند ہر قطرہ شگاف کلک نکسین کا  
دل مضطرب کو طعنے ہو گیا پیریں نکسین کا  
گمان ہوا من کل رنگ پڑا خوش بکھین کا  
ہلایا آسمان پر جاکر بازو مرغ زیرین کا  
خازنہ ہی ہمارا امیر جمی امان بکھین کا  
گمان ہر سطر پر ہو دہن کیسوی پر چن کا  
نہی ہے خوش اس جہیم می شمع بالین کا  
کہ بیوں قافلہ ہوٹا کیا فریاد امین کا  
نہیں کہ حرف مضمون غزل کو چشم بین کا  
اوٹھائی گون احسان و شگون شور حسین کا

۲۱ شیعہ ب قدر دانی اشتیاقی سامعین پر ہر

۱۷

دکھایا لطف ہمنے ہر طر سے طبع رنگین کا

نام بہت رہا مجھے اشک جلیدہ کا  
نام فراق پھر نہ لیا میں نے عمر بھر  
اب وہ مرزا نہیں لب شیریں کے قد میں  
ای حرج پیر و روحانی سے دگد  
ابرو میں خم چین میں شکن آنکھ میں غصہ  
دولت غرض نہ تھی جو دعاسی ہو خصوص  
ای سالکان چرخ معلے بچو بچو  
وہ ناتوانیان ہیں کہ جسم ضعیف پر

آخر کو پاس آہی کیا نور دیدہ کا  
تھا ذائقہ زبان پہ عذاب چشیدہ کا  
چہ سا ہوا ہر یکسی خدمت رسیدہ کا  
اب پاس چاہیے بے پشت خمیدہ کا  
کیا مدعا ہے قاتل خمیر کشیدہ کا  
تھا اورید عامرے دست کشیدہ کا  
طوفان ہوا بلند مرے آب دیدہ کا  
جامہ ہی عنکبوت کے دام تنیدہ کا

بے دید و دیدین نہیں آنے کی طرح  
 اور تہ میں ہوش کوئی بجلا کس طرح  
 اوکل خیال ہے عرق جسم کا تہ  
 یاد نگاہ مست ہو دل کو انتشار  
 قاتل خدا سے ڈر ہوس ذبح تاکجا  
 مستی کے ولولہ کا جوانی میں لطف ہر  
 جلوے دکھارہا ہے یہ فرشتہ مروین  
 چڑھتی ہو روز چادر گل جلتی ہیں چراغ

گم آشیان ہی طائر رنگ پریدہ کا  
 افسانہ تیرے وحشی از خود رسیدہ کا  
 شیشہ ہی دل ہمارا گلاب چکیدہ کا  
 پیانہ ہے خواب شہر آب چکیدہ کا  
 نالہ نہ سن کسی کے گلوے پریدہ کا  
 پیری میں یہ بیان چاہیے قد خمیدہ کا  
 سبزہ مزار پر ہے گیارہ دہرہ کا  
 یہ دہیر ہے ضرور کسے برگزیدہ کا

۲۲

۲۳

۲۲

۲۳

جو عاشق ہو تو کچھ سمجھے یہ نکتہ آشنائی کا  
 نہیں بخود فراموشی کوئی گونٹ اور سٹی  
 نہیں ہر ایک میں فرصت بھلا دم سکین کر  
 بحث حرف تک ہر لب خاموش پر تیرے  
 ازبخت شے شوکی باطل طینت کا اوٹا آئین  
 نہ خیر ہاں سے کیا اصل فقیری ترک دنیا ہی  
 فقیروں کو فیہ دنیا و دین و لو میا بین  
 وہ کافر ہی جو تجھ کو دور اپنی سے سمجھتا ہے  
 جھکے زاہد کے سر پہی صنم پر سجدہ کرنے کو  
 مذاق خدمت عبادت میں ملا ہکو  
 نہیں بشرط وفا حیا و تنہا چوٹ جاؤں

ملا ہی حکم کیوں بھج بین ہو جوبہ سائی کا  
 کہ جگرے رہا ہی درد و آشنائی کا  
 کہ ہر دم میں سہار دم ہو افسون آشنائی کا  
 دہان تنگ شاہد ہی سخن نا آشنائی کا  
 مصفا ہر کردار ہے خرقہ آشنائی کا  
 ہمارا ماتہ کیا کم ہی بین کا سہ گدائی کا  
 کبھی خالی کبھی لب نہ ہو کا سہ گدائی کا  
 ہمارا دل ہی آئینہ ہی تیری خود نمائی کا  
 خدا کی شان بت کر لے دعو خدائی کا  
 مبارک ہو نفس افاتہ ٹپ ہے رہائی کا  
 کہ طعنہ دینگے ہم صحبت سے محک رہائی کا

قفس مرقد اہل صیاد مرغ روح پر بستہ  
تصور رکھو ای جملہ نشین کس طرح سے دیکھتے  
نہیں لکھا اجمال شمع پر انکی قسمت میں  
ہوا ہی کل سے جزو اور جزو کل جو نامقرر ہے  
لباس عاریت ہے حسین ہر شست میں پیدا  
نہ آؤ وہ کہی ہم تک بسر کی عمر فرقت میں  
کہاں کا وصل کس کا عیش کس کا لطف و غافل  
حدیث نالہ میری آرزو سن کہ روتی ہر  
رکھی شمشیر پہر پہر کیا قاتل کے خنجر کا  
فروغ حسن میں خورشید تیرا ایک ہر

رہا روز قیامت پس ابدہ رہائی کا  
کہ وہن پاک ہی لوٹ نظر سے پار سائی کا  
حریر کو جلا دیا ہی شعلہ پار سائی کا  
یہ چند یکے لیے کہ کچھ تماشا ہر خدائی کا  
نہیں کئی نچو چین نہیں جلوہ خدائی کا  
انتر کیا کیا ہوا آہ رسا کی نار سائی کا  
قریب یا زانہ روح و قالب کے جدائی کا  
لباس ہمتی پہنا ہر بشماے جدائی کا  
قریب یا زانہ جب میری شکل کشائی کا  
قمر اکس ہے خسار روشن کی صفائی کا

کلام آتش مرحوم سے بھی نالہ پیدا ہے  
نسیسم آگاہ تھا کچھ وہ بھی رو آشنائی کا

۲۳

اشاہ ہو کے رچا تا ہی ہر مصرعہ رہائی کا  
مزا نخل میں جبری لٹ گیا میری کہانی کا  
نچائیگا نگاہوں سے تعلق پاسبانی کا  
لہو ہلکا ہوا ایسا سزا دیتا ہے پائی کا

حیا بیٹے نہیں دیتی ارادہ لونجوانی کا  
نہیں بتاؤ ہی بدل لگا کر کوئی غیب سے  
خیال وعدہ ہر امیر آنکھیں بند کیا ہونگی  
نگاہوں میں سبک ہون سگری حاجی کیوں ظلم

خیال وعدہ اونکا گوشتلی بخش ہے لیکن  
نسیسم اتناک وہی عالم ہر شکونکی روانی کا

۲۵

بے ضمہ باتا ہی کسکو دیکھنا برسات کا  
رہتا ہی بارہ مہینے سامنا برسات کا  
اشک ایسے بڑے رتبہ گستا برسات کا

سامنا ہوئے نہ باتے ای خدا برسات کا  
فصل کوئی ہو مگر رونا ہمارا کم نہیں  
جوش گریہ تا فلک پونچا ہجوم رنج سر

ایں عزم بہانی کی کہ بے دل فیصل برضکال  
وہ نہ آئے کہ قدر ہم بہتادیکھا کیے  
کس کا دل ایسا دکھایا ہر کسی بہرہ  
اس قدر انسو بہانی ہے جل تھل بھڑکے  
وہ مہینو کا قاطر ان میں برسوں کی چڑی  
چشم گریان اجازت دیکھتے حیران میں  
غرق ہیں بحرِ مذمت میں سراپا آب ہم  
سی طے میں جو چکر دانتوں میں غرور کی  
چشم تر کے ولولے میں چاروں کی واسطے  
ہو گیا لبریز صحرانے لاکھوں کے غم  
پہر وہی چلین ہی اٹھیلیاں ہوں پیار

قری آفت ہر ہمو ویکھنا برسات کا  
اس ہوا میں ہو گیا عالم ہوا برسات کا  
ہر جوا شکستہ عالم جا بجا برسات کا  
لوگ کہتے ہیں مہینا تو نہ تباہ برسات کا  
رنگ شکوے کے مقابل کب جا برسات کا  
دیکھ لیں گے ایک دن ہم حوصلہ برسات کا  
ابر تر رہے کسے ہر غوغا برسات کا  
آگیا بھکو نظر اک صاعقا برسات کا  
اسی صنم رہتا نہیں موسم سدا برسات کا  
زور آتی تو نہایت ڈرہ گیا برسات کا  
جلد آجائے مہینا می خدا برسات کا

کم ہوا رونا تو ٹھنڈی سانس بھرتا ہوں  
فصل سردی کی ہوئی موسم گیا برسات کا

۱۸

۲۴

مرگ اغیار لب پہ لانا سکا  
اس قدر ضعف تھا کہ تیرا نیاز  
مر کے ٹھنڈا کہیں نہ ہو جائے  
بجلی دیکھو تو میرے تربت پر  
اوٹ نہ جائے رقیب محفل سے  
تہا جوا شک عزیز خاطر میں  
حسن تیرا وہ ماہ تابان تھا  
دار فانی مقام لغزش ہے

وہ قسم ہوں جو یا رکھنا نہ سکا  
تھی تمنا اگر اوٹھنا نہ سکا  
اس لئے وہ مجھے جلا نہ سکا  
ایک آنسو بھی وہ گرا نہ سکا  
مجھ کو پہلو میں وہ بٹھانہ سکا  
دیدہ تر مجھے بہانہ سکا  
اگر گیسو جسے چھپانہ سکا  
کوے اپنا قدم جمانہ سکا

<p>مسلا کہے وقت تنہائے جاتا تھا پڑے رہیں گے وین نہ منا لڑکے وہ بہت چاہا دیکھ کر بد و اغیان اوٹکی کس طرح عسیر نص مدعا کرتا آرزو مند رہ گیا مجنون کہینہ شوق رقیب تھا اسی سوت کیا نہ دامت ہوئی ہی قاتل سے خوف تا غش او نہیں نہ آجائے</p>	<p>حال دل بار کو ستانہ سکا اس لیے بار گھر بتانہ سکا ایسے بگڑے کہ بھر بنانہ سکا نامہ بر خط مرثیہ چھانہ سکا غیر کو پاس سے ہٹانہ سکا میرے آگے فروغ پانہ سکا کہ طبیعت سے تیری جانہ سکا نازنجیر گلو اوٹھانہ سکا مین شکاف جلو کسانہ سکا</p>
---	---

ناتوان تہا سیم اسد حجب  
کہ وہ زنجیر پاہ کلا نہ سکا

۱۴

۲۴

<p>آباد غم و دور سے دیرانہ ہے او کا جس دل میں کہ ہر شوق وہ پانہ ہے او کا جب دیکھے کہتا ہو وہی ذکر سناؤ بیہوش اگر میں ہوں تو باہوش کمان ہے ونرات ہی یہ مسکن انوار تصور جو بہن کی صفائی سے پہلے ہی نگاہیں ای دل ہوں صل سے مشتاق میں محروم جو سینہ روشن ہو وہ ہی منزل الفت کہتے ہیں جسے حسن وہ ہی شمع جہان تاب جب فصل گل آتی ہو صدا دیتی ہو حشر</p>	<p>ٹوٹا ہوا جودل ہو وہ کاشانہ ہے او کا جس نگاہ میں ہر کیفیت وہ میخانہ ہے او کا معلوم ہوا شوق ہی دیوانہ ہے او کا جو خلق ہی اس میں ہر من دیوانہ ہے او کا سینہ جسے کہتے ہیں بہ نیکانہ ہے او کا پڑتی ہو جد ہر آنکہ ہر بختانہ ہے او کا جان ماؤل عیار میں بیعانہ ہے او کا جو دل صفت شمع ہی پروانہ ہے او کا کہتے ہیں جسے عشق وہ پروانہ ہے او کا زنجیر کا غل نالہ مستانہ ہے او کا</p>
--	---

کہتے ہیں جسے موت وہ پروانہ ہوا  
 دہن میں ہر شوق کے جو دانہ ہوا  
 جو شور ہی اس دہر میں افسانہ ہوا  
 سامان کی روز سے شانہ ہوا  
 ہر حال میں جو حال ہے زمانہ ہوا  
 دشمن ہوں زن و مرد وہ یارانہ ہوا

دیکھا تو سفر روح کو ہوتا ہی اویسی سے  
 گوہر سے فروز دیدہ عاشق کے بین  
 اگر گوش حقیقت شنوا ہی تو سمجھ لے  
 کچھ رتبہ عاشق سے ہی ایمان ہو خبر دا  
 منہ عاشق صادق کو نہ چڑھو اڑھکار  
 آگاہ نہیں قصہ منصور سے ایدل

کیا پوچھتے ہو حال  
 دیکھا جسے خوش وضع وہ دیوانہ ہوا

میں اپنے صد قیام تجلی مل نہو  
 لیکن ادا ترانہ قفل نہو  
 کہلا گیا جو غنچہ وہ بہر گل نہو  
 اشکو سے میرے ترک تسلسل نہو

بگڑے وہ لاکھ طرح گر غل نہو  
 گو چکیاں رہیں مجھے مینا کے یا مین  
 ممکن نہیں مبادل پیر وہ شاد  
 اللہ سے جوش آگے بخش کے بعد

بگڑا ہوا مزاج سنبھلتا نہیں  
 طفو کا اونکے مجھے تحمل نہو

رہو اربیت تیر ہی ٹھہر نہیں سکتا  
 میں عمر گذشتہ کی طرح آ نہیں سکتا  
 آرام کہاں پاؤں تو پہلا نہیں سکتا  
 سنتا ہی گلیار کو سمجھا نہیں سکتا  
 لطف چمنستان مجھے بہلا نہیں سکتا  
 ڈھونڈی ہی اگر کوئی مجھے پا نہیں سکتا  
 وامرگ تن و حکو او بجا نہیں سکتا

ہو خصت جان حال میں تلا نہیں سکتا  
 وہ ضعف ہوا بجان کہ کہیں جا نہیں سکتا  
 کچھ خال سے ہی کم ہے کنارہ تنگ  
 قاصد کی طبیعت بھی ہو غیظ نادان  
 ہوں خاطر پڑمروہ کمان تازگی شوق  
 پوشیدہ ہوں جس طرح ارادہ تر محل  
 سیاح عدم قید تعلق سے ہیں آزاد

<p>دن رات بچھرتے ہیں سر جسم کھٹے تقصیر شب وصل ہے شکوہ ہی ہوتا لاکھوں گریہیں ہیں لاشق کھڑے موتے نہیں سیراح عدم اشک کی صورت رکتے نہیں گوش شنوا عاشق جانبا</p>	<p>پہا ہا کوئی تار خم جسگر آئینہ سکتا شرم آتی ہوتا نوک زبان لائینہ سکتا شاد شکن لب کو سلجھا نہیں سکتا جب آنکھ سے ٹپکا کوئی شہیرا نہیں سکتا دیوانے کو تیرے کوئی سمجھ نہیں سکتا</p>
---	---

۱۵	<p>مشکل ہے فیسم اب کہ شیریں وہ راتیں اکوئی ہوئے آرام بشر یا نہیں سکتا</p>	۱۶
----	---	----

<p>مختصر ہوئے نہیں امیاری جو قابو ہوتا تیرہ بجتی مجھے گرا فی بچان کرتے کبھی آنکھوں میں بہتا کبھی خیرا ہوتا خوب ہی پہر تو سمجھتا میں دل دشمن سے اور چندے نظر آتا نہ اگر وہی سر خوب بچا میں سلاتا مجھے بے کشتے میں واہ کیا خوب گذرتی نفس پسند لیل نقطہ نارسیہ کا مجھے رہتا دھوکا ڈھنگ آتا جو اسے روز بدل جانیکا جب سمجھتے تھے ہم صاحب تاثیر لیل دل اٹکا کسی بے رحم سے ورنہ ہر دم پہر تو بے آب ہزاروں کے گلے کٹ جاتے کچھ نہ کچھ صورت یہ نظر آجاتے سیج تو یہ ہے نہ پڑا بار محبت ورنہ</p>	<p>خال بنکر میں ترا نقطہ ابرو ہوتا جب بھی امیاری تیرا سایہ کیسو ہوتا کاش آفت جان میں تیرا آنسو ہوتا ایک ساعت سے پہلو میں اگر تو ہوتا طول شب سلسلہ دامن کیسو ہوتا گر مرے پاس جگایا ہوا جاو ہوتا ہم بغل مجھے جو وہ یار پر مر ہوتا فرہ فشا نکا جو ہم صحبت کیسو ہوتا میرا نالہ ہی مزاج بت بد خو ہوتا زیب آنکھوں جو وہ دلبر سے دہوتا سامنے آنکھ کے آئینہ زانو ہوتا خم شمشیر جو ہم صورت ابرو ہوتا وہاں قاتل کا مری طرح جو کیسو ہوتا خم مری طرح سے ہر سر و لب جو ہوتا</p>
--	--



بعد مردن بھی دکھائی مری حشت تاثیر  
یہ قسم کا ہے کوسے بت ظالم کے کہی  
خاک ہو کر بھی مین گرد و رم آہو ہوتا  
ہو کر اپنے دل مضطر ہو جو قابو ہوتا

۳۱ جابجا شوخی خاطر نظر آئی ہے سیم  
کوئی شہر میں تیرے نہیں پہلو ہوتا

چپ چپ کے ڈیرے نظر انہیں ہوتا  
کب جاتی مین ہم دولت و شام سے غالی  
دربان گھر کے مین خفا ہوتے مین غیا  
فرماتے مین غبار سے کیونکہ بلین ہم  
اتنا تو کہو شہر میں دکھلائیں گے صورت  
رکھتے نہیں ہم بھر بھی اوہ سینہ عثمان  
دکھلاتے مین گوشہ صفت شعلہ بہان  
کیونکہ مین کے شمشیر لگا کر نہیں گتا  
برسوں سے سکے مین کمان صورت آرام  
مدت ہوئی ایجان اشار انہیں ہوتا  
کس فریاد حسان ہمتارا نہیں ہوتا  
کس کس کا ترسے در پہ اجارا نہیں ہوتا  
آتے مین احباب تو کنار انہیں ہوتا  
مر جاتا ہو انسان جو سہارا نہیں ہوتا  
وہ دل جو ترسے سر اوتارا نہیں ہوتا  
لیکن تجھی محفل مین گزارا نہیں ہوتا  
مر جاؤں مین یہ بھی تو گوارا نہیں ہوتا  
مدفن مین بھی اپنا تو اوتارا نہیں ہوتا

۳۲ آ تو مین سیم آپسے وہ گھر پہ مارے  
اگر دش مین جو طالع کا ستارا نہیں ہوتا

شکوہ نہ غصا ہی کہ مین کچہ نہیں کہتا  
چپ رہنے دو دم بہرے شدہ پنہیرو  
اوس لطف زبانی کو ذرا سوچے دلین  
سنہ میرا نہ کہلو او کہ ہو جائے لب بند  
ڈرتا نہیں جو دلین ہو دشمن کو لگائے  
کیونکہ کتنے ہو عادت ہوں مجبور و گرنہ  
کیونکہ آکھو ڈھر کاہی کہ مین کچہ نہیں کہتا  
اب اس تمہیں کیا ہی کہ مین کچہ نہیں کہتا  
یہ عذر تو بیجا ہی کہ مین کچہ نہیں کہتا  
دیکھو یہی اچا ہے کہ مین کچہ نہیں کہتا  
اون پر یہ ہویدا ہی کہ مین کچہ نہیں کہتا  
کچہ آپسے پرواہی کہ مین کچہ نہیں کہتا

اب وہ بھی یہ سمجھا کہ یہ سمجھا میری گھاتیں اس بات سے ڈرتا ہر کہ میں کچھ نہیں کہتا

۳۳ ہر روز تھے ڈھنگ ہیں خاطر کے لئے  
کل سے یہی سودا ہر کہ میں کچھ نہیں کہتا

گو طوقی پڑا جو کہ مگر تن نہیں رکھتا  
میں سو سو سنہ رشہ و سوزن نہیں رکھتا  
وہ بچ اوٹھا ہے ہیں کہ فردا ہی قیامت  
گلشن کی طرح داغ میں رکھتا ہوں ہزاروں  
ہو جاتے ہیں آنسو میری آغوش میں میرا  
بنکر کر یار نہان ہوں میں نظر سے  
اب کام بڑا اس دل بیدار دے سے ہو  
صحبت کو اثر ہی یقین کیجیے کیونکہ  
ہر خطہ ہر اک گردش نو مثل قصو  
کب سینہ سوزان میں بہرتے نہیں شعلے  
ظلمت کردہ دہریں کیونکہ نہ ہو ممتا

کیا خوب گریاں ہر کہ دامن نہیں رکھتا  
یہ اشک موتی ہر کہ رزون نہیں رکھتا  
جینے کی تمنا پس مردن نہیں رکھتا  
پر میرے داغ ایک ہی گلشن نہیں رکھتا  
داسے کی تمنا ہو وہ خرمن نہیں رکھتا  
تکلیف کی امید ہی دشمن نہیں رکھتا  
بھولے سے ہی جو غربت شون نہیں رکھتا  
خاصیت بت ایک برہمن نہیں رکھتا  
میں ایک جگہ صورت مسکن نہیں رکھتا  
کس زمرین کیفیت گلشن نہیں رکھتا  
جز شمع کوئی قامت روشن نہیں رکھتا

۳۴ کروٹ بھی بولنے کی نہیں جا ہر لہجہ آہ  
مرکز ہی میں آسائش مدفن نہیں رکھتا

کوئی شیشہ نہیں ای رونق محفل لٹا  
لیچلا دام میں صیا درائی معلوم  
گھورتا ہر نگہ قبر سے کیونکہ ہر ہر کہ  
قطرہ زلف نمائی میں جو شیکا سر سے  
مخلصی و رجوع ہو ہی حاصل ہو سکے  
آہ کی نہیں لگے آبلہ دل ٹوٹا  
باغ سے رشہ امید عنا دل ٹوٹا  
کیا مرے فوج میں خنجر کوئی قاتل ٹوٹا  
میں یہ سمجھا کہ ستارہ لب ساحل ٹوٹا  
ایک ہی جھٹکے میں ہر بند سلاسل ٹوٹا

کس بلا کی یہ جدا تھی کہ جگر با پی ہے

وڑنا خیر نہیں ہے کہیں دل ٹوٹا

۳۵

امتحان قوت بازو کا کیا جب کہ قسم

۱۳

شکر صد شکر کہ تھکا بھی بمشکل لوٹا

وہ شعلے میں مجھ آہ آتشاک سے پیدا  
ہوئے مضمون اعلیٰ میری طبع پاک سے پیدا  
جکے شیشے کھلے آغوش ساغورت زر جھکی  
لگانا منہ نہ اسکو قصد گستاخی مقرر  
بچانا آجیو دیکھو خلاف واپس ہمت اور  
پس مردن چو دیکھا اول آخر برابر  
ہو امی دولت منعم نہیں ہو خاکسار و نگو  
کیوں بوجلوہ امی نوع و نسیان مضمون  
نہ پونجی نکست گل برق کو سون بھی پر جا  
ڈر و انکار سے دیکھو ابھی ہر خیر و بسو پزیر  
انگہ کی لوٹ سے آنکھ نہیں کیفیت کی ہر  
محیط امون خیر حسن ڈوبے نہیں ملتا

صد امی الخذر ہر گنبدِ فلاک سے پیدا  
ہزاروں آسمان میں ایک شعلہ خاک سے پیدا  
اوپر مستقر ہوا آفتاب افلاک سے پیدا  
تمنا ہر زبان ریشہ مسواک سے پیدا  
کہ چشم آرزو ہر حلقہ فقر اک سے پیدا  
وہی مہر خاک میں آیا ہوا جو خاک سے پیدا  
کہ ہر دم تازہ خلعت ہر لباس خاک سے پیدا  
جو شانہ ہو ہماری پنجہ اور اک سے پیدا  
وہ تیزی ہر تھمارے توسع جلاک سے پیدا  
نہوں کچھ اور تکلیفیں لہ لہیاک سے پیدا  
یہ دانہ خال کا ہر یار کس تریاک سے پیدا  
کہ ساحل ہر نہیں سکتا کسی پرک سے پیدا

۳۶

نسیم اب سینہ سے چمکا فروغ داغ بیتیابی

۱۵

طلوع ہر صبح گریبان چاک سے پیدا

خدا جانے ہوا کس غصت و لکی خاک سے پیدا  
خدا برابرا یوسی ہوا افلاک سے پیدا  
غضب کی لوزقین تیز گز نے تیری جنتی ہن  
وہ جلوہ ایک ہر دیکھی اگر چشم حقیقت سے

کہ خوشے آبلوئے میں خال تاں تک سے پیدا  
بہلا جز خاک کیا ہو گا ہماری خاک سے پیدا  
کہ لاکھوں حشر میں بستہ فقر اک سے پیدا  
کہیں ہر نو میں ظاہر کہیں ہر خاک سے پیدا

محبوب سے وہ ہو جو کچھ نہواور اُس کے پیدا  
 ہو رہے جا بجا منزل بہ منزل واک سے پیدا  
 نما کیا کیا ہو و شنام بہت چالاک سے پیدا  
 کہ نہایت روح کی ہر جسم کی پوشاک سے پیدا  
 کہاں سانپ کیے شانہ ضحاک سے پیدا  
 نشان شوشہ زنا ہوا فلاک سے پیدا  
 مزے کیا کیا نہیں ہر خام بیاک سے پیدا  
 ہوا و پر سلسل کا سر کی چاک سے پیدا  
 نہو میرتبہ بگاڑا اور اک سے پیدا  
 کہ پیدا تاک ان سے ہوا نہ تاک سے پیدا

عشق میں خیال و فہم سب بیکار رہتے ہیں  
 مقرر دل ہوا خون آہ ہند کشک گلگون  
 حلاوت ہو کلام تلخ میں شیریں زبانی کی  
 حجاب اکثر برہنہ خلقتوں کو کام آتا ہو  
 وہ لے دو چاکو زلفین تجھی عالم کی سال میں  
 نہیں قیاس الفت ہر کسی طفل بہر کی  
 ادب آموزیوں کے طرز بھیجی ہیں  
 اثر تھا گردش پیہم کا ایسا میری منی میں  
 سخن نا فہم سے تکلیف تحسین نامناست  
 عجب و ورسلسل ہے سمجھ میں کچھ نہیں آتا

نفس ہم اپنے سخن کے خوف کا سد دہلتے ہیں

۳۷

یہ رتبہ ہے شناعی صاحب لولاک سے پیدا

آج میر غاش بہ ہر مجھے اراد امیرا  
 آج جھگڑا ہی مٹا جاتا ہر تیرا میرا  
 ہاے رہنے دے پس مرگ تو برد امیرا  
 روکنے آئے ہیں دشمن مرے رستا میرا  
 حوصلہ کوئی بھی تمھنے تو نہ کیا میرا

دل ہی قابو میں نہیں ہو چکے کیا میرا  
 کھینچ شمشیر بیان ہی میں ارکو کچھ اور  
 نہ اوٹھانندہ سے کفن لوگ سمجھ جائیں گے  
 حسرتیں دید کی جنبش نہیں کہے تو میں  
 ہاے مرنے سے بھی اُسی نہوا چھی فسوں

۱۶

ولہ

۳۸

آج کیا حال کوئے کی شب ہجران میرا  
 آپکا مجھ کرم آپ پر احسان میرا  
 منہ چہا لیتا ہو دل میں مرے اران میرا

وصل کی واسطے کل کہہ گیا جانا میرا  
 بوسے میں نہ لے گو کہ اجازت بھی ملی  
 اے کیا قہر ہے کچھ میری طرح اب بھی

روزِ شرماتا ہے اگر مجھے احسان میرا  
ہاتھ ہو جائے گا پیوندِ گریبان میرا  
پاس ہو اوس بت بدکیش کے ایمان میرا  
ساتھ رہتا ہوں مے خواب پریشیاں میرا  
دھڑکے دیتا ہوں مجھے خواب پریشیاں میرا  
اس قدر یار سے آرزو ہے ہر امان میرا  
رو کی طرح مرے ساتھ ہر احسان میرا  
کیون کد رہی مزارِ شبِ ہجران میرا  
ہاں منہ دیکھے گا آکر وہ مسلمان میرا  
بہر گلے آکے پڑا میرے گریبان میرا  
کیون بچھاتا ہوں چراغِ تہِ دامان میرا  
روزِ منہ جو متے ہیں شکوۂ جانان میرا

خونِ کلیف ہو سر کاٹھے اپنا کیونکر  
اتاقِ فی کے اجازت نہ ملے گر چند  
ہجکوباقین تری تاثیرِ کربن کیا وعظ  
آنکھ کو وہ بیانِ زلفوں کی کمان ہو جھٹ  
سو دن کیا ساتھ عدد کو تجھے ہر دیکھو نکلا  
خبر وصل بھی سنگریہ نہیں خوش ہوتا  
چاہوں جب چاکِ گریبان کو کون قابو نہ  
کب مجھے وصل پر پرد کی خوشی تھی اسی غم  
صلح کے بعد جو سوچا تو یہ بولا کافر  
ہاں اس پاس مروت نے گم انبار کیا  
چارہ گر رکھ نہ کسی داغِ جگر پہ پایا  
یو سے لیتے ہیں لبوں کی گلہ بدھندے

۱۵

کثرتِ گریہ الفت سے یہ عالم ہے نشیہ  
کم سمندر سے نہیں گوشہِ دامان میرا

۳۹

کسی کی جستجو میں ہے دل پر آرزو میرا  
خبر کچھ اور دیتا ہوں یہ لطف گفتگو میرا  
جو انسوئی تو ساغرِ چشمِ دل ہو سب میرا  
لبِ خنجر کا فاقہ توڑ دیتا ہے لہو میرا  
رہ گیا ناقیامت چاکِ سینہ بے زخم میرا  
یقین ہو دوست ہو جائیگا شکرِ مدد میرا  
کسی کو کیا کموں دشمن مراد ہو عدو میرا

سبدل بسببِ کبے احبارِ رنگِ رو میرا  
پریشانی کی پہلو میں دلِ فگار کی کلین ہیں  
میا ہوں مجھے سامانِ ہر دم بادہِ نوشی کا  
نہیں ممکن جو کچھ ممکن نہ ہو مرنے والوں کو  
امیدِ بخیر سے عاشقِ ہمیشہ پاکِ دہن ہیں  
ہوا ہوں پاکِ دہن اوس سنگر کی محبت سے  
جسے سمجھتے تھے اپنا لو او سکو مدعی پایا

غضب کیا کیا نہ لائیگا یہ خوش آرزو میرا  
جو اسوئیں لجاتا ہے خنجر سے گلو میرا  
کیسلی کیا رہے پروا اگر حامی ہو تو میرا  
مناسبت ہے رہے قاتل خیال آبرو میرا  
انہیں یاد آئیگا بیرون جیسں گفتگو میرا  
بہار دہن جلا دیکھے گا لمبو میرا  
نہ لے گا نام ہو لے سے ہی یارِ خود میرا

روئیں رہو اگر کیا مجھ کو نام غیر کو دشمن  
محبت کا تعلق عاشقوں سے نہیں سکتا  
تیرے کیمیں آنکھ اٹھا کر اس طلسمِ حیدرِ فرہ کو  
ابازت تجھ کو دیا ہوں خوشی سے قتل کر لیکن  
کبھی جو بات دل خوش کر دیا یا ر پر رکھا  
چھوٹے گا پڑائے سے ہزاروں چوڑیوں  
تشفی کے لیے حبابِ کدہ تیرے میں غار سے

نسیم اس مہر ہی سے اب مجھے ثابت یہ ہوتا ہی  
بہت ابر کر لی حال زلفِ مشکبو میرا

۱۰

۱۱

لب ہلا نامرے جلا د کو مشکل ہوگا  
جاگ زخموں کی طرح دامن قاتل ہوگا  
میرے ہاتھوں میں فقط آبلہ دل ہوگا  
ناکہ کرنے میں ہی حسانِ عنا دل ہوگا  
ساقیا باہم نہ ہوگا وہ کوئے دل ہوگا  
فیصلہ تجھ ہمارا سیرِ نزل ہوگا  
قصداً قاتل کی طرح شوق ہی باطل ہوگا  
کچھ دنوں میں نہ یہ لیلی نہ یہ محمل ہوگا  
کچھ صبا کو ادبِ خوابِ عنا دل ہوگا

حشر کے روز اگر دوا طلب دل ہوگا  
ہاتھ پڑ جائیگے لاکھوں نیکو دم حشرِ دل  
حشر کو کاغذِ اعمال دکھا تیگے بشر  
کیا عجب چونک پڑی خواب اگر اسے ہر گل  
بوسے ہنسکے جو لبِ یار کے لے لیتا تھا  
اکتے ہیں قتل کرین گے وہ کدہ پر اگر  
ہو گئی قتل میں تاخیر تو یہ خوش کمان  
دلو لے ہیں نفسِ چند کے تا فرصتِ عمر  
آج غنچوں نے صدائیں جو نہیں دین شاید

قدر رہنے کی نہیں بات جو بکٹے کی نسیم  
قدحِ مہر ہی اک کا ستہ سائل ہوگا

۱۸

۱۹

کہ ندیکے گامجے وہ تو بیشیاں ہوگا

اس سے مزاج مجھے اپنا قتل جان ہوگا

گرمی آپکے انکار میں گئے تاج صح  
 تو سلامت ہو تو عالم کو کرے گا مجسا  
 ہاے میرا یہ ہوا حال کہ تجسا بید  
 میں تو مانتا ہوں غلط آپکے کو کون کما  
 ایک دل اوس میں ہوں تیرے شرم سے افر  
 دم تو نکلا بھی کر دے نہ بیگان نکلا  
 کیوں ڈراتے ہیں یہ اعظا کہ خبردار ہو  
 زندگی ہی نہیں مشکل شب تنہائی میں  
 کیا سبب آپ نے دی قیس کو مج پر ترجیح  
 تم ہرے بنیے ہو بگڑ گئے کہوں یا کہوں  
 قتل کر رحم کے بدلے کہیں چل ہو مشکل  
 میں تو مرنے ہوں فقط حشر میں جینے کے لیے  
 دینے کیوں نصحت برخواست تھائی کیسیر  
 سخت جانوں کے لیے موت کہاں ظالم  
 بیٹھنے دیگی نہ کوئی میں بھی حشر ہو  
 دیکھیں کیا اوسہ گزرتی ہو خدا رحم سے

وصل کی شب پہ گمان شب ہجران ہوگا  
 ہاے بہر کون مرے حال کا پرسان ہوگا  
 خاص اس واسطے آتا ہے کہ پرسان ہوگا  
 شکوہ ہو کو نہ سمجھے کوئے ارمان ہوگا  
 یہ وہ آئینہ ہو تو ویکہ کے حیران ہوگا  
 یہ بھی شاید اوسے ہر دم کارمان ہوگا  
 کیا جہنم ہی کو می کو چہ جانان ہوگا  
 بے ترے مجھ کو تو مرنا بھی نہ آسان ہوگا  
 آدمی میں ہی ہوں ہ وہ بھی کوئی انسان ہوگا  
 اب تو جو نکلیے گا منہ سے مرے ارمان ہوگا  
 مجھ کو اس جینے سے مرنا بہت آسان ہوگا  
 کہ مرے ہاتھ میں ان آپکا دامان ہوگا  
 جو بیان آئیگا وہ آپکا مہمان ہوگا  
 سم بھی دیکھا تو مرے عقین وہ دمان ہوگا  
 صبح کو زیرِ رحمت دم سخن بیا بان ہوگا  
 ہاے وہ اشک جو میرے تہہ دمان ہوگا

کثرت داغ جدائی جو یہی ہے تو نیم  
 اب تو اپنا بھی جگر شک گلستان ہوگا

۴۲

جو تیرے حسن پر شیدا ہوگا  
 کسے فے آپ کو دیکھا ہوگا  
 یہ درد اے چارہ گرا چہاں ہوگا

زمانے میں کوئے ایسا ہوگا  
 ازل سے ہے یہی عصمت مآبی  
 اوٹھتا ہے ندامت کس لیے تو



ہزاروں مر گئے لیکن ندیکہ  
کے دیتے ہیں یہ نیچے نکلیں  
وہ جس رستے سے نکلتے دیکھ لینا  
قیامت جسکو کہتے ہیں وہ ہر جبر  
اگر خاوم کو جنت میں پونہچا  
نئے دہلی ہے یہ تو بندہ پرو  
بناکر حضرت واعظ کو نافس

کوے تمسا ہی بے پروا نہوگا  
کہ بالائے زمین کیا کیا نہوگا  
کہ اوس رستے میں ہر رستا نہوگا  
کنار قبر میں مروا نہوگا  
وہاں کیا آپکا جبر چاہوگا  
ندوگے دل تو پھر اہل نہوگا  
نہ سمجھو یہ کہ کچھ سمجھا نہوگا

۴۳  
بھلا کھل و وعدہ فرود نہوگا  
۱۱

ہمچہ جو کچھ ہوا سب آپ پر کھل جائیگا  
بخت بدستمن فلک بیزار خوش و اقربا  
تیغ رنگ آلودہ پنجہ سر کند باز و ناتوا  
فاتحہ پڑھیے کہ رکنے کا نہیں تیرنگاہ  
کیون نہ صدقے ہو نہیں بخورم بے تقصیر  
سنہ پہ گلگونہ لہو کا میرے لکڑی شرم سے  
پاکدامن فیض ابر تیغ کر سکتا نہیں  
صدقے اوس شہنام کے جواکے سنہین ہے  
جان جائیگی بلا سے فوج پر ارضی ہونین  
کو تعاضی اہل جان لب پر جو لکڑی

بندہ پرو روکینا جب کسی پر آئیگا  
کسکو رحم آئیگا مجھ کوں او نہیں سمجھا ئیگا  
مجموہ نے گے لیے جلا وہی ترسائیگا  
اونکو اسکیا غرض کوئی اگر مر جائیگا  
قتل کے بعد ایک ت تاک نہیں شرمائیگا  
دیدہ جو ہر نام تیغ میں چپ جائیگا  
زنگین قاتل کو براہین کیونکر جائیگا  
ایسے جانی مختصر کوئی کہاں سے پائیگا  
اونکا زانو تو بھلا سینے پہ میری آئیگا  
اور سب کچھ دن ہمیں وعدہ ترا شرمائیگا

۴۴  
تار تار کتے نہیں من کمان ہر امی  
اشک اگر آنکھ میں کیا کیا ہمیں شرمائیگا  
۱۱

تقدیر روز گزشتہ آنکہ کو ستر مائیگا  
 سال میرا سنے بسے فکر کرنی کیا ضرور  
 ہاتھ کو زمین اگر ہو گئے تو سر آغوش میں  
 تنگ ہیں اطراف عالم حوصلے ٹھنکے کیا  
 یہ بلا کے سچ ہیں مشکل ہے اسے مخلص  
 شکوہ ایسا ہو کہ ستر کا رو سے کر لوں  
 یار کے انداز رہتے ہیں مرے پیش نظر  
 فصل گل آتی جنوں کی بڑھ چلے ہیں لوے  
 صبح سے تا شام مٹ کرتے ہوں لاکھوں باتیں  
 میرے افسانہ میں شکوہ غیر کا بھی ہو نہ کیا

جھک لیتے ہو کیوں اونکو لحاظ آجائیگا  
 نالے کرتے کرتے اک دن آپ ہی مر جائیگا  
 میرا مرنا بھی تجھے قاتل مرے دکھ لائیگا  
 فکر ہے عاشق ترا وہن کمان پہ لائیگا  
 عقدہ گیسو میں شانہ آب ہی ہجائیگا  
 وزنہ ناصح کی طرح تم سے ہی لہجہ لائیگا  
 اشک گیسو کی طرح بڑھ کر قدم تک آئیگا  
 دل ٹکرائے کہ ناصح کے بہرہ جاتے گا  
 اس قدر کثرت سوز کوئی کہاں سے لائیگا  
 دوستو کہتے ہو کیوں غصہ نہیں آجائیگا

دیکھ کر ترداسنی گھر گیا کیوں امی ششم  
 دیدہ بر آب وریا سیکڑوں برسائیگا

۲۰

۲۵

ہاتھ زمین آج شب مندی لگائیے گا  
 یہ شوخیان تمہاری لکھی ہوئی ہیں دلیر  
 پہرین ہی کچھ کیوں گا دیکھو بان کو  
 ذات شریف ہو تم میں خوب جانتا ہوں  
 بان شمع کا میں گل ہوں ناصح کی گفتگو ہوں  
 امید واریا تھی کچھ اور رہ گئے ہیں  
 بیوجہ یہ نہیں ہے انداز گفتگو کا  
 میں ہوں مزاج قاتل لازم ہو خوف مجھے  
 یہ کیوں ہونا امید می درگاہ کب پائیے

سمجھے یہ رنگ ہم ہی کچھ رنگ لائے گا  
 آخر کبھی تو میرے قابو میں آئے گا  
 پہرندہ جہا کے مجھے آئسو بہائے گا  
 طوفان اور کوئی مجھ پر اٹھائے گا  
 بڑھ جاؤنگا جہا تک مجھ کو گستاخے گا  
 بہر ہی نقاب گیسو منہ سے ہٹائے گا  
 پہر کل کی طرح ایجان باقی نہیں لائے گا  
 جھوٹی قسم نہیں ہوں ہر دم جو کھائیے گا  
 جو کچھ کہ آرزو ہے وہیسیا ہی پائیے گا

شفاق تو توجان می گلگون لباس کیوں جو  
و کیو قریب آئے و کیو قریب آئے  
ہم خوب جانتے ہیں استوار پائنتاری  
آخر کچھ انتہا بھی ہر جمیوں کے حساب  
مکن نہیں جو نصبت بد لو تمہاری ایجا  
کچھ لحظہ اور ٹھوڑا روح تن سو نکلے  
سنجھے ہو میں جو کچھ دلیں بہر ہو ہے  
آو تو جلد آو دم بہر کے بعد ایجا  
سن لیجیے گا جو کچھ مدت سے آرزو ہو  
کچھ دور میں نہیں ہوں لازم ہوا دکر نی

یہ ناک تو عروسے کسکو دکھائیے گا  
کیا مذبذب ایجا ہر جو منہ چھپائیے گا  
محفل میں بیٹھے بیٹھے اکسین لائیے گا  
کہتے تو عاشقوں کو کبتک ستائیے گا  
کیا قہر آج کے شب ہم پر نہ لائیے گا  
آئیلی اور آفت گرد آب جانیے گا  
کاہیکو آئیے گا کاہیکو آئیے گا  
مجھ کو نہ پائیے گا مجھ کو نہ پائیے گا  
فرصت ہو کر میسر دم بہر کو آئیے گا  
مانند دل مجھے بھی پہلو میں پائیے گا

ٹھنڈی کہی ہو نگلی کیا گر میان بختاری  
آخر نسیم کا دل کبتک جلائیے گا

بڑھتے بڑھتے لاغری بہان بن چکا  
گر یہی ہے تاوانی فکر عیانی ہے کیا  
ایک چادر خاک کی سواک رو آسمان  
لذت تکلیف تازہ سے نمونگے سیر ہم  
اشک دیدہ ہن میں کیا خانہ ویرانی کی فکر  
خار ہو کر نخل گل ہو گا حنا ہر برگ کاہ

تن گمان ہو گا گمان آخر کو تن ہو جائیگا  
و من نظارہ تن پر بیر من ہو جائیگا  
اس تن غریبان کی بو منت کفن ہو جائیگا  
رخم کماٹنے کے جو داغ دل کہن ہو جائیگا  
گر ٹرے جس جاوین اپنا وطن ہو جائیگا  
اشک نہ نہیں ہے مرے صحرا چمن ہو جائیگا

بسکہ ہو مضمون ناک میں لو کامل اسی نسیم  
شہرہ آفاق حیرا بھی سخن ہو جائے گا

دوست تو ہو گا تو دشمن آسمان ہو جائیگا

چارونکے بعد فرق درمیان ہو جائیگا

<p>شعبہ اک اور اوقاقل عیان ہو جائیگا کس قدر شوق شہادتی کے لذت ہو مجھے سیدۂ سوزان پر اشک آنسو تو آئیگی گر خدا نکالہ کرونگے مشتبک غم نہیں میرے تلوون کا لہو چکے تو ہر رخا شربت آرزو جنت کی میں کرنا نہیں اسواٹے آب ہو جاتا ہوا ہنر ہا اثر نالو نہیں ہے یا کمربانین گے تیری یاد میں سمجھیں گے ہم</p>	<p>تیرا زخم کے منہ میں زبان ہو جائے گا یہ نہ سمجھا تھا کہ قاتل ہر بان ہو جائے گا جلتے جلتے آگ پر پانی وہ ہوا ہو جائے گا وہ و دل ہو نہ زخم آسان ہو جائے گا تو بہ کر نیکی لیے مثل زبان ہو جائے گا نام سنگھو کر کا وہ بدگمان ہو جائے گا دیدہ زنجیر سے السوروان ہو جائے گا جوشان آنکھوں کے آگ سے نہاں ہو جائے گا</p>
---	--

۴۸	شعر مضمون زاکہ جاہ نہ افسردہ ہنسٹم ایک دن کوئی نہ کوئی تیرا و ان ہو جائیگا	۸
----	---	---

<p>رنگ کیا کیا نہ نے جرخ جفا جو بدلا کنج دمن میں تیا چین کہ جلسے سوتے لذت فوج زبانی نہ گئی برسوں تک رگبتی کو نسی منت جو نہیں کی لیکن کیا بلا جوش جنون کو ہے ترقی ہر روز وسمہ آب حنا سے نہیں ہوتا ہوا شباب ایک ساحال پر خوننا بول کامیرے</p>	<p>ہاں گرا و دل بیتاب نہیں تو بدلا ایک پہلو سے نہیں دوسرا پہلو بدلا سالہا سال خجلا و فے زانو بدلا نہ کسی طرح مزاج بہت بد خو بدلا ڈھنگ حشی کا ترے کچھ نہ پریر بدلا جب ہوے پیر تو رنگ سر ہو بدلا آج تک دیدہ تر کا نہیں آنسو بدلا</p>
---	--

۴۹	کم ہوا جوش جنون کچھ نہ اطمینان ہنسٹم آب ناریج کہے شربت آلو بدلا	۱۴
----	--	----

<p>مزا دیو انگلی کا ز شیر شید و دم نکلا جبیں سائی کو ہم کس حوصلے پر آب آئے</p>	<p>کہ زنجیر ہوا بنکر سے سینے سے دم نکلا نہ بل لہو نہیں کم پایا نہ کچا بر سے خم نکلا</p>
--	---

بڑی ثبات قدم یاران ایدادوست ہوئے ہیں  
 بتا ملتا نہیں بیان بھی میان پا گیا شمع ہے  
 نہ ڈوبی کشتی افلاک جو شہنشاہ گریاں سے  
 غضب کیا کیا نہیں لائی نگاہ شرم زائری  
 ابھی تک ہو وہی سودا تری افغانی کیسوکا  
 پکارا مجھ کو وہاں وکھو مٹی منظور خد جس جا  
 نہیں ہے بڑی دل آسان سے یہ پہلو ہیں  
 ہوا ہی مشغلیا و خدا سے عہد پرے میں  
 وہی زور جو جانی میں ابھی پشت خمیدہ ہو  
 چھوڑا خاکِ فرخ خاک کچھ اوکا نشان باقی  
 ابھی بروہین ہو جس پر سایہ مرگ آتے ہیں

کہ اشک دیدہ سوخت جگر ہو کر بہم نکلا  
 یہی کتنا ہوا ہر قافلہ سوئے عدم نکلا  
 بہت سمجھے تھے اس دریا کو ہم فوسیں نکلا  
 جسے ہم لطف سمجھے تھے وہ آخر کو ستم نکلا  
 طبیعت کو نہیں سیر عجب غروب ہم نکلا  
 جو نکلا نام بھی میرا تو مانند قسم نکلا  
 مگر چہ ستم پیشہ ہی با بال ستم نکلا  
 گہ یاد دل سے ہو نکلا وہاں کبھی سے صنم نکلا  
 کھان آسمان پر کاہتا کہ جسہ ہم نکلا  
 نہ دارا قبسے نکلا نہ اسکندر نہ جم نکلا  
 قیامت اور آنگلی اگر باہر تدم نکلا

۵۰ زمانہ مسمکونے امی سیم آباد ہے اب تو  
 بہت ڈھونڈھا مگر کوئی نہ آکر بابِ کرم نکلا

ہو بس یہ رہ گئی دل میں کہ دعا نہ ملا  
 ہوا ہو کو نسا معشوق با وفا ایدل  
 عجیب قسمت بد تھی شبِ فراق میں ہم  
 ندی تو ہاتھ سے ہوں ضعف سے بین نگشتا  
 جواب دیگی ہلاروز باز پرس تو کیا  
 وہ کشتہ نگہ قہر تھا کہ محشر میں  
 غریقِ بحرِ ستم عسکر کی ہو کشتی  
 کمال و عیش و جوفانی و ملک مالِ طرب

بہت جہان میں ڈھونڈھا یہ پڑا نشانہ ملا  
 گلہ عبث ہے اگر وہ ملا ملا نہ ملا  
 کمال ڈھونڈہا پہرے خاتمہ قضا نہ ملا  
 ہوا ہی شوقِ فنا میں جہان اوڑا نہ ملا  
 اوڑا اوڑا کے ہمیں خاک میں صبا نہ ملا  
 مرے جلانے کو احکام دلربا نہ ملا  
 بہت سا بھنے پکارا یہ ناحہ نہ ملا  
 یہ سب ملے ہمیں پر یار باوفا نہ ملا

<p>مجھ پش جو نہیں ہوئی تھی بامالی جیسے ہزار تمنا سے کیوں نہ کھٹکے</p>	<p>کہ ایک آبلہ تک دوستدار پانہ ملا کہ خار کو کوئے ہمسایہ ہنس پانہ ملا</p>
<p>۵۱</p>	<p>۹</p>
<p>ساغر ملا کے بے خبر و وہان بنا اللہ سے درازی آغاز دعا تہا کچھ توجب ہی یہ نہ کہو تم کہ کچھ نہ تھا اوٹا مارا غبار جو قطعیم یار کو وہ بے نشان تھا میں کیا تک پہنچا لیل و نہار گیسو و خسار یار میں ہستی کا بس مری وہیں اطلاق ہو گیا عشاق جان فروش کے دیکھو تو وصلے</p>	<p>او سپر میفر و شہین بھی جوان بنا نکلا جو حرف منہ سے میری آستان بنا گر کچھ نہ تھا تو کاہے سے سارا جہان بنا ایسا ہوا بلند کہ اک آسمان بنا مجھے وہاں یار بنا لامکان بنا جی چاہتا ہے بیٹھ رہیں اک جہان بنا جسجا کہیں کسی کے قدم سے نشان بنا مقتل تمام کر کے امتحان بنا</p>
<p>۵۲</p>	<p>۱۰</p>
<p>پوشیدہ ہر پہا ہولے ہر اک زخم تن اپنا صرف تبسم میں یہ شاویسے اجل کے ہیں وہم فراموش بتا کچھ نہیں ملتا اللہ رہے بتیابی دل بعد فنا ہی ہم کہ نہ یہ گل رنگ سر یا د گل تر میں اک دل تھا سو وہ بھی نہ ہا پاس فوس ایں ہم میں اس درجہ گملا دے ترے صد</p>	<p>پامال خزان آپ کیا ہے چمن اپنا رکتے ہیں کھلا زخم جلرتک دہن اپنا مسکن ہو کیسی جان کہیں ہے وطن اپنا سو جا سے مشبک ہے مزار کمن اپنا صیا و بنا لین کے قفس میں چمن اپنا پایانہ کیسی کو ہے شریک محن اپنا ہو بار احباب نہ خیال کفن اپنا</p>

ساتی وہ پلائی کہ دو عالم ہوں فراموش  
ہو جاؤ گی سے نرا الاچن اپنا  
وہ اسکتے جو انکے سے ڈالتی ہی ہو خوشنک  
وہ بہرہ ہوا گوشہ وہن وطن اپنا

خاموش کشمکش اب نہ بوجہ رہیں ہیں  
بہودہ سناؤ نہ کہ کو سخن اپنا

کے صورت تو دلوں کا کرنا  
وہ تین دینگے جھٹکے قیدی لطف  
کہیں وہ آفرین ایسا پڑے ہاتھ  
میں جاتے دکھانا بعد مرون  
اوڑا دو خاک میری ٹھوکر دے  
اوب سیکے نہیں ہوں تو گرفتار  
مزا تباہ لہی کی گالیوں میں  
بہت مشکل ہے ان سنگین دلوں سے  
جنازہ اوڑھ چکے میرا تو تم ہے

ہمیں دشمن سمجھ کر یا کرنا  
جہان تک ہو سکے آزا کرنا  
نہ مجھ پر جسم اوجھلا کرنا  
جو دل چاہے تو کچھ ارسا کرنا  
اگر غلط رہے ہے برا کرنا  
پتا کرنا عدسے پیدا کرنا  
اوسے ہوئے سبق کو یا کرنا  
خیال خاطر ناسا کرنا  
اداسم مبارک بے کرنا

کشمکش نے جان دے دی  
غضب آلا یا ترا پیدا کرنا

اگر آئینکے ہر سے پر جو شادان دل ہوا  
راحت مرگ محبت اوسے پوچھا چاہیے  
موت ہی قسم کے کوئی کیا بری شے ہو  
مہربانی مجھ کیوں کی تھی کہوت نے کہ ملے  
بلے ظالم جو پوچھ یہ بھی تیرا زسے  
نوجوانی کا برا ہوا سوہر جاتی کیا

زندگی خوش ہے کہ اب نہ مجھے مشکل ہوا  
جو یہ سمجھے پنجی میں میں ہی اس بل ہوا  
جب جلی گدون مری ہوا اور کا قاتل ہوا  
میں رہا زندہ وہ میرا واسطے سبیل ہوا  
کس طرف کوئی ہو اکس جاکوئی سبیل ہوا  
جی مٹا جاتا ہو جب بیار کے قابل ہوا



قد دنیا غرت جام و سب جو جاتی رہی  
بیروت تہذو نا آشنا برہم مزاج  
جو تمہارے بزم میں ٹوٹا وہ میرا دل ہوا  
روئیے اوس بخت پر جو تجھے کچر سا مل ہوا

۵۵  
اگر میرے رہتے ہیں عزیز واقربا اونکے اہلین  
اسی قسم اب دیکھنا بھی پار کا مشکل ہوا

چہڑا جو پینے یا کر کوب میں خجل ہوا  
تیرے ہر نیکے تیری ہے آئندہ کو آہرو  
ماصل تھا وہ فروغ چراغ فراق کو  
ہر آنکھ برون میں مری خاک ہو گیا  
اظہار آرزو سے ندامت ہوئی مجھے  
خسار کے جو وصف میں غمخون ہو کر قم  
اسے جوش شوق آج تو تو ہی غل ہوا  
شیشے میں آکے قطرہ می مثل دل ہوا  
خوشیدہ رخ سینہ سے میرے خجل ہوا  
شعلہ تب فراق کا جب شعل ہوا  
عارض کا نقطہ صفحہ کا غد پہ تل ہوا  
سکودہ حال شوق مرا بغفل ہوا

۵۶  
پہر سائے مصیبت سابق ہوا کے قسم  
پہر اندون فریفتہ اک بت یہ دل ہوا

یہاں تک اوج جنون میں مجھے کمال ہوا  
عروج حسن میں وہ یا کر کوب کمال ہوا  
ہزار شکر کہ میرا بھی اب وہ حال ہوا  
کہ گوریے مجھے بوسہ اگر لیا تو لیا  
فروغ زلیست ہو اکثر صورت شمع  
خیال زلف اگر ہے تو دلکی خیر نہیں  
مرا فسانہ ہو مانند مژدہ و شنام  
مزار میں نظر آتی ہے خاک تک نلین  
نہیں ہر حصے خالی کہی مال بشر  
خراش ناخن دیو انگے ہلال ہوا  
کہ آفتاب بھی اک نقطہ جمال ہوا  
و عاکو ہاتہ اوٹھے آپکو خیال ہوا  
رقیب و لہین سمجھ لو اگر ملال ہوا  
حیات بعد ہوئے پہلے انتقال ہوا  
وہ ٹوٹ جانا ہر شیشہ کہ جبین بال ہوا  
کہ آتے آتے درگوش تک ملال ہوا  
غبار تن شہد اکابرے گل لال ہوا  
اوتھا جو دست و دعا کا سہ سوال ہوا

<p>شب فراق میں مرنے والی کیون محال ہوا وہی عروج ہی میرا کہ جب زوال ہوا کہ بعد مرگ بھی مزدور انفصال ہوا جسے زمانے میں لیتے ہیں ویر سال ہوا چڑھا جو سر پہ وہ آخر کو پایا مال ہوا ترے گمان بد انجام کا خیال ہوا گلو میں طوق گر ان صورت ہلال ہوا</p>	<p>ترمی کر تو نہ تھا میں جو موت کو نکلا بسان آخر روز و مشکل اول شام برہنگی کی مذمت رہی یہ تن کے ساتھ وہ راز ہی شبِ غم کا وہ ایک لمحہ ہر گھلا یہ عقدہ قدسوں نے لف سے ہکو کنار قبر کے لاشے فریب کے من نکلیا گھلا گھلا کے گھٹایا یہ سوز نہان نے</p>
--	--

۹	<p>بصورت ورق گل خزانے اتر ہے لشیم کا جمن و ہر مین یہ حال ہوا</p>	۵۷
---	--	----

<p>زخم کو ناخن سے چھل دو دل جب کم ہوا جس قدر بڑھتا گیا سن ہر ارادہ کم ہوا رک گئیں آہیں مزارِ آرزو برہم ہوا میرے تحمین التفات نگین ہی ہم ہوا آہ کے شلو لے جسے جب دو دھڑکا ہم ہوا ترک صحبت جسے کی آخر کو اس کا غم ہوا تھا جو شادی مرگ نہیں سن کر ماما تم ہوا بہر مزارِ زلفِ جانان اندون برہم ہوا</p>	<p>میں نے ایدا دوست تھا ارحم مجھ کو غم ہوا موسم پیری میں اپنا کچھ غیب عالم ہوا شب گشتی ہر پردہ دارِ عشق مخم ہوا جان لی باو لب شہرین نے تیری جانی ہم رات بہر دیکھا تھا شاہنے برق و برق کا درد دل زخم جگر کو اسے ایدا ہی مگر زخم پڑ کر کھل گئے سینوں پر اہل برہم کے بہر وہی سامان ہوا رہتا تھا جگہ کا ہلو فوج</p>
--	---

۱۱	<p>عمر کا ٹی آرزو سے صول جانان میں لشیم کیا کہوں کیونکر بسر کی کیا مرا عالم ہوا</p>	۵۸
----	---	----

<p>معدن لعل بدخشان میں گھر پیدا ہوا ہر بدن کے ساتھ اس کا ہم سفر پیدا ہوا</p>	<p>خون ٹپک لڑا لہ سے پراشتک پیدا ہوا وہر مین بوسا یک جسم بشر پیدا ہوا</p>
--	---

ماہ نوکا ہیکو ہے زخم جگر پیدا ہوا  
سنگ مقناطیس کا پائین اثر پیدا ہوا  
تخم جو وہقان نے بویا میسر پیدا ہوا  
جاننے تھے جس کو ہم سے کمر پیدا ہوا  
وہ شجرہ دیوانہ ہے جسمین شر پیدا ہوا  
آدمی ہستی سے اپنے پیغمبر پیدا ہوا  
بے کمر توڑ توین بھی بے جگر پیدا ہوا  
یہ وہ طائر ہے جو اہم عرش پر پیدا ہوا

سر تراوٹھا فلک پر تیغ ابرو پر گئے  
جو بخود زنجیر کچ آنی تعجب ہے مجھے  
جس زمین پر بڑگیا عکس لبخیرین ترا  
کیا غلط فہمی ہوئی تار نظر اپنا وہ تھا  
رات دن بڑتے ہیں تھر ایک مہر صحن  
کچ نہیں ثابت کمان تو کیا ہیں کیا ہو جا  
خبر گذر جی جستجو میں جو ملے کہ کم نہیں  
کیا غصہ ہے جسم خاکی کی نفس میں لاج تو قید

پیس ڈالا آسایے چرخ نے او کو لے لیم  
جب زمانے میں کوئی صاحب ہر پیدا ہوا

۵۹

نالہ بھی سیکر و سچ بے فغان پیدا ہوا  
یہ وہ طائر ہو کہ جو بے آشیان پیدا ہوا  
ہر زبان زخم عاشق بے زبان پیدا ہوا  
آفتاب داغ دل بے آسمان پیدا ہوا  
جب بہار آئی ہمیں خوف خزان پیدا ہوا  
شوق اپنے دل کا آنکھوں سے نہان پیدا ہوا  
اوٹ گئی جب ہم تو اپنا قدران پیدا ہوا  
دیکھ لو ہر آسمان پر آسمان پیدا ہوا  
جب ہوئی ہستی مجھے نقل مکان پیدا ہوا  
آنکھ اج بٹنی نگاہوں میں نہوان پیدا ہوا

عاشق نہیں کہن جھسا ناتوان پیدا ہوا  
بے نشان رنگ پریدہ کا نشان پیدا ہوا  
پردہ پوشی قاتل بی رحم کی منظور تھی  
یہ کساران محبت کو نہیں رخت پسند  
دوست کی آمد میں دشمن کا بھی شرفہ سا تھا  
دیکھنا اس کا بھی مثل پارنا ممکن رہا  
وادی قیمت اہل دنیا ہوئی مرنہ پسند  
انتہائی راج کو بستی بھی جوتی ہے ضرور  
ایک صورت پر ہر صورت نہ مانند خیا  
کس بلا کی شاگ کیسوتی نظر آئی نہ صفا

خاک کا پتلا برای استخوان پیدا ہوا

۱۷

روزگار آفت ہو سر پر اسکر شاید

۶۰

ہر حرف سے پیدا اثر جو شہ بلا تھا  
 کس طرح نہ بکڑوں کہ یہ انداز نہ تھا  
 عادت میں آتے ہوں مگر جو کچھ گنتی  
 کیوں جی وہی بہر ہر خیالی کی سما  
 اب آئی تو آئے وہ تمنائیں باقی  
 دیکھا جو گیارہ روز جزا نامہ اعمال  
 گری وہ دکھائی نفس سرور نے مجھ کو  
 شکوہ بھی کہتا ہوں کہ جو یا نہیں  
 نالوں کی اجازت تھی کہی آہ کی نصیحت  
 آنسو کو ٹپکنے سے نہ کیوں مجھ مانم  
 بیتاب ہو یا رتو سو بار بولا یا  
 افشای محبت کا جو تھا خون تو ہر شک  
 اب دو دو جگر ہو کے نکلتا ہر دہن سے  
 کیا قوت بازو تھی زہی بہت قاتل  
 بخشا و قسمت بھی قسام ازل نے  
 بیوجہ تو خود رفتہ نہیں ہو میں لاکھوں

نامہ تر کیا تھا مرقی قسمت کا لکھا تھا  
 ایسا نہ ہوا تھا کہی ایسا نہ کہا تھا  
 رنجی ہو کہ سے یہ خدا جانے یہ کیا تھا  
 کچھ یاد نہیں کیا ابھی اقرار ہوا تھا  
 آئے شب ہجر انہیں تو حسان قضا تھا  
 جس لفظ کو ٹپکتی تھی تمہارا ہی گلا تھا  
 او کو کی طرح آنکھ میں ہر اشک جاتا تھا  
 کہتا ہوں مجھ ہی رنج میں کیا تمنہ کہا تھا  
 تا صبح اسی طرح فراق رفقا تھا  
 مٹی میں ملا ہے جو آنکھوں میں لپٹا تھا  
 تکلیف کا باعث مجھے حسان عاتھا  
 آنکھوں میں نہا تھا کوئی من میں چھپاتا تھا  
 وہ جوش جو برسوں کے سینے میں لپٹا تھا  
 دیکھا تو کئی کوس گودہ شب راتا تھا  
 وہ نالہ جو تا غیر فراموش بناتا تھا  
 یہ بھی وہی منوں ہی جو خادم پہنچاتا تھا

سیکھایا یہ سیم اون سے فریب شمع تیند

۶۱

ہر زخم رولانے کے لیے میری ہنسا تھا

مگر ہر کو خیال گفتگو تھا  
 ابھی کل تک سر پہلو میں تو تھا  
 تمہیں کس کا خیال آبرو تھا

خلش نا آشنا گو سرحد و تھا  
 مجھے حیرت ہی یہ کیا ہو گیا آج  
 خفا ہو ہو کے دلین ہ گئی کیوں

<p>جدا تھے کیے کیوں میرے اعضا مرا داغ جگر کیا او سکو بہاتا نچوٹا آج تک دامن سے تیرے</p>	<p>اجی کیا میں جسے لفظ آرزو تھا کہ وہ گل تھا مگر محتاج بوتا یہ کیسا داغ تھا کسا لہو تھا</p>
<p>۶۲ قصہ اپنی نظر کا تھا لسیہم آہ کھل گئی سر پر کڑی محکومہ فسون پاؤں آپ کو آزاد و کھلا کر کیا اور نوک و قید کہ نہ تھی زخم جگر کے ایک دم خندیدگی مدون تک اپنی مجسوس بھی ڈرتا رہا اس لیے مڑا ہون بہاتا ہی وہ محکومہ انفعال جب قریب نخل آیا ڈکے پہر و بازی خشکی اعضا نے و و لو کو برابر کر دیا</p>	<p>۹۰ وگرنہ او سکا جلوہ چار سو تھا خندہ زنجیر سا مان مبارک بوتا میں وہ صید خیر خواہ خاطر صیاد تھا خاطر دشمن کی صورت کی سبب ہی شاؤ تھا طاہر جان خرین اک مرغ نوا آزاد تھا جو ترے خاطر میں اسی ظالم لیس پیدا تھا طاہر خائف کی صورت آشیان برباد تھا میں او ہر محبوب شرمندہ او دھیرا تھا</p>
<p>۶۳ خاک گلزار جہان میں جی بہلتا اسی لسیہم وید کے قابل نہ لطف گلشن ایسا دوتا</p>	<p>۱۰</p>
<p>بل بے تیری کاوشیں جہنیا مجھے دشوار تھا جب میں بیتابی سے گہرا یا تشقی اسو کی وکی گہرا ہٹ سو جبٹ پاشب قوت میں رات ہر منتار ہا اب غدر لا علمی نکر ہا میں نے تو بہت چاہا مگر ایسا جان دستان شوق میری ہونہ چکتی عمر بھر یہ تو مضمون گہشتہ کچھ و فاما میر ہے اپنی محرومی گوارا کی نکلی لیکن خبر</p>	<p>ایو مرے در و جگر تو بھی مزاج یار تھا مونس جان خرین شب بہتر اقرار تھا تیرے در سے متصل اپنے پس دیوار تھا بوسبب آہیں تھیں آخر کو می سیار تھا محکومہ ناہی شب غم میں ترا دیدار تھا خاک سنتادہ اسے اک حشر کا طومار تھا کیا نصیب دشمنان تو بھی کسی کا یار تھا جی دہل جاتا ترا وہ حال میرا زار تھا</p>

غیر تیرے سوا پائی نہ آنکھوں میں جبکہ

یاسمان خوابِ راحت دیدہ بیدار تھا

۶۲

صدقے میں اس سرعتِ تیر نظر کے اسی چشم

۱۹

آفت بھی ہم کہنے نہ پائے وہ جگر کے پار تھا

کب اس میں پہ مجھے آرمیدہ ہونا تھا  
اگر تھی دامنِ جانان کی آرزو ایدل  
کیسے چہرہ پہ ہونا کیسے دامن میں  
کبھی نہ خدمتِ دامن سے سرفراز ہوا  
کمال لے اوبی سے یہ عرض کرتے ہیں  
اگر تھی لذتِ باہال کی ہوس ایدل  
کجی بھی میری دکھاتی بہار لاکھونکو  
عجب تھا کہ اسے رحم کہ نہ کچھ آتا  
نہ برگ و گل نہ شمر سے پاکہ امن ہوں  
بہانہ موت کا تھا جسم و روح کو ورنہ  
امیدِ راحت آغوشِ یار تھی جو مجھے  
کمالِ بطمین ہونے میں سیکڑوں تہین  
زمانِ قطع نہ کام آئی سرکشی اسی سر و  
خفا نہ جو ٹپک نکلتے آنکھ سے آنسو  
یقین تھا کہ وہ دلیں کمال خوش ہوتے  
وہ آبلہ ہوں نہ تھا جسکو نشیتر نصیب  
تراجال بنا میں کبھی کبھی احسان  
بہارِ صحبت رنہ نہ بجاتی اے وعظ

ہوا سے خال کو برسوں پریدہ ہونا تھا  
تو چند دم کے لیے آبِ دیدہ ہونا تھا  
مجھے بھی آنکھ کا اشک چکیدہ ہونا تھا  
وہ ہاتھ ہوں کہ جسے نارسیدہ ہونا تھا  
ہمیں سے اسی قد جانان کشیدہ ہونا تھا  
بشکل سبزہ زمین پر و میدہ ہونا تھا  
بشکل ابرو جانان خمیدہ ہونا تھا  
مری امید تجھے ابرو دیدہ ہونا تھا  
مرے نصیب میں شاخِ بریدہ ہونا تھا  
ہر اک کو اپنی طرح پر جریدہ ہونا تھا  
بصورتِ دل عاشقِ قہیدہ ہونا تھا  
نہ عقدِ ہمیں جسے کشیدہ ہونا تھا  
نہ جانتا تھا کہ آخر خمیدہ ہونا تھا  
یہ ابرِ عشق ہے اسکو چکیدہ ہونا تھا  
کہ اور چاک جگر کو وریدہ ہونا تھا  
درونِ قلب میں محکو قہیدہ ہونا تھا  
غرض یہ تھی کہ مجھے برگزیدہ ہونا تھا  
تجھے بھی عشق کا لذتِ چشیدہ ہونا تھا

کھلے اب آنکہ تو کیا فائدہ نسیم افسوس  
نہ سمجھے زیرِ کمر آرمیدہ ہونا تھا

۱۵

۹۵

مثل زبان کلام حجاب دہن میں تھا  
ظاہر ہوا تو مثل سخن انجمن میں تھا  
صحرا میں سبز تھا تو گل ترچہ میں تھا  
جب تک کہ در و میری حجاب بد نہیں تھا  
راحت سفر میں ہر نہ تھل وطن میں تھا  
کیف شراب اب ہری ہر سخن میں تھا  
وہ ذکر ہون جو شب کو تری انجمن میں تھا  
و شنام بن کو یار میں تیرے دہن میں تھا  
اک ڈھیر استخوان کا حجاب میں تھا  
جو کچھ مزا فراق کو بچ و محن میں تھا  
میں مثل شمع شب کو تری انجمن میں تھا  
شہرہ شمیم زلف کا ملک ختن میں تھا  
ادب خیال اور دل برہن میں تھا  
و و نکو آشیانہ بلبل چین میں تھا

لب تکی سے لطف عروسی سخن میں تھا  
جب تک کہ تھا خیال سہا و لمین یار  
مانند روزگار بدلتا رہا ہوں رنگ  
مثل رقیب روح کو اوس سے غلش ہی  
اے اضطراب شوق تری عمر نور  
بہوشیاں نصیب رہیں سامعین کو  
دن کو زبان خالق پہ ہو گام مقام  
ہرگز مرا فریب نہ ثابت ہوا تجھے  
دیکھا گیا جو لاشہ عاشق تو بعد مرگ  
دل اوں کو جانتا ہر زبانس میں کیا کہوں  
جلتا رہا ہوں رشک سے و تمام رات  
گر تھی طلب میں آئندہ رو کی تیری دہم  
بیوجہ اوں سزا پازن نہیں ہاتھ سے چوک  
کیوں آتش غضب سے جلایا کہ باغبان

کیا سر گذشت دہر کی جگو خبر نسیم  
میں تو خیال دلبر گل پیر ہن میں تھا

۱۰

۹۶

میں صورت نوالہ الحد کے گلو میں تھا  
خنجر زبان نکالی ہوئے آرزو میں تھا  
بل مثل موزلف جو تار رفو میں تھا

بعد از فراغ روح بھی قید عدو میں تھا  
کیسا مزا ہمارے جگر کے لہو میں تھا  
ٹانگے ہمارے زخم جگر کے اوپر گئے



<p>بادہ کو می عروس ہے ساقی کہ رات بہر افسانہ میرا کیوں نہ سر اپا فریب پیوند نالہ چاک و ہن میں خروار دشمن سے بھی ہمیشہ رہا جگمگا تھا تھا گو کہ ایک نقطہ تھا ہزار شکر مطلب کی بات کہ سنکے افسے اچ</p>	<p>ہست کی نظر سے حجاب بزمین تھا یہ دعا وہ ہو جو تیرے گفتگو میں تھا آج انہما کا ضعف صد اشوڑ میں تھا مانند دست یار سیانِ عدو میں تھا اتنی تو آبر و تھی کہ میں آبرو میں تھا معنی بھی نہ چپا ہی ہو گی گفتگو میں تھا</p>
---	---

<p>منظور رہی جو شہرت حسن سخن سیم مانند غنچہ پرورش رنگ و بو میں تھا</p>	۶۷
--	----

<p>کچھ خون میں تر تیر نظر تھا کہ نہیں تھا دور و رہی بیٹا نہ گیا آپ سر گھر میں دو بوسو تو دیر جو نہو سکتی تھے وہ بانج اسد رجم عاشر بیچارہ پرانی کیون دیکھ لیا جا کے ہوئی ابتو تلی لو دیکھ چکے ابتو تشفی ہوئی کیسے</p>	<p>کیون جی مرو سینے میں جگر تھا کہ نہیں تھا کیون جذب محبت میں اثر تھا کہ نہیں تھا آخر نہیں کچھ نہ نظر تھا کہ نہیں تھا کچھ بھی نہیں لاشہ کا ڈرتا کہ نہیں تھا بیار تر اشع سحر تھا کہ نہیں تھا پیوند جگر تیر دو سر تھا کہ نہیں تھا</p>
--	---

<p>ہولی رہو کیون غفلت ہستی پسیم آپ آخر کہی در پیش سفر تھا کہ نہیں تھا</p>	۶۸
---	----

<p>لو مسلمان مجھے وہ طفل برہمن سبھا بیشتر مینے خس و خاکے انسو لوچے وقت گلگشت جو ہر دامن گل تو کیا منہ چھپا نے ہوئے سینے سے جو شعلہ کلا ولے آتی تھیں جو بوئیں بڑھیں وہ کی</p>	<p>دوست نے خوبی تقدیر سو دشمن سبھا اڑ کے جو چہرے پر آبا و سوار میں سبھا آب شبنم عرق چہرہ گلشن سبھا دعای شب کو چہرہ رخ تیر دامن سبھا رخسہ سینہ کو میں دوزخ دامن سبھا</p>
--	---

مکس کیسٹو آیا تو ڈرایہ ظالم  
آتنہ پھیک دیا ہاتھ میں لگن سمجھا  
مدتوں خون نے مری پرورش خنجر کی  
ہاں اہر بھی وہ قاتل مجھے دشمن سمجھا

۶۹ جابجا خون کے وہ بے نظر گئے جو قسم  
گوشہ درمن رنگین کو میں گلشن سمجھا

پیارے دشمن کے وہ عالم ترا جاتا رہا  
دل جو پہلو میں نہیں کچھ کھو بیٹھی سی ہر  
دم شب فرقت میں نکلا سنتو نے موت کی  
استقرار نکھیں بلعین میں ہجوم شوق میں  
یہ تلافی کس لیے کچھ یاد وہ باتیں کرو  
کہ کے تم کچھ رہ گئے سمجھوں اسے کیا خاک  
وہ نہ سمجھے میری بتیابی میں بک گئی گلو  
مجھے وہ میں اول سے لپٹا از دیا دشمن  
تم رقیبوں کے لئے بنے ہی دل بہلا لیا  
کیا گلا اسکا خلاف وضع دو نو ہو گئے

ایسے لب چوستے کہ بوسہ نکلا جاتا رہا  
دشمن نہ تارہوں یہ نہیں معلوم کیا جاتا رہا  
ابتویرا ہی وہ احسان جفا جاتا رہا  
پاؤں سے اس شوق کے رنگ خنجا جاتا رہا  
مر گیا دشمن تو کیا میسر لگلا جاتا رہا  
لفظ جب پورا نہ نکلا مدعا جاتا رہا  
باسے عرض شوق سے ہی مدعا جاتا رہا  
یان لحاظ وضع وان پاس جاتا رہا  
اب ہمارا آچکا وہ اسطفا جاتا رہا  
ضبط مجھے تم سے انداز وفا جاتا رہا

۷۰ عالم بری مبارکباد مدفن ہے قسم  
ولو لے ٹھنڈے ہوئے سب حوصلہ جاتا رہا

کب میں نارخ قید و حشر سر لگن میں رہا  
دل پریشان تھا اسو سو ہی پریشان ہوئے  
آتے آتے تا گلو سو نفس سے جل گیا  
رنج ناعن فرق کب صحت میں آیا آپ کے  
گھٹتے گھٹتے تن لبسان شیشہ باریک تھا

پاؤں میں زنجیر پہنے طوق گردن میں رہا  
ایک ٹھیر آنگہ میں تو ایک امن میں رہا  
ایک دم بھی کوئی بیراہن نہیں تن میں رہا  
پردہ نظارہ میرا چشمہ وزن میں رہا  
مدتوں مسکن ہمارا چشمہ سوزن میں رہا

کی صفاتی غیر سے لیکن کدورت کم نہیں  
کافر و دیندار ہم مشرب محبت میں ہو  
بعد قیل مودید و سیاسی آہن میں رہا  
فرق کیا تسبیح و زنا بر بہن میں رہا

ابتدا میں راحت داماں ماور تھی نسیم  
انتہا کا بھر مرا آغوش مدفن میں رہا  
۱۱

بنانے سے یہ مطلب ہمنے پایا  
بشکل اشک ہوں با قدر و بقدر  
نہ طعنہ نہ تہانہ شکوہ نہ سازناں  
سرشک چشم کوئے آبلہ نہا  
وہ مشتاق شہادت تہا دم فوج  
نہ اوٹھا کر کے آنسو کی طرح سے  
ہوا سرمہ بھی شاید حسن غبار  
مزا جو شش محبت نے یہ بخشا  
ہوئی جھوٹی قسم کھانی جو منظور  
گر دوا عظم بھی کوئے در و دل ہر  
شانے کے لیے ہم کو بنایا  
وہ گوہر ہوں کہ کھو یا جسے پایا  
عجب ہے تیرے لب پر کیونکر آیا  
جو نشتر لوک مرگان نے لگایا  
گلے سے مجھ کو خنجر نے لگایا  
عدم کا لطف ہستی میں دکھایا  
جو ایسا تیرے آنکھوں میں بھایا  
گلہ بھی شکوہ کو لب پر آیا  
خوش قسمت میں او نکو یا آیا  
کہ بیٹھا آپ اور مجھ کو اوٹھایا

نسیم اعدا سے شکوہ کیا پس از مرگ  
ہمین یاروں نے مٹی میں ملایا  
۱۲

کب بیان میں غلش غریب سے دل شاد آیا  
حشر میں جبکہ دم پر شمش بیدار آیا  
صد نہ قید تعلق جو مجھے یاد آیا  
مونج و جام و صراحی میں نہ شیر و دم  
دین خم و خمیں ہنس کے نکل جابی کی وح  
ساتہ قالب کے مرے سایہ ہمزاد آیا  
آپ کو گنگ بنا کر وہ پری زاد آیا  
الف وصل کے مانند میں آنا و آیا  
تیری آنکھوں میں جو رہنے کا مزا یا آیا  
گد گد آنے کو گلہ خنجر جلا و آیا

یہ غلط ہے کہ مراد کر کیا ہو تو نے  
 ایک نے بھی نہ سنا روزِ جزا افسوس  
 دوست کیا تو نہ تو دشمن بھی نہ ہو اچھی  
 گلہ یار میں مصروف ہوئی ہیں دین  
 بل بے غفلت کہ رقبہ بگڑ گئے سے کچھ  
 تہا خیال لب شیریں جو دم نزع ہے  
 روح قالب میں ٹھہری کہ جو اخیر کا  
 مردہ و زنده زمین سے نہیں باہر کوئی  
 خانہ زاد دل بیتاب ہو کچھ نہیں  
 کر دیا اوس نگہ مست فرج کو غافل  
 جب امٹتا ہو میری سیدہ نور افسوس  
 صورت جام ہون آغوش کشادہ ہوت  
 بد مزاجی نکر اسد رجہ دم مرگ اچھی  
 فوج کے وقت جو بیرحمی قاتل دیکھے

کوئی طعنہ تو نہ تھا میں جو تجھے یاد آیا  
 شکوہ یا رجو بگڑے نہ مراد آیا  
 اب وہ دھڑکا نہ ہا و لمیں کہ صبا آیا  
 کیا خاک پر ہی کوئی عالم ایسا آیا  
 اپنی ہستی کا مجھے آج نشان یاد آیا  
 پیٹے سمجھا تاک الموت کو فراد آیا  
 رشک تھا جسم میں کیوں نشتر تھا آیا  
 ایک آغوش میں کیا جمع جسا آیا  
 نہ درو لب پر اگر شکوہ بیدا آیا  
 آج آنکھوں میں مرے خواب خدا آیا  
 آسمان و سکو سمجھتا ہے کہ ہزار آیا  
 وہ بیان رہتا رہی کہ اب کوئی پرزاد آیا  
 تجھ میں ہی کیا اثر خاطر نا شا آیا  
 اپنے مر جانے پر احسان قضا آیا

نذر کیا دیکھے اوس قاتل عالم کو نسیم

۱۹

ایک سر تھا سو تہ خنجر جلا آیا

۴۳

ہوئی بیدار ہم جب قوت خواب پسین آیا  
 سر شک یدہ استقبال کیا آستین آیا  
 نہیں آیا نہیں آیا نہیں آیا نہیں آیا  
 کہ انداز ہو ٹھہر جو کوئی آیا پسین آیا  
 کہ صبح سرفش کر نیکو جب آیا پسین آیا

ہوئیں جب بند آنکھیں خنجر پر کشا لیتیں آیا  
 اوٹھو شعلہ درون سیدہ ہر عظیم فرقت میں  
 شہ کرات کاٹی بھی گرا افسوس ظالم  
 وہ تہا محروم راحت میں مقبول جفا بتا  
 پنا یا کوئی مجھ سابی زبان شاید مانی

وہاں تم کہ میں بیٹھے چہنہ تو بہی محبت سے  
 ملا اعلیٰ سے اعلیٰ پستی سے ہوا باہم  
 نڈالی آنکھ میں اس قدر تیرا تصور تھا  
 کہ اتنا تک شکر ہوا جیسا کہ تیرے حسان کا  
 ہوا گلزار ابراہیم دل آتش پرستوں کا  
 نہیں تن جامی آبادی میرا نہ ہوا دغا  
 خدا کی یاد تھوہر جہاں سے جانے والوں کو  
 ادب ادب نہ گستاخ بس آگے نہ بڑھ جانا  
 خبر اپنی نہ کہی اور کا کیا حال بتلاتا  
 غرض کیا تشنہ دیدار کو ہوا اس سے اس قافی  
 اوزیت و دوستی جہنم لیکن دل بہلنا ہر  
 پہ آئی فصل گل اشکبیلیاں کرتے بین دیوا  
 کلام متعرض کی جا سخن میں ہم نہیں رکھتے

تمہیں عصمت کا وہ بیان آیا جس سے پاس پر آیا  
 فلک پر روح جا پونجی بدن زیر زمین آیا  
 فرشتہ موت کا سو سو طرح بلکہ حسین آیا  
 کہ جو تیرے نظر سے نہ نکلا آیا و نشین آیا  
 بہار اپنی دکھانے کو نہا غلوت نشین آیا  
 ہوا اک روز رہی اس کا چین جب کہیں آیا  
 وہی کچھ لگی یاد دولت جسے کچھ پاس میں آیا  
 ٹہہر آہ شہر زرا پاس اب عرش برین آیا  
 ہر طرف ہو گیا اس کو چر میں جہاں نہ بین آیا  
 اگر لب تک چلنا جاہم آب آستین آیا  
 سبب کیا ہوا یہی تک صبح مشفق نہیں آیا  
 ترقی پر تر اسود آزلف عنبر میں آیا  
 گیا محروم ہو کر جب کوئی یہاں نہ چین آیا

نسیم اک اور بھی نکمیں غل اس طرح میں پڑا  
 کہ اتنا کہ جوش مضمون کا طبیعت میں نہیں آیا

۲۱

۴۴

غرض کیا محو سے پہر ساقی جو وہ میکش نہیں آیا  
 فغان بے صدا فریاد پنہان آہ پوشیدہ  
 دورنگی ابلق ایام کے طرفہ تماشا ہے  
 حیات چند روزہ پر غور اتنا نہ کا غفل  
 ابھی سے فکر کر انجام میں آغا عقبے کے  
 بہت مدت میں کیا آج تجھ کو یاد دیرینہ

پہوے ڈالنے کو دلیں آب آستین آیا  
 اوٹے ولسے جو تیرا ذکر چشم سر گلین آیا  
 جسے بالائی زین کیا وہی زیر زمین آیا  
 کہ مرغ روح اور ذکر آشتیاں تک پہنچیں آیا  
 کہ بہر افسوس ہر بجا جو وقت واپسین آیا  
 کہاں تھا کس طرف سے ایدل اندوہ گلین آیا

ہوا ہر روح سے منظور پر وہ جسم خاکی کو  
 غیر متبروری حیدر فکری کی بر طبعیت میں  
 اثر جذب محبت نے بڑی دلت میں دکھلایا  
 زمان فوج دل ہرگز بنایا اسکے سینے میں  
 ہمیں تک او پر ہی دیوانگی کی یاد گاری  
 مقرر ظالمون کو ہی پسند آتا ہے جھک جانا  
 ترا جلوہ وہ ہر قربان چہرہ لو عالم میں  
 کدہ میں آگے دم بہر ہی نہ ہمراہی کی  
 سمجھ لینے قیامت کو نظر ہوا کی محبت  
 دعا مستونی بر آئی اوڈیل تو نے موسیقی  
 انجیت جان ہلاکت لے لے کے چنبرہ وزہ ہر  
 لگی کسوت مشق خاک میں کی دست چوشت  
 وہ ہمیشہ کے چہرہ نگہ والی روح کبرائی  
 پر سچ و خلقت اصلی بنائے سے بڑھتی ہر

مگر کاشانہ دل میں کوئی خلوت نشین آیا  
 کہ خود صیاد آہو کی بہن کر لو بستین آیا  
 کہ جاتا تھا کہیں وہ اور گہرا کہیں آیا  
 ہر تیر نظر کا ہو کے جو آہوی چین آیا  
 ہمارے بعد صحرا میں نہ کوئی جان نشین آیا  
 خشم شمشیر قاتل دیکھ کر ہو یقین آیا  
 تمنا میں تری دنیا میں یوسف حسین آیا  
 نہ کوئی دوست یاں یا نہ کوئی ہمنشین آیا  
 لگا یا جام مومنہ سے بغل میں ہم جبین آیا  
 غنیمت ہو سب تو تک تیرا دست نازنین آیا  
 کہ ہر فرصت کہاں جب کم رہا عالمین آیا  
 گریبان کو نسا دن تاج و درن تانین آیا  
 اجل مشتاق بھی تلک کے آگے سنگین آیا  
 صفائی ہر کہاں جب نام کے نیچے نکلین آیا

نسیب الیغی نل لکھی کر امت جس سے پیدا ہر  
 ہو و شرمندہ حاسد منکر و نکواب یقین آیا

جب ترا موسیٰ کے کمر یاد آیا  
 جلوة داغ جگر یاد آیا  
 محک ہنگام سفر یاد آیا  
 بعد مدت یہ اثر یاد آیا  
 کیسا تجھے دیدہ تر یاد آیا

محکوا حسان نظر یاد آیا  
 جب نظر جانب خود شدید گئی  
 بیکسی اپنے وہ رونا تیرا  
 کھینچ لائے کشش دل اونکو  
 کیوں لگا دی ہر چٹری برسوں کی

<p>خلد میں جا کے نہ ٹھہرا دھرم          بوسہ مانگا تو کسا شہر مارا          کیا قیامت ہے یہ جلد می تیری          دل ہوا چاک کتان کی صورت          ہے نصرت طبعی کا باعث</p>	<p>اپنا ٹوٹا ہوا گھر یاد آیا          تھا فراموشی مگر یاد آیا          بات تک کی نہیں گھر یاد آیا          بہر کوئے رشک تیرا یاد آیا          کیا کیسے اور گا گھر یاد آیا</p>
۷۶	<p>برہمی ہر نظر آتی ہے نسیم          طرہ زلف و وسر یاد آیا</p>
<p>پر یونیکا پس و پیش جو سامان نظر آیا          سمجھا میں او سے عاشق و دیوانہ تمہارا          بے قید کیسا جسم کو احسان جو نکلے          ہے گلشن ایسا و بہار نفس چندر          دیکھا ز کمین ورنہ کہیں صورت دیوانہ          افزائش وحشت سیسا حال یہ بیرون          تہا پرورش طفل میں آرام ہے لازم          پایا دل آشفۃ کو کیسویں تمہاری          کیا سلسلہ دہر ہی ہر طرہ کیسیو          ٹپکا جو رمی آنکھ سحر خون دل مجروح          انجام محبت کو جو سوچا ستم ایجاد</p>	<p>تا بوقت ماتحت سلیمان نظر آیا          جو کوئی یہاں چاک گریبان نظر آیا          و امن نظر آیا نہ گریبان نظر آیا          صمان و وور فرہ یہ گلستان نظر آیا          گھر اپنا مجھے صحن بیابان نظر آیا          جب آنکھ کھلی مجھ کو بیابان نظر آیا          ہر اشک سایہ مرگان نظر آیا          پہلو میں پریشان کے پریشان نظر آیا          جو دل نظر آیا سو پریشان نظر آیا          ہم رنگ چمن گوشہ دہان نظر آیا          کچھ میری طرح وہ بھی پریشان نظر آیا</p>
۷۷	<p>افسوس نسیم جگر افکار محبت +          ہر زلف کی مانند پریشان نظر آیا</p>
<p>رخ پر جو ترے سایہ کیسو نظر آیا</p>	<p>خورشید تہ سلسلہ مو نظر آیا</p>



<p>ظلمت میں مجھے نور کا پہلو نظر آیا          قربان اجل تھا کہ جسے جلاؤ کے صدمے          میزان عدالت میں مرے دیدہ پر آب          سمجھا میں بہم بدروہا لایا فلک حسن          قاتل اوب فوج سکھایا کیا ہر روز          سرے کا جو دنبالہ تری آنکھ میں نکلیا</p>	<p>خسار چراغ شب کیسے نظر آیا          ایسا یہ جد ہر آنکھ بڑے ترے نظر آیا          ہم وزن ہر آنسو کا ہر آنسو نظر آیا          رخ پر جو تھما کے خم ابرو نظر آیا          برسوں مرا سینہ تیرا نظر نظر آیا          اک ناوک پران پس آہو نظر آیا</p>
<p>گلے میں بخت کی اوکا بھی کچھ قصا نکل آیا          میں اپنے شور کے صدمے کہ دیکھا آج آؤ کو          ندامت جو ہو دین گالیاں فسانہ گوئی کو          کیا گزرنیں یہ تو گلی ہر سوچ اور ظالم          مری تقدیر بدلی ضوع سے آواز کیا بدلی          جو سچ پوچھو تو حدت میں سنا کر کسی نص کے</p>	<p>ہو ہی تھی صلح کش کل سے پر جگر نکل آیا          بہر غصے میں گھر سے شوخ بنے بدوا نکل آیا          وہ سنتے تھے کہا فی فکر کچھ سپر نکل آیا          گھر کتنا کس لیے ہی جھوٹا سما نکل آیا          وہ اپنے ولین دشمن کے صدا آج نکل آیا          کنول پہلو لوئی کے رنگ غنچہ کا نکل آیا</p>
<p>۶۸</p>	<p>۶۷</p>
<p>قلق سے دم لبو پر خواہش یار میں آیا          رقیبوں کو جلایا آنہ کی دید بازی نے          سوا جس گلشن کم نہیں تحریر رنگین سے          برابر عاشق و معشوق کو رکھا مقدر نے          ہمارا ہی خدا ہی راہ و تانا اتر ادا          مجھے حیرت ہو حالت دیکھ کر شیخ و برہن کے</p>	<p>۶۹</p>
<p>۷۰</p>	<p>۷۱</p>

او کچھ کر بگایا جو آدمی پر خار میں آیا  
 نکل کر اس دریا سے سین کو یار میں آیا  
 خبر پوچھی کہ بالائینہ رخسار میں آیا  
 خلاف وضع ہر فرق کچھ آوار میں آیا  
 بنے گا تخت بگر صحبت میخوار میں آیا  
 آہی کو نسائے دروان گلزار میں آیا

بہت مشکل ہے رہنا پاکدامن لوٹ دنیا سے  
 برہمن پر کوراہی ہو اور شیخ کعبے کو  
 خطا شہر ننگے اگر مثالی حسن کی قیمت  
 بڑا ہی جان جان دل توڑنا امیدوار و نکا  
 نہیں کرتے تمیز ننگے بد کچھ زندہ مشرب  
 گرٹے جاتے ہیں شمشاد و صنوبر فوط غیر سے

۱۵

ولہ

۱۰

گر بیان کفن تک چاک پایا  
 حجاب دیدہ نمناک پایا  
 کہہ کر گوشہ فستراک پایا  
 کہ سہ پر سایہ افلاک پایا  
 بشر کو ایک مشت خاک پایا  
 نہایت آب کو چالاک پایا  
 کہ جب پایا مجھے بیباک پایا  
 غنیمت بھگوا و سفاک پایا  
 جو یون ہر تار و امن چاک پایا  
 کہ اسنے جلوة حکاک پایا  
 بہت تاکا تو نخل تاک پایا  
 انیس خاطر غمتاک پایا  
 قلم کے بھی جگر کو چاک پایا  
 پہانے استخوان کو خاک پایا

بھلا کیا خاک زیر خاک پایا  
 ملا کیا اور رونے سے گرا شک  
 مزا بخشا ترمی حیدر فکری نے  
 کھلی گرا آنکہ بھی تو کچھ نہ دیکھا  
 دم خلقت جو ہستی بظہر کی  
 لیا بوسہ تو نہ مایا بگر کر  
 زمانے میں زبان یار تہا میں  
 کہان خون ریز عالم اور ایسا  
 تہا کچھ زلف برہم عجیب خون میں  
 دل ناخن روہ کیونکہ نہ چمکے  
 دم مستی نہالان چمن کو  
 ٹھہرا اسے حسرت دل اور بھگو  
 اثر زہتا وہ حال وحشت دل  
 وہ گرمی تھی تب سوز نہان سے

محبت میں نسیم و ہلوسے کو

غلام سرور لولاک یا یا

۱۳

۸۱

تصور جب ہوا صادق تجھے زیر بغل پایا  
جناب عشق نے ٹوٹا ہوا دل کا محل پایا  
نہیں خالی شقت کبھی ست اہل پایا  
نہایت بُری تر و دو آنکھ نے خواب اہل پایا  
تمہاری مروت و دیدہ کو بیمار ازل پایا  
ہمیشہ طرہی زلف میں لڑنے بل پایا  
دل مضطر کو ہنسنے دشمن زیر بغل پایا  
ہمیشہ روحو عاشق کی مشتاق اہل پایا  
کہ جان لے کر تیرے جانے عریان ازل پایا  
جب فقرہ موس تہہ سیم غسل پایا  
فنا ہو کر بقا کو لطف کو نعم البدل پایا  
کسی کو آج حاصل ہے کسی نے رے کل پایا  
مرا جو سو نکاح ہے آج بُر دو بدل پایا

یقین کو اپنی عاشق نے ہمیشہ بے خلل پایا  
مقام ناز کیا ہر سیدہ عاشق میں آنے سے  
فراغت کب میرا می و حو کی کشاکش سے  
نہ غم پہنچ اڑھانیا نہ کٹھکا ہر جگانے کا  
دم طفلی سے جانیں کیڑوں قبان ہوئی تھیں  
نہیں تھے وہ سید جب کو قسمت بچ ہی تھی  
ایسی مہربانی سے یکلفین اٹھاتے تھیں  
پسند طبع ہوتا ہی جو معشوق کو مرجانا  
حقیقت میں پسند طبع صانع بر لباسی تھی  
مقرر محبت نا جنس سے تو قیر کھٹتی ہے  
خدا کی راہ میں مرزا حیات جاودانی ہے  
نہیں غالی رہیگا کوئی تہیت مانہ سے  
آہی روز سو جاتی ہو ہیں وہ فقہ عالم

نسیم اطراف مضمون کس قدر سربزین دیکھو

۱۶

۸۲

زمین شکر میں جسے فرستے تھے عمل پایا

کہ پشت تیغ قاتل کو ہمیشہ ہنسنے خم پایا  
کہ چشم مردہ کو بھی منزل خواب عدم پایا  
کہی دیکھا دل مسک کہی ابر کرم پایا  
سری آنکھوں کو دامن نے سدا ابر کرم پایا

چہ انہیں بقصیر سے مفر ظالم نے کم پایا  
مکان ہر تو کمین ہو رہا نہ خود غیب سے پیدا  
بیشک اکا کی صورت پر ارادہ رہ نہیں سکتا  
کمی و کمی نہ ہرگز اشک ریزی کی ترقی نے

<p>نہیں جگمگ جہاں رات اور فکری تسلسل میں کھلا اوج زمین کا حال ہو کو بعد میں رہا ترک ادب کا پاس ہو کو اس قدر باقی بشر سے قالب آہن زیادہ عمر رکھتا ہے ہزاروں منتیں کہیں برخلاف اور کہیں کیا جہاں سینے میں دل پر آرزو ہی سا تیرا ہو جہاں دیتی ہو حاجت بیشتر مالی مر جو کو نکل جائیں گے ولین جو جو کہ آئین گے تصویر مجھ سے ہر طرح قسمت میں بہتر فراموشی ہوئی قلب سے اپنی رہ کو چل تصدق جائیے سو طرح تقدیر عاشق کے</p>	<p>بشکل عاشق معشوق دونوں کو ہم پایا اوسے بالائی مگر کیا جسے زیر قدم پایا میں ڈرا سر پہ لینے کو جسے تیرا ستم پایا ہمیشہ سینہ شمشیر قاتل کو دو دم پایا تمہاری ہٹ کو ہی بیاں جان ہوتی ستم پایا ہمیشہ دلوں کو نئی طرح دونوں کو ہم پایا سدا اپنی مضمون کو با بوس رقم پایا کہ گردش کو مری مضمون خمیدان قلم پایا کہ جب بیٹے ہی دیکھا ہم آغوش صنم پایا ہجوم خواب کو بھی ہنسنے سامان عدم پایا ملی احت نہ دنیا میں نہ آرام عدم پایا</p>
<p>۸۳</p> <p>نسیم اب شکر کی جاہی کا ظانکار کا ٹوٹا ملی ہو جاہارت لطف ہلوے صنم پایا</p>	<p>۶</p>
<p>مقام شکر ہے جلا دے گز خم تن پایا نہ خوش آیا ہمیں کچھ اس دل افشہ کی با بشکل شمع سارمی رات رو رو کو لبر کی پریشانی میں کافی عمر جب تک دم پایا باقی ہوئی بخشش جو قسام ازل کی ہر باقی</p>	<p>تہ مدفن ہی آہنی کے لیے ہمنے دہن پایا نہ راحت و شست میں فیکٹی لطف افزا چمن پایا یہی اس عالم فانی میں لطف انجمن پایا نہ کچھ لطف سفر دیکھا نہ رحمت زوٹن پایا تو روح ناتوان اپنے خاک کی پیر بن پایا</p>
<p>۸۴</p> <p>نسیم اب تک ہی ہم دم ہیں پیری میں جوانی کے کسی دن بھی ہنسنے کم تہا را بانگین پایا</p>	<p>۷</p>
<p>اقتادگی نے اور ہی عالم دکھا دیا</p>	<p>نقش قدم سمجھ کے ہر اک نے مٹا دیا</p>

دور یا بہا دیا جسے قطعہ سنا دیا  
اک مشت خاک تھی سوا سو ہی اور دیا  
مارا جو چشم سے تو لبوں سے جلا دیا  
واغون نے بوستان مرا سینہ بنا دیا  
پردہ پڑا جو یار نے پردہ ادا دیا

پردہ اس قدر مٹی مری داستان غم  
احسان بڑا یہ تو نے کیا ہمہ اسی صبا  
سمجھا وہ کھیل کا قضا و مسیح کو  
ہیں عند لب نالہ کی زور و نیت چھپے  
یہ حسن تماکہ آنکھ ہماری جبک لگتی

۱۵

گم گشتگی نصیب کے دیکھو تو اسی قسم  
قاتل نے یاد کر کے مجھے پہر بھولا دیا

۸۵

خوب کیا آپ نے اچھا کیا  
چاہئے والا کوے پیدا کیا  
جب میں گیا وعدہ خدا کیا  
ہم جو گئے آج تو پردا کیا  
ترجی نگاہوں سے وہ دیکھا کیا  
بے اثری نے مجھے رسوا کیا  
یہ نہ کیا بنے تو پھر کیا کیا  
آج نہ ادسنے کوے پیدا کیا  
میں نے اگر شکوہ اعدا کیا  
تم نے تو خود آپ کو رسوا کیا  
کیا کہوں کیا آپ کو سمجھا کیا  
تم نے ادا حق وفا کیا کیا  
کنے مرے عشق کا چرچا کیا  
شانہ عبت زلف سے او لجا کیا

دل کسی مشتاق کا ٹھنڈا کیا  
آج جیسا آنکھ کے کچھ اور ہے  
ہاے رہے بیان شکنی کے مزے  
کچھ تو کیسے انہیں سمجھا دیا  
گو کہ نہ تھا میری طرف منہ مگر  
آہ کے تقصیر نہیں ہے مگر  
کہہ کے لے آتے ہیں ہمیں ہوشیار  
موت کے صدقے کہ یہ کہتی تھی وہ  
آجکو احسان کی تعریف ہے  
نام میرا سنتے ہی شرما گئے  
قدر میری تمنے نہ کی ورنہ میں  
میں تو ایجاں جہاں جان دی  
پردہ نہالے عرق شرم میں  
میں دل صد چاک کا کہتا تھا حال

اوسکی نظر میں ہوا ہلکا نسیم  
مجھے مرے شوق نے کیا کیا

۱۷

۸۶

نہیں تو دوست دشمن کا گلا کیا  
نہیں معلوم کیا گزری ہوا کیا  
اجی آفت زوون کا پوچھنا کیا  
برمی تقدیر والوں کا ہلا کیا  
ہلاینے قصور ایسا کیا کیا  
نہوگا کوئی احسان ہوا کیا  
شکر سے تمنائے وفا کیا  
نصیب ایسے مبارک ہر دعا کیا  
ارادے میں ابھی خاطر میں کیا کیا  
محبت ہی تو پہرے جیسا کیا  
مرے سینے میں او ظالم رہا کیا  
کرین گے شکر تیرا ہم ادا کیا  
وہ میں کیا اور میری التجا کیا  
رہو گے عمر بہر تم پار کیا  
مزا دیگا ہمارا ما جبر کیا  
تعجب ہی مجھ کو ہو گیا کیا

شکایت سے غرض کیا دعا کیا  
نہ آیا نامہ برگہ سارا ہون  
بہت اچھی نہایت خوب گزری  
نہو مجھ کو مبارکباد دے سو  
کیون چوں پھری کیون آنکھ دلی  
کب اوس کو چے میں ٹھیر گئی ہری خاک  
امید اوس سے غلط سمجھا یہ اول  
بڑھا کر باتہ لین او نکو یہ مشکل  
نہ گھبراؤ اجی کر وٹ نہ بدلو  
یہ کبتک پار ساقی عاشقوں نے  
جگر پانی ہی صدموں سے لہو ل  
کیا ہوتا کوئی احسان تو ظالم  
نہیں ممکن کہ بخت کو رحم آئے  
معاذ اللہ کہ ہے نوجوانی  
کہاں ہی درد دل میں چھ کو ہا  
کسے دیکھا کہ بھولا آپ کو ہی

نسیم آؤ ذرا تم بھی سنو تو

۹

۸۷

یہ چرچا ہو رہا ہے جا بجا کیا

مہربان ہو لے ہوؤں کی یاد کیا

رحم سوئے خاطر نا شاد کیا

کب وہ آتے تھے کہ میں راضی ہوا رجحین ہو گئی نصیب و شمنان کس ستم سے تیرے پیرا بنے منہ قتل بھی کرتا نہیں اتنا تو کہہ چاہتے تھے جسکو اونکی خوہش ہاے وہ حسرت جو میرے ولین ہے یہ وہ لذت ہے کہ جو آتے نہ یاد	منہ دکھاتے گی مجھے فریاد کیا مجھ پر احسان مبارک کیا کیا کہہ رہا ہے اوستم ایجا و کیا آرزو ہے تجھ کو اوجلا و کیا پہر رہے ہو اپنے گھر میں شا و کیا اونکی پریشانی اوستم ایجا و کیا ہول جائینگے تری بیداد کیا
---	--

۸۸	لکھ بھڑخو و غزل کوئی نسیم میتان جناطہ آزاد کیا	۹
----	---	---

وہ نہیں تھکو نوکے یاد کیا کچھ لڑ مجھ میں میرے شور میں بندہ پروریہ بناوٹ تو معاف میں ابھی راضی نہیں ابھی رہی دل دھڑکتا ہے تامل سے تری جاٹیا تیا تیغ خون آلود کو	ایسے ملنے کی مبارک یاد کیا ہاے میں کیا اور مری فریاد کیا تم بھلا مجھ کو کرو گے شا و کیا کچھ کہتی گھاتین نہیں میں یاد کیا سوچتا ہے جی میں اوجلا و کیا تسا حریص لذت بیداد کیا
---	--

۸۹	فکر بے پہلو سے حاصل کیا نسیم ہو گے ہم مضروبے خاطر شا و کیا	۱۹
----	---	----

ای مرگ و بچتی ہے نہیں بار بار کیا بدلو جو رنگ رو کی طرح اختیار کیا اس وصل میں فراق فلک بھی نکر کیا آنکھیں کھلی ہوئی ہیں جبکیتی نہیں ملک	سینے کے زخم ہی ہیں شگاف مزار کیا اسی جان امید وعدہ بی اعتبار کیا لپٹے ہوئے ہیں امن لیل نثار کیا تکلیف نزع بھی ہو شب انتظار کیا
--	---



بہرے ہو تم ہی ناصح نا فہم کی طرح  
 مانے نہ مانے فرگے کیونکر کروں سوچ ال  
 کب ہر فریب راحت دشمن پر عتا و  
 رکستی ہے مثل روح جو آغوش پر خراش  
 سائل ہوں ایک بوسیکا دو چار کا نہ  
 انجام دیکھتے نہیں آغاز کے سوا  
 بتایا ہونکے نازا و ٹھانے ہیں رات  
 ہنگام وصل یار مہی یہ بولتا نہیں  
 قاتل نے بعد فرج کے آنکھیں نکال لین  
 مانند بوسہ چار لبوں میں نہان ہوں  
 نیلی سے دیدے اک کفنی دو واہ کی  
 چکر میں ہر نصیب تو گردش میں آرزو  
 جگر ٹے میں ہوں کشاکش لافس کی طرح  
 مانند روح قید تعلق سے عاری

جو پوچھتا ہوں پوچھتے ہو بار بار کیا  
 جس طرح تیرا دل کہ مجھے اختیار کیا  
 تلوے کچاے کی غلش نوک خار کیا  
 معشوق آبلہ ہے کومی نوک خار کیا  
 میں طول دعا میں کروں مختار کیا  
 ہے طول زلف رحمت پروردگار کیا  
 تھا جوش شوق جلوہ دیدار یا کیا  
 داغ فراق ہے ستم روزگار کیا  
 دیکھیں گے شکل راحت خواب مزار کیا  
 پوشیدگی ہو میری بھلا آشکار کیا  
 ای روح پوشش بدن ہو گوار کیا  
 ہم دور آسمان ہے مار و زگار کیا  
 کم ہو سکے گا مشغلہ انتشار کیا  
 جب جسم ہی نہیں تو نشان مزار کیا

بدلا ہوا ہے رنگ مزاج اند لون پیغم  
 دیکھیں جس انکا گلشن ناپائیدار کیا

۱۴

۹۰

اور مرغ روح بھول گیا آئینا نہ کیا  
 ایدوست بے اثر تھا ہمارا فسانہ کیا  
 بدلا ہوا ایک رنگ میں رنگ نہ مانہ کیا  
 کیا ہو گئے وہ لوگ ہوا وہ زمانہ کیا  
 دیکھیں تو آج یار کر کے گاہانہ کیا

قالب ہوا خراب ترے غائبانہ کیا  
 مجھوں کی سرگزشت نہایت ہوئی  
 شب کیا ہوئی جہان میں اندھیر ہو گیا  
 یاران غمگسار بہت جلد اوٹ گئے  
 مانع ہوئی حنا سی قدم گل خرام کی

دودن کے شور میں تجھے حسن طبع کے  
آغاز گفتگو ہی سے میں بدگمانیاں  
یہ بے کسے دکھاتا ہوں چلا کیوں کے زور  
ثابت ہوا کہ عالم ہستی ہی بے ثبات  
زلفوں کی بھی ہوس ہو محبت وصال کے  
منظور حیر سائی عاشق نہیں تجھے  
مقتل میں ہی اجازت جا رہا ہوں قبل  
عاشق کا دل نہ دیکھ کہ جاتی ہیں جہاں  
رویہ آسمان کہ ہر قدم من زمین  
دیکھا او دھر کو تو نے پڑا تیرا زادہ  
خط نہ تمام سائل نصبت ہی مرغ روح

ایر و مست یہ رہے گا ہمیشہ زمانہ کیا  
سبھا کے کوئی دوست نہیں ہوتا کیا  
یہ ہوا عمر کو خلش تا زیا نہ کیا  
کیسے بچے گا ہر دم کی طرف آج نہ کیا  
لائے گا اپنے دام میں بکھو یہ نہ کیا  
خالی پڑا رہے گا یوں ہی آستانہ کیا  
تہاں لہر پڑے گا نہ زور و گنا نہ کیا  
نظارہ سوئی سینہ صد چاک شانہ کیا  
مطرب نے میرے حال کا گایا تار کیا  
استاد رخ بدل کے اوڑیا نشانہ کیا  
قاصد پہلے ہو گا یہی خود روانہ کیا

کیا تاب مدعی جو زبان تک ہلا سکے  
لکھی نسیم نے نعل عاشقانہ کیا

۱۵

۹۱

وہ نہاٹنگے احباؤ کو سبھاٹنگے کیا  
وہی قسمت کہ رہی ہیں دور ہی سے دیکھ کر  
وہی لے تاثر او کی بھی فراق یار میں  
غیر ممکن ہی کہی آرام سے سوئیں جیں  
اونکی جبرجی سے کب ڈرتا ہوں جنکو ہونگا  
آپ کو فرصت لی رسوائیوں سے مجال  
کب توقع ہو وہ آئین لاش عاشق دیکھنے  
بعد مرنے کے رہیں گے داغ سینہ جلوہ

پہلی ہی سمیٹے ٹھیلو ہی پڑھائیں کیا  
کسی لیے تکلیف کی جواب فرمائیں کیا  
نالی خود شرمندہ ہیں شہ تاکہ ہی کیا  
ہاتہ تو کچھتا نہیں جہاں وہ پھیلانے کیا  
منہ تو دکھلائی نہیں آنکھیں دکھلائیے کیا  
اور میری طرح سی عاشق نہ ہو جائیں کیا  
ہنے مانا جان ہی کہو تو تو پڑھائیں کیا  
گلشن بقویر یوں ہیں ہول جہاں کیا

<p>کسیج کرتی دو دم ہو کو وہ دیکھا کینکے کیا          حور و غلمان پری مجھ کو بہلا بھائی کینکے کیا          افسے مردہ ہیں یہ دوست لہرائے کینکے کیا          کیوں بلایا ہے مگر کی قسم کھائی کینکے کیا          حور و غلمان ہی تمہاری شکل بنائی کینکے کیا          دیدہ و دل سے مجھ کو اتین ہوا کینکے کیا</p>	<p>سب کف پہرتے ہیں رت سی امید مرگین          یہ دایہ ناز یہ شوخی کہاں سے پائیں گے          رہ گئی ہیں ٹوٹ کر شافی بگین سو کی جہاں          جو ٹوٹے و عکس کا ارادہ دل میں لایا نہ آج          کس طرح بہلا تین گئے مجھ کو یقین آتا نہیں          گھر تا ہی یہ اونہیں ہٹیل کرتا ہی اوہ</p>
---	---

۹۱	<p>یہ غلط ہی حشر کو پردہ کر میں وہ اسی قسم          عاشقوں کو دیکھ ہی اپنی ترسائی کینکے کیا</p>	۹
----	---	---

<p>اضطراب دل مرا آخر مزاد کھلا گیا          ہاں قسمت غنٹوں سے میری راضی ہی تھی          لو کیا کھر خیر کف مجھ کو امید مرگین          کیا کہوں دیکھو دی کی کس نے جوش شہین          دیکھی حکم قتل میری لاش پر رونے لگا          کی صبا نے کوئی گستاخی مقرر زلف سے          تو نے اتنا ہی نہ چوچا ہی سبب بارش ہو کہوں          ایک بوسہ ہی نہیں ابھی طرح لینے دیا</p>	<p>اپنی بتیابی کے میں قصہ اوہ رحم گیا          کچھ لکھا پاک دانی اونہیں سمجھا گیا          ہنس کے فراتی لگے مرنا تجھے ہی آ گیا          تیری صورت بک جو آیا مجھے ترسا گیا          زوی مروت تہا نہایت دور الفط گیا          سامنے آنکھوں کے اک دو دگر سا چا گیا          بد تو تک اب گر یہ روز منہ برسا گیا          بولے جیجلا کر جی میں ممر اکبر آ گیا</p>
--	--

۹۳	<p>دیکھے غم روزہ میں ہو کیا صورت قسم          اک ہی لقمی میں غم سا کھلیا کھ گیا</p>	۴
----	---	---

<p>خندہ کیوں لب پر تری او مجھ بیدا گیا          شومی تقدیر بد پر ناز کرنا چاہیے          وصل کی شب تا سحر بوسہ ہی ہم فی لیے</p>	<p>کیا تجھی کوئی ستم ہو لا ہوا یاد گیا          سو ہی گل و گیانہ تھا جس نے کیا واد گیا          ہجر میں منہ چمٹنے کو جوش فرما د گیا</p>
---	---

پانو سے زنجیر نکلے سر پہ جلاوا گیا  
دیکھ تو محفل میں تیرے کون ناشاد آگیا  
ہم کو تیرے رحم میں ہی لطف پیدا گیا

دسے مبارکبا و آزاد می ہیر و نو کوا جیل  
رک گیا ساتی کاجی زند و نو کویں میں  
ہاے بہیجا ہر قیدیوں کو عیادت کو لیے

وید کے قابل ہوا سکی نا امید می امر سیم

۱۳۴

۹۴

پرورش پایا کیا جو زبرد من آگیا  
دشمنہ قاتل قریب خط گون آگیا  
اور ہر زگینیوں پر اب تو دمن آگیا  
اک بکولاسا قریب گرد تو سن آگیا  
کچہ گریبان جبک گیا کچہ پامن آگیا  
میری آنکھوں کو لجا خواب دمن آگیا  
دوست کے بدلے مر پہلو میں دشمن آگیا  
بعدت یاد اک طفل برہمن آگیا  
گردون میں خار کے پیرا ہن تن آگیا  
مثل اخلو دل تہ دامن گلخن آگیا  
کچہ غرض رکنا نہیں گرسوی گلشن آگیا  
بوسہ چاک جگر لینے کو آہن آگیا  
جولہ ہر زخم زیر مشق سوزن آگیا

زخم بالیدہ ہوے دغونہ چوبن آگیا  
دور می آپر آخر کہینچ لائے شعل  
اشک خون آلودہ ہر ہر ہر ہر ہر ہر  
کونسا یہ خاکسار اتا ہی دیکھ و شسوا  
دست چشت ٹٹا دی آج دولوں کی شتر  
شورش بر خیز محشر نے جگایا تھا مگر  
یہ گیا دل خون ہو کر رہ گیا در فراق  
توڑ کر تسبیح میل رشتہ زنا رہے  
دشمنوں کی پردہ پوشی کی ہوا شوق نے  
آتش دغ تمنا پرورش کرنے لگی  
باغ عالم میں لبیک لبیل تصویر ہوں  
صورت سوزن بنا کر خبیہ گئے ماتہ میں  
ای فلک شاید گمان خندہ اس پر ہی ہوا

آج راحت باہر احسان جیل سے امر سیم

۱۰

۹۵

اف تکت کر سکے کہ جگر سے گذر گیا

کیا آج جلد تیرے نظر کام کر گیا

دیر یا یہ وہ نہیں کہ چڑھا اور اوتر گیا  
جس اہل دوار اجل صاف ڈر گیا  
منکر ہوئے وہ قتل سے میں ہی لڑ گیا  
اے میرے لاڈلو میرے پیارے کدھر گیا  
تاجیب طول چاک قبائے سحر گیا  
کومی فرج کو بے طہان کومی مر گیا  
برسون گذر چکے کہ دعا سے اثر گیا  
افراط ناز کی سے گمان کر گیا

جوش سرشک دیدہ ترین کی کمان  
اللہ کے سیاہی شام شب فراق  
روز جزا ہی پاس رضا آ گیا مجھے  
چلا رہا ہوں یا دول گم شدہ میں  
جاگو غنودگان جہل خواب تاجی  
اللہ کے کرشمہ تیغ ادا اے یار  
اب دست احتیاج اوٹھانے سے فائدہ  
تنگی نے اعتقاد میں دل سے کھو دیا

سمجھنا مذاق شعریہ ہمارا وہی نفسیہ

۱۵

۹۶

طی جو کہ راہ منزل اور اک کر گیا

کچھ آپکا مزاج نہ تھا جو بدل گیا  
پتلا ہزار بار بسا اور بدل گیا  
کیا انقلاب ہو کہ لہو تک بدل گیا  
پیدا ہی ہوتے آنکھ سے باہر نکل گیا  
دن کم رہا تو سایہ دیوار ڈھل گیا  
اریان تک بھی دل سے ہمارے نکل گیا  
ملنے کو تھک کے میں جو قریب بغل گیا  
اجہا تو کیا ہوا ہی مگر کچھ سنبل گیا  
بگڑی وہ چاشنی وہ قوام غسل گیا  
کس قدر تیرے طرہ گیسو سے بل گیا  
اس حنجیر کا نہ جو انونے بل گیا

کس منہ سے کہتے ہو کہ ترا وقت نکلی گیا  
خالق کو تہی پسند جو برگشتگی مری  
اب جای خون دہان جراحت میں پیچ گیا  
مانند طفل اشک ہوں اتبر شربت میں  
انجام عمر سے بڑھ ہی کیا کیا خمیدگی  
اللہ کے بیکسی کہ یہ نوبت ہو آجکل  
پہنچی سنائی یار نے آتے ہلال عید  
ہاں التفات یار سے بیمار جان بلب  
بوسو نے غیر کے لب شیریں کو ہین تل گیا  
کب بڑھی کی شکل نہ پیش نظر ہے  
ممکن نہیں کہ راست کہی کج مزاج آ

پھر کہدیا کچھ اوس بہت وعدہ خلافت تھا خوف اسقدر چمن روزگار سے صدا و ساتھ ہی چمن کائنات میں	پھر کچھ دنوں میں محبت سنبھل گیا جب کوئی گل ہنسا تو مراجی دہل گیا قسمت کو کیا کریں گے اگر دل ہل گیا
۹۷	مدت کے بعد ربط سخن پہر پڑا ہنسیم مضمون کی تازگی سے فرا دل ہل گیا ۱۱
ٹھیرے اوکھڑے سانس سچ اوقت لک گیا شائے کی رہتی یہ کجی کیا مٹای گی وڑوڑو خد اکیو اسطے دیکھو تو کیا ہوا کیون لامی دوست اوکو عیادت کیو موقوف کر لگا لگا بچا ہی کہاں کہاں ہوئے تسلیوں کی توقع گذر گئی افسوس کر رہا ہوں وہ بچا تانا نہیں تو بہ تو ہی بلا سے جو ویسا نہیں ہوا افسوس ہم جہاں سے بے آرزو چلے دیکھا جو اوکو آنکہ جبکی کچھ نہ سکا	تنت کچھ اور ان کہ میں پھر سنبھل گیا ہم بندگی کرینگے جو زلف سے ہل گیا کتا ہو کوئی ہاے کلیجا نکل گیا دیکھا جو میرے زخم جگر کو دہل گیا اے چارہ اگر تمام کلیجا ہی پھسل گیا جلد آترے میرے کا شکا ہوئی ہل گیا اس حال پر نار میں ایسا بدل گیا زادہ شکل شیشہ جی کیون آبل گیا لو وہ بھی آگے خود کف فہوس مل گیا واعظ کا بھی دم نجا لو پھسل گیا
۹۸	سامان سفر کی ساتھ میں ہر وقت ہنسیم کیا خاک اس جان میں مراجی ہل گیا ۱۲
بیبٹ سے مرغ روح بے نکل گیا تکلیف ہو نہ بازو قاتل کو اس لیے کیا تنگ گور کن دل بیتاب رہے کیا کیا نہ دو دواہ فی کین سر بلندیاں	تیرنگا جب کوئی سن سے نکل گیا اک ایک سبزخان مری تن ہو نکل گیا تریا میں جب مزار کمن سے نکل گیا ایسا بڑا کہ چرخ کمن سے نکل گیا

اللہ سے سوز بہانہ بھی تاکہ نہ ہوتے  
جنش و راز و سستی و حشمت نے قلعی  
اب جامی حسن اسیر نہ خویر سے نمود  
لاشہ مرا کد سے ہوا جا کے ہلکا  
مضمون آبدار نے جنش لبو نکودی  
تن کا ہش فراق سے مثل خیال تھا  
پانی نہ قدر میری سہی قد کے رو بو  
اصلاح کی یہ نکتہ کیسویے یار نے  
رخ جلوہ گر ہوا شب لطف سیاہ سر  
یاران رنج و دوستی دین و ہاؤتین

شعلہ بھڑک کے تار سن سے نکل گیا  
لاشہ مرا حجاب کفن سے نکل گیا  
آب حیات چاہہ وزن سے نکل گیا  
دولہا کا اشتیاق دواں سے نکل گیا  
گوہر سخن کا درج دہن سے نکل گیا  
گذرا کد سے صاف کفن سے نکل گیا  
بل رستی کا سر و چمن سے نکل گیا  
سودا داغ مشک ختن سے نکل گیا  
دلت کے بعد چاند گمن سے نکل گیا  
مین منہ چپا کے انہر وطن سے نکل گیا

۱۳

بالغ ہوئے نہ کچھ سپر آسمان سیم  
بر تر سر آہ چرخ کھسن سے نکل گیا

۹۹

جب اختیار قید سخن سے نکل گیا  
کیا رنج ترک صحبت حباب کا ہوا  
آئی نظر نہ تربت پروانہ جب کہ سین  
کیا حال دل چپے کہ جہان گواہ ہون  
باقی رہے صراحی غنچہ نہ جام گل  
دنیا کے رابطے سے مراد دلی ملے  
دلغین ہٹا کے بوسہ خسار لے لے  
ایہ لہزہ حریف جو قتل سے پاٹے  
داسن تک لٹکا کے بنائینگے انکھ میں

نالہ کلام ہو کے دہن سے نکل گیا  
دو چار کوس جب میں طبع سے نکل گیا  
ہر اشک شمع بہ کے لگن سے نکل گیا  
رو کا نگاہ کو تو دہن سے نکل گیا  
سامان اتسا ط چمن سے نکل گیا  
مردون کا کام صحبت نین سے نکل گیا  
مطلب ہمارا سانپ کے من سے نکل گیا  
وہ سور بھرنین ہر جو رن سے نکل گیا  
بھترانہیں گھر جو عدن سے نکل گیا



گوہر عدن سے لعل ہمن سے نکل گیا  
توسن کمال تیز تھاسن سے نکل گیا  
آخر کو یار حیلہ و فن سے نکل گیا

شک اسقدر یال و دندان یار نے  
رہوار عمر کی نظر آئی نہ گود تک  
فسون و قریب سے ہم آشنائے تھے

کس دہوم کی پڑھی ہے غزل اپنے نسیم  
تحسین کا شور زمزم سخن سے نکل گیا

کیا بتاؤن دوستو کیا ہو گیا  
مر گیا بیمار اچھا ہو گیا  
آج ہمسے اونسے بچھا ہو گیا  
دعی پہلو میں پیدا ہو گیا  
حال سب اوپر بڑیا ہو گیا  
پہر وہی اب حال میرا ہو گیا  
روح کا کجہر و نکو چھا ہو گیا  
درد کے بڑھنے کو رستا ہو گیا  
خط کے آنے میں تو عرصا ہو گیا  
ہنستے ہنستے اونسے جگر اہو گیا

دکے آتے ہی یہ نقش اہو گیا  
تمنے فرصت پائی گھر بیٹے طیب  
کریچکا تھا کام فسون رقیب  
اونچہ دل آیا بڑی مشکل بڑی  
ہائے بیتابی نے میری کیا کیا  
ایک ظالم پر طبیعت آگئے  
شکر ہے پیدا کیا خالق نے جسم  
کامل گئے زخموں کے مندھا ہوا  
تو ہی جل اسی روح جوش شوق ہے  
وقت بد کچھ بوجھ کر آتا نہیں

حال کیون اتر ہے اس درجہ نسیم  
سچ کہو دل کس پہ شیدا ہو گیا

میں تو دیوانہ تھا از محبتے کیا ہو گیا  
میرے لاشے پر جوہر آتی تاشا ہو گیا  
صدقے جاؤں حال میرا ستمار ہو گیا  
مر گیا گھٹن بلا سے نام تیرا ہو گیا

جگو سمجھاتا تھا یا تو آپ شیدا ہو گیا  
آدمی کیسے فرشتے سیکڑوں موجود تھے  
میں نہ کہتا تاناہ دیکھو آئنا اہا نہیں  
اتوا فسانے کی میری طرف اک دہوم ہر

<p>شکر ہے دنیا سے اوٹنا آج شیر آجکا          دشمنی کی مجھے میرے ازو یا دشمنوں نے          سو گئے اونکے فریبِ عدو سے شکست گئی          کوئی نادان فکرا کرتا تو کہتا غم نہ تھا          یہ ذکا یہ عقل ایسے ہوش سر جاتے رہے</p>	<p>جان دنیا اس مرض کے کو اچھا ہو گیا          اضطراب ایسا بڑھا آخر کو پردا ہو گیا          ہاے اب چونکے کہ جب ایسا سو رہا ہو گیا          کیون جی تم ہی مجھ کو کہتے ہو کہ سودا ہو گیا          مجھ کو حیرت ہے خدا جانے مجھے کیا ہو گیا</p>
<p>۱۰۲</p>	<p>۱۲</p>
<p>تیرے بالائی کا شہرہ سب سے بالا ہو گیا          شامِ قد چاندنی تھی تیرے زخروں سے          وہ سخی تھا بعدِ رون دین ہما کو ہڈیاں          حلقہ رخ زلف تھی تہا نور رخ کا گردِ لب          اوس گل کو زندگی تھی زہرِ مودی کو ہوئے          ساغرِ امید بن جاتی ہے انسان کی دعا          دلِ مشک ہو تو سینہ ہر طرف سے ہو شگاف          ابرِ نسیان کی ٹہن بوندیں جو تیرے زلف سے          مر گئے تیغِ نگاہِ یار سے جھکڑا مٹا          انتظارِ سنگدل میں سنگ بے آنکھ سے          پیرِ خم شمشیرِ ابرو کا ہوا سودا مجھے</p>	<p>تو نرالا کیسا ہوا عالم نرالا ہو گیا          جو اندھیرا سامنے آیا او جالا ہو گیا          گوشت باقی تھا سو مرقہ کا نرالا ہو گیا          ہالہ شب ہوئی شب کا ہالا ہو گیا          سانپ نے جاٹی جو شبنم منہ میں چلا ہو گیا          ہا یہ جب سو فلک لٹھا بیلا ہو گیا          تیرے ٹرکان کا تصور ہو کوبالا ہو گیا          موتیوں کا گرونِ افحی میں مالا ہو گیا          چین برسوں کا ہوا دم بہر کسالا ہو گیا          تابدا من اشک آتی آتے زالا ہو گیا          رخِ خشکی پر نہ آیا تھا کہ آلا ہو گیا</p>
<p>۱۰۳</p>	<p>۱۱</p>
<p>جان بلب ہوں جیسے وہ حیرم بلب ہو گیا</p>	<p>حال میرا اب مبارک باد و شبنم ہو گیا</p>

کچھ عجیب تاثیر متی اوس کے نظایہ میں ہے  
صدقے میں کتنا تر اتیر نظر بتیاب تھا  
بے ہوا اوڑتا ہوں جب تیا کی تامل  
میں بھی مرنے کے لیے آیا ہوں آذرہ  
ہاں کس پردہ نشین کی آبرو کا پاس تھا  
وہ توقع تیرے برائی جو تجھ کو اوس سے تھی  
حلقہ زنجیر جب پہنی تو یہ ثابت ہوا  
بڑہ کے شیراجب یہ سمجھیں کہ وہی تُو  
سور پنہان کی کیرت تھی کہ ہر استخوان

جو مسلمان اس طرف گزرا برہمن ہو گیا  
چھو گیا ہلو کبھی سینے میں روزن ہو گیا  
کاہش اللہ کے کیا ہلکا مرائن ہو گیا  
اب یہ وہ کہ چھکمان لوگوں کا دفن ہو گیا  
اشک جو دامن پہ آیا زبرد امن ہو گیا  
او عدد کو دست تو ہی اتو دشمن ہو گیا  
پاؤں میرا شاہد آغوش آہن ہو گیا  
بارہا میرا تصور محب کو رہزن ہو گیا  
رات کو مثل جبین صبح روشن ہو گیا

۱۰۷  
سراوٹھانے کی کمان طاقت پس مردن کشیم  
۹  
آج تو احسان قاتل بار گردن ہو گیا

لو فراغت ہو گئی کیسا سبک جان ہو گیا  
عشق میں زلف و رخ دیوار بیتال کی  
گھٹتے گھٹتے ناتوا فی سودہ ہوں کاہیدہ  
آنکھیں کھلتے ہیں مثل پاسبان کگیر  
کی گہر زری ہمارے آبلوں ٹوٹ کر  
حسن جانان نے کیا گراہ کا کل کو خجل  
آتش جانسو زنا شعلہ ہاں آہل  
ناتوا فی نے یہاں تک آج کل تاثیر کی

جاک دامن ہو گیا ٹکیر کے گریبان ہو گیا  
کوئی ہندو ہو گیا کوئی مسلمان ہو گیا  
ڈرہ و قادیان رگیا بیابان ہو گیا  
کنج دفن بھی مجھے قسمت زندان ہو گیا  
تھا متاع عمر جو وقف بیابان ہو گیا  
داغ میر حرداغ سے محض خوشان ہو گیا  
ایک مشت آتھوان پر سکا احسان ہو گیا  
نالہ زنجیر کا بھی شور پنہان ہو گیا

۱۰۵  
کچھ نہیں لطف چمن کی ہو خوشامشامی کشیم  
۹  
شکل کل ہرزخم دل سینے میں خندان ہو گیا

سر پہ کچھ احسان قاتل رہ گیا  
 ذبح کرتے کرتے قاتل رہ گیا  
 بات میسر ہی رہ گئی دل رہ گیا  
 سہل ہو کر کارِ مشکل رہ گیا  
 اسے اجل ویدار قاتل رہ گیا  
 ولیم ارمانِ عشا دل رہ گیا  
 آئندہ ہو کر مت ابل رہ گیا  
 رہ گیا جو امرِ مشکل رہ گیا

اتماس شکر مین دل رہ گیا  
 رسم آیا نا لوانی ہر مرے  
 تنہے اک بوسہ یا احسان کیا  
 صلح کی امید پھر کل پر گئے  
 تیری جلدی سے نہ برائی مراد  
 کاوش صبا و نے فرصت نہ دی  
 جلوہ رخسار نے ساکت کیا  
 غیر ممکن ہے کہ آسان ہو سکے

۱۰۶ بصرِ طبیعت اپنے گہر اے نسیم  
 امتحانِ فکر کا مل رہ گیا

گر پڑا آفسو کسی جا پر کہیں دل رہ گیا  
 وچ کے لائق نہیں مرغی کے قابل رہ گیا  
 آرزو مند جفا احسان قاتل رہ گیا  
 تشنہ آب و شہم شیرِ بے مل رہ گیا  
 آئندہ میرِ طرح اوں کے مقابل رہ گیا  
 اگر گیا خنجرِ کبھی بازوی قاتل رہ گیا  
 آتے آتے کان تکشِ رعنا دل رہ گیا  
 ابرمیں پوشیدہ ہو کر ماہِ کامل رہ گیا  
 ولیم پروانے کے سوزِ شمع محفل رہ گیا

ہر خنیتی کیسی منزل بمنزل رہ گیا  
 صید لاغر کر دیا تاخیر قاتل نے مجھے  
 لے اجل فرصت نہ وفا فوس فوسوں  
 وادی قسمت بخل قاتل سو نہ برائی مراد  
 جوشِ حیرتِ زندگی فرصت کی جنبشِ کمر  
 سخت جانی نے نرمی کیا کیا کہا تو قہر  
 زمرہ سخی بہلا دی خطرہ صبا و نے  
 سایہ افکن گلِ کل پچان ہر روحی صاف  
 دی نہ فرصت ہم ہی کی صراطِ اسحٰق نے

۱۰۷ سرِ جداتن سے کیا آنکھون پہ پٹی باندہ کر  
 اے نسیم افسوس ہو دیدارِ قاتل رہ گیا

دو نو جانب شرم مطلب شوق پنهان بگیا  
 ناتوانی نے جو دھڑکے نابید کے دیے  
 موت سے صلت نہ پائی شوق نے رخصت نہ  
 جو غضب آیا زمین پر عالم فلاک سے  
 خاک ہو کر خاک میں عشاق کو لاشے ملے  
 کیوں خفا ہو باغبان ہیں گلشن ابرجاذب  
 لاکھ چاہا پر نہ نکلا صورت ارمان کبھی  
 اسکو بھی معشوق ہوئے کی سہائی آرزو  
 آئے نے کر دیا آئینہ میرے یار کو  
 فکر کامل کو پریشانی نے جب برہم کیا  
 شعلہ دماغ تن عاشق نہ تپے پیچہ سکا  
 زلیست بہر کیا نہ راز عشق ہرگز تازا نہ  
 ہکو محرومی رہی تا عمر وصل یار سے

کچھ مجھے حسرت بڑھی کچھ دنگو ارمان بگیا  
 سوئے وہن لیکر چاک گریبان رہ گیا  
 پاؤں پہلا کرتے کوچے میں مہمان بگیا  
 میرے سر پر صورت احسان جان بگیا  
 ہاسے خالی پہلو گو غریبان بگیا  
 چند خطہ صورت صبح گلستان رہ گیا  
 آرزو بن کر مرے سینے میں بیکان رہ گیا  
 منہ چپا کر میرے ولین داغ پنهان بگیا  
 دیکھ کر وہ جلوہ اپنا آب حیران رہ گیا  
 کہلتے کہلتے عقدہ زلف پریشان بگیا  
 اسے صبا اپنا چراغ زیر و امان رہ گیا  
 ہاسے بے تعبیر یہ خواب پریشان بگیا  
 یہ مرض ہوتا کہ جو محتاج درمان رہ گیا

بعد مردن جسم سے الفت نہیں ہوتی قسم  
 روح جوٹی قید سے بیکار زندان رہ گیا

۱۵

۱۰۸

دیکھتے ہی دیکھتے خواب پریشان ہو گیا  
 ظلم جانان کی طرح آخر میں احسان ہو گیا  
 میں تو اپنی جیتے جی گور غریبان ہو گیا  
 گو کہ قطرہ ہوتا مگر شرما کے طوفان ہو گیا  
 صبح بالو سی کبھی شام غریبان ہو گیا  
 خط خیر میری گردن کو گریبان ہو گیا

میں لگا ہونے میں بہار زلف جانان ہو گیا  
 تہا ستم پر چاہنے والو نکو ارمان ہو گیا  
 ازیں سے فرصت نہیں جیتی کس دم بکسی  
 طعنہ کم کہتی اوٹے نہ دیک کے شک سے  
 تہا میں طفل سے بغل پروردہ بی رونق  
 رحم نے جلاد کے چوڑا جو جکونیم فوج

اس قدر ولین ہا میرے کہ ارمان ہو گیا  
دل مرا ہر آرزو کے حق میں نذران ہو گیا  
ہاں ہم کافر بنے جب تو مسلمان ہو گیا  
قصد سے دو چار دن پہلے بیابان ہو گیا  
دور و فرقت جبر سے سینے میں جہان ہو گیا  
کھلنے کھلنے بھول سینے پر گلستان ہو گیا  
اب تو دامن ہی مرا جب گلستان ہو گیا  
زادہ و نکی تو بین زلف و کایاں ہو گیا

طول عمر و دور فرقت کا پوچھو مجھ سے حال  
جو بیان تشریف لائے بہر نیا پی مخلصی  
عشق میں رنگ دورنگی عمر بہر دیکھا کیے  
شہر ویران کر دیا تاثیر و شستے مرے  
زیر دست و گزیر دستوں سے کچ چار نہیں  
ایکے دو داغ دو سے چار بہر تو سیکڑوں  
اشک خنجر میں گل ہے ہیں ہمیں ہر گھڑی  
ساغر می بنتے ہی دو صورتیں پیدا ہوتی

۱۹

خونک و ہونے کیا کیفیتیں ہیں امی نسیم  
گوشہ دامن مرا رشک گلستان ہو گیا

۱۰۹

تھا جوش اشتیاق قد سبوس یار تھا  
دو دن کی بات ہر کہ شریک ہمار تھا  
اسی روز گار میں ہی مگر زلف یار تھا  
پاس کفن مجھے نہ لحاظ مزار تھا  
کچھ دم کو عکس مدح و رد اسے مزار تھا  
دو استخوان کیواسے شوق مزار تھا  
ہر ہر وہاں جسم وہاں مزار تھا  
جو جسم تھا بشکل شکاف مزار تھا  
میں بعد مرگ خط جبین مزار تھا  
ورنہ مجھے تہیہ خواب مزار تھا  
میں سیئہ مزار کا اپنے غبار تھا

پابند زلیست تہانہ اسیر مزار تھا  
کیا پوچھتے ہو اتو اسیر قفس ہو نہیں  
کیون جانتا تھا حسن پریشانیان ہری  
دونوں سے شرمسار ہا اضطراب میں  
وہ بھی مٹا خیال سیاہی زلف سے  
اس جسم پر زلیل کیا تو نے امی ہوس  
ہیبت سے بچھیر کرے مری جان نکل گئی  
کرتے تھے مرگ بازو قاتل پر آفرین  
پاتے تھے اہل درد خبر سرگزشت کی  
اے جوش شوق تو نے کیا ہر امیدار  
کٹکا کیا ہوں خاک کو بھی خاک ہو گا

میرا فسانہ بھی ستم روزگار تھا  
 مانند قول یار مین بے اعتبار تھا  
 میدان مین زبان نکالے جو غارتھا  
 مین حسرت خزانہ امید بہار تھا  
 آیا اوسیکے دلمین جو ہیدوار تھا  
 مین روز باز پرس بھی ننگ شمار تھا  
 تھے رنج چند نام فقط روزگار تھا

برسون رہا زبان صغیر کبیر پہ  
 منت بھی کی گونہ کسی نے فری سنی  
 مینے دہان آبلہ مین اوسکولے لیا  
 اے روزگار مجھے دورنگی تھی کیا ضرور  
 مثل خیال یار رہین گردین مجھے  
 پوچھی نہ مجھ سے یار نے کچھ میری گز  
 ثابت ہوا کشاکش دنیا سے یہ مین

آئے کھد مین باش و مسند سے امی ششم  
 انجام عیش و ہریت کینج مزار حق

۱۵

۱۱۰

کیا صالح فرد و کثر عزائے لفظ قاتل کا  
 فریبہیزد کیا وقت مردن رحم قاتل کا  
 کہا ہنسنے ہم احسان لینگے دست قاتل کا  
 کہا دل نے یہ کیا کرتے ہو منہ دیکھا قاتل کا  
 بشکل جذب الفت کینچ لایا قہر قاتل کا  
 کہ ٹوٹا آج دورا خود خود شمشیر قاتل کا  
 کہ دم رک رک گیا رنج و کرمین تیغ قاتل کا  
 ٹپکتا ہر لعاب تپک زبان تیغ قاتل کا  
 وہاں خم مین بھی ضبط ہر شمشیر قاتل کا  
 نہیں طباہی چالا آج تک شمشیر قاتل کا  
 ٹپک کر لاشک ہو گا آبلہ شمشیر قاتل کا  
 نہامت روح سے حاصل لحاظ آتا قاتل کا

نہیں شکوہ جدا ہی گو کہ ہر بارہ مردل کا  
 بلا کہ لطف سرگردن تہ شمشیر مکتا ہی  
 اجازت دی اگر شوق شہاوت کے منہ کھلو  
 زبانشک شکوہ پیدا آیا تھا کہ شرم آئی  
 نہ ٹھہرا پونہ گہر منہ جل کی بقیاری تھی  
 یہ کسے قتل سے بالیدگی ایسی ہوئی حاصل  
 ہجوم شوق کی بتیا بیون مین ہر قدر چو  
 وہ لذت تھی ہان خم مین سیر کہ خون بنگر  
 اوٹھا تو مین مگر کتھو نہیں جو کچھ گذرتی آ  
 وہ لاشک گرم تھی ٹپکی جو وقت فوج آنکھو  
 عجب اسکا نہیں گر جہنم جو ہر کر ہو جا  
 مجھے فریاد کرنے یا نہ کرنے دو تو شکل آ



او شانی اسقدر گر گئی زبان فوج گردن  
خوشی کز تازی کسی لیکے خجروست از کین  
کہ چالا چل گیا سینے میں آخر تیغ قاتل کا  
آسی تو نگہبان ہو جو بیازوی قاتل کا

۱۱  
بدل کر قافیہ لکھو غزل ابکی نسیم ایسی  
کہ مضمون جوانی میں اثر ہو تیغ قاتل کا  
۱۹

عجب عالم ہی اوس کل بہرین کی باوریں کا  
بنایا جو شہر ہے ارادہ دست باذل کا  
نہیں تباہیوں فرصت کیسا ہے تیرا سی  
تمنائیں بہت کچھ ہیں گریبا نہیں سکتی  
ترود ہی میری آنسو کو دامن تک پوچھیں  
فراق جسم ہی ایسی حریفین گنہ گن ہیں  
مناسب بکھر کر فکر آخر در اول سے  
شادی آپ کو بنا اگر منظور خاطر ہو  
وہ بھاتا ہی اونی اپنی ہر دم پلٹتا ہی  
ہجوم شوق مجنون اسقدر تھا سایہ لیلی کے  
وہم کلیف ہرگز پاس الفت رہ نہیں سکتا  
بڑا ہادی کسی ایسی کمال ناتوانی نے  
تمنا ہی عدا و خروباں ریت ہوتی ہی  
بشکل جام خالی ہر نفس ورمی ہر مقصد کے  
ہو کس آدمی کی آدمی پر پیش دستی ہے  
بشر ہو صاحب بہت تو ہر کلیف آسان ہے  
رہا یہ پاس کھیتی کہ توڑا اوسنے آئینہ  
کہ نالہ شہسی نکلا زعفران بکھر عناول کا  
وہ دولت ہوں کہ نہ تکتا نہ تھیں سبیل کا  
بہتتا نہیں کروٹ دوہوں ہلو پھیسل کا  
از لے نینک کو حاصل ہو شکوہ چشم بسل کا  
مسافر کو لگا رہتا ہی کھٹکا بعد منزل کا  
بہت یاد آئیگا لیلی تجھے آرام محل کا  
پھر آسانی کہاں ممکن جیسا وقت مشکل کا  
ہوئی شکل در ہی بی ہر جو لفظ مشکل کا  
زیادہ شوق سی ہی اب تو گھبرا نام نہی ل کا  
کہ نالہ سنی اوٹھا آل قدم ہی بوجہ محل کا  
نہیں منظور قالہ کب شہر ناروح بسل کا  
کہ نالہ ہی نہیں تیغ جو منے آنا عناول کا  
پس مردن بہت آشنا ہی قمر قاتل کا  
مجھے میرے مقدر نے بنایا ہاتہ سائل کا  
کہ بڑھتا ہی زیادہ تر قدم سی راہ سائل کا  
کہ گھٹتا ہی آخر چلتے چلتے طول منزل کا  
نہر کیا منہ کہتا دیکھی نہ منہ عکس مقابل کا

مذہب نظر سے پوچھو تکلیف سبیل کا	جگر میں ڈوب کر لے گزر کر تم تک آیا ہر
۱۰	۱۱۲ عنان تو حسن طر نسیم اب اور جانب ہو کہ ولین حوصلہ ہے بندش مضمون مشکل کا
<p>آگیا کھٹنے پر اب پڑھنا شب بچار کا لیکیا سا غرزا سنہ چوم کر دلدار کا کیا شگاف سینہ روزن ہوتی دیوار کا ابو میرا سا ہوا عالم مزاج یار کا تہم نہیں سکتا ہر آنسو روزن دیوار کا میں نہیں کتا ہوں سو دہشتہ و ستار کا بتے بتے ہو گیا چالازبان یار کا بعدت رنگ بدلا دیدہ خونبار کا ویکے لینگے حوصلہ ہم مرغ آشخوار کا کام اپنا کر گیا جاد و نگاہ یار کا</p>	<p>مژدہ صحت سنا دل و کہ گیا آزار کا ایدل مشتاق شوق بوسہ بیکار ہی جھانکتے ہیں آرزو تین میری تکیا بار و نہیں ہو سوا بگرہ تے ہیں جذب شوق سے بارش گریہ سے میری اتویہ نوبت ہو تجکوا سے وعظ مبارک ہو یہ سب غرور اشک میری آنکھ سے چکا جوا کی لبت ہو ابو مثل دانہ الماس آنسو ہو گئے یار ہا سے قلب سوزان آگے کھاتی تو سی ایک عالم ہے دل دیوانہ کا ابتک نسیم</p>
۱۲	۱۱۳ رویت بای موحہ
<p>ہم سے ہر کس لیے تجھے ای کلبدن حجاب کتک رہ گیا اوبت پیمان شکن حجاب ہو تانہ روح کو جو لباس بدن حجاب ماش کی واسطے نہیں کچھ انجمن حجاب پریمین ہر بشر کے لیے بانگین حجاب اس شرم سے ہر لاش بشر کفرین حجاب</p>	<p>بلبل سے کرتی کب ہے عروس حجاب افسون شرم باعث تختہ روج کا حسن برنگی کے اٹھاتے بڑے نرے ہر رزم میں نثار ہے پروانہ شیخ پر گجبار لون کے لطف جوانی مجھ میں دنیا کا ترک بعد فنا ہی نہیں حصول</p>

<p>ناخنہ نہیں یہ پردہ غیرت پر او پر می          بے پردہ دیکھتے ترے نورِ حال کو          برسوں ہوئے کہ عاشقِ محبت گرا ہوں          ویکہ آنکہ اوٹھا کے یار کہ عالمِ شکار ہو          آخر کہ درت آہی گئی اتحدا میں</p>	<p>رکھتا ہر تیری زلف سے مشکِ سخنِ حجاب          ہوئی تاگر نہ چادرِ چرخِ کمنِ حجاب          مجھے نہایت ہے تجھے امی سیم تنِ حجاب          کسکا تجھے ہی ظالمِ ناوکِ ناکنِ حجاب          کرنے لگے خزانے ہمارا جہنِ حجاب</p>
---	---

۱۱۴	<p>اچھا کلام شاہد ہے پردہ ہی نسیم          رکھتا نہیں کسی سے ہمارا سخنِ حجاب</p>	۱۱
-----	--	----

<p>جی میں آتا ہوں کما میں بکثرتِ شراب          دور کہ شیشہِ نظر سے رنگوں کو جاہم          ابر ہی اسٹا ہوا گل دی رہی نہیں بختین          آرزو کیا پوچھتا ہوں رند سا غلوش کی          لے خدا حافظ چلے سرور ہو کر اپنے گھر          بے تعلق ہو نہیں سکتے تعلقِ آشنا          پہر سنا ہوں شروۃ آمد کسے مینوش کا          وعدہ دیر و زکا کچھ پاس کرنا چاہیے          اس طرف ہی آج نڈل مہربانی چاہیے          بہن گیا ہر نختِ دل لڑکے جگر کو میں کتنا</p>	<p>جلد لاسا قی برنگ لالہ احمد شراب          فرقتِ لدا رہ ساتی ہیں کیونکر شراب          آج کی شب ہو جہان سے نہ اتر شراب          یہ تمنا ہے بہن قاتل یہ خنجر شراب          بی چکے محفل میں تیری او پر می کو شراب          غیر ممکن ہو رہی ہے شیشہ و ساغر شراب          ڈھونڈتا ہوں آج پہر میرا دل مضطر شراب          آج دے ساقی جہین جو سب میں تہ شراب          ساتھ غیر نکلے تو بجان بی چکے اکثر شراب          اگر میان کرتی ہوں سے صورت و لہر شراب</p>
---	---

۱۱۵	<p>ہم بھی بیشک ہیں غلامانِ علی میں آئینہ          ساقی کو تر سے لینے چلے اک ساغر شراب</p>	۸
-----	---	---

<p>کیا دیکھتا ہوں طائرِ بسمل کا خطر آ          امیدوارِ مرگ سو کیوں منہ چپا لیا</p>	<p>بڑھ کر ہے اسے عاشقِ تبدیل کا خطر آ          اب کون لے گیا سرے قاتل کا خطر آ</p>
---	--

تو کس کے آرزو کہ شرب سی سحر دلت سی آرزو ہی کو می محطہ بیہ کر لکھن نہیں کہ عشق کی تاثیر کچھ نہ ہو او کو قرار ہی سے پرواز و مبدم قاتل کی دم کا تا شاہ دیکھ پر	دیکھا کیسے میں صاحب محل کا خطاب تم ہی تو دیکھا جو مری ل کا خطاب لیکن نہان ہی صاحب محل کا خطاب سیاب سی فزون ہی مری ل کا خطاب لیجا نیکی اجل تر سی بسمل کا خطاب
---	--

۱۱۶	تعبیر کچھ ضرور ہی بیٹے ہو کیا نسیم جاتا نہیں ہی کج مرے دل کا خطاب
-----	--

گر ابرو کشیدہ ہیں شمشیر کا جواب فریاد بکیسی پس کیونکر کہان اچھا ہوا کہ آئے کا منہ ہوا سیاہ آدہ ہی ذرہ ہی خدنگ نظر کے بعد ای انتظار یار یو نہیں آنکھ وار ہے کیا دخل بیش و کم کو ہماری خیال میں لا کون تم کیسے ہیں جو انان و ہر پو	ٹرگان تیز میں ہی تیرے تیر کا جواب دیتا ہی کون عاشق و گلب کا جواب لایا تھا تیری زلف گرہ گیر کا جواب آتا ہی اور تیر غضب تیر کا جواب دنیا ہی مجھ کو دیدہ زنجیر کا جواب لکھنا محال ہی خطاقت ریر کا جواب دے آہ شعلہ زافک پیر کا جواب
--	---

۱۱۷	مجی زمین سمجھ کے کہ شعر کچھ نسیم لکھا نہیں ہی آتش و گلیہ کا جواب
-----	---

جتنے قصبے میں مرے شکوہ پیدا ہیں شہد احمد کہ میں رنج فراموش نہیں جس طرف دیکھے دو تین ہڑکتی ہیں سیر خوشگاران قضا ہیں تہ خج بیتاب آنکو کلیف رسانی کی عبت ہی تسلیم	ذکر کار کو میں افسانہ فرماؤ میں سب جو شمع بنی کیسی ہیں مجھے یاد میں سب کیون نہ صیا خوشی تھوڑی یاد میں سب شائق حسن اجازت تری جلاؤ میں سب نالہ و آہ و فغان تیری شمع راؤ میں سب
--	--

پوٹ جاتی جو پہ پہلا تو روان ہوں شو  
طوق و زنجیر کے خواہاں ہیں سی دیوانہ  
کفر و اسلام برابر ہیں زمانِ رحمت  
تا کجا کاوش صیاد اجل ہی نزدیک  
اب بحالت ہی کہ دشمن بھی عاوتی ہیں  
تا تو انہ ہوں کہ ہر بال و بال جان ہے  
سخت جان ہوں مری تم کی گنج بیا قافل  
میں ہوا قیس ہوا دامنِ بیچارہ ہوا  
عاشق و جوشی و دیوانہ و رسوا کھلے  
آدم آمد ہی مگر میرے سہی قامت کی  
ایک سی ایک نہ لانا ہی زانی میں حسین  
تیری آنکھوں کی جو مضمون لکھی ہیں  
وہ ترک تیری گذر گاہ جفا ہی و ترک  
اپنے اشعار کا آتش نے دیا آپ جو اب

اشک ایجانِ جهان آبلہ دنیا وین سب  
رؤ و شب منتظرِ خدمتِ خدا وین سب  
حسنِ جنتی ہیں زانی میری خدا وین سب  
ایک دن اس قصصِ سمی آزاد ہیں سب  
وست برواشتہ میری ایسے جلا وین سب  
خسعت موی بدنِ خنجرِ فلا وین سب  
کس قدر گھر میں تخی خنجرِ فلا وین سب  
دل گرفتار ہیں غلبتِ ناشاد وین سب  
جس طرح جا ہی بلاتیری ہی شاد وین سب  
باغ میں ہر طرف استادہ جو شمشاد وین سب  
جلوہ نور آئی یہ پر نیا وین سب  
حرفِ جنتی نظر آتی ہیں مچی صا وین سب  
ہفت افلاک مری سکھ فراد وین سب  
معرضِ ہوجی تو قابلِ ایراد وین سب

۱۱۸

راست کہتا ہوں یہ میں ناسخ و سودا و منہم  
اپنے انداز میں تمہیل ہیں ہمتا وین سب

۹

طرہ مشکبار ہی جلوہ آبدار شب  
مشفق من خطا معاف جوٹ ہی کاکل  
تو کہیں جلد بی و تناول نہیں اتنا مرا  
حالِ نوجوچہ ہنشینِ غم و لبر حسین  
وعدہ ہی صلہ رکاوہ ری بخت نارا

نسبت زلف یار ہی باعثِ افتخار شب  
چشمِ غنودہ میں ہی صاف حشرِ انتظار  
چہرہ روز پر جب کا گیسو تابد ار شب  
شعلہ آہ آتشین ہوتا ہی کنا ار شب  
اولِ شام سی ہوا بلی ہی مختار شب

ہر کوئی آسمان جناب جسے کیا یہ انتخاب  
نالہ آتشین سے ڈر آب کہیں نہ ہو جگر  
حافظ روز آفتاب ماہ ہر پاسد از شب  
ہوتی ہے شام صبر کرایدل خواہ شکر  
جسے نہ ہونے دیتے ہم ہوتا اگر اختیار شب

۱۱۹  
دیکھتے ہیں نسیم ہم خطہ بہ خطہ یہ ستم  
ہجر میں طول روز غم وصل میں اختصار شب  
۱۵

پونچے ہیں تجھ سے دل دوستان قریب  
کنج کد کا حال کہیں ہم کسی سے کیا  
لب واپس اشتیاق میں آنکھیں نہیں منتظر  
ہر روز تجھ پر رخ میں تھکتے ہیں بال پر  
اے عندلیب جان قفس جسم سے نکل  
فریاد جانگزا سے زانہ تنگ ہے  
اے آہ ہر محفل ادب بس ٹھہر ہیں  
ایرگ اب وصال میں تاخیر چاہیے  
کہنک یہ انتظار کہ فرصت قلیل ہے  
شاید یہاں سے کہ چہ جانان ہے متصل  
اے دل تپا تا کہ سکونت وہیں کریں  
اے عندلیب رنگ چمن لے ثبات ہر  
جینا ہجوم آہ شر بار سے محال  
ایدل سنبھل کہ دام مصیبت ہر سامنے

آئے ہیں ای فلک بہت آہ فغان قریب  
ہمدرد پاس ہے نہ کوئی مہربان قریب  
پونچا ہے سخت دل کامرے کاروان قریب  
اے مرغ روح ڈھونڈ کوئی آشیان قریب  
جلدی پونچ بہشت کا ہر بوستان قریب  
بر لینگے کوئی اور لباس فغان قریب  
اب آچکا ہے مسکن کرو بیان قریب  
آیا ہے وقت وصلت و لستان قریب  
خصت طلب ہر یار تیرا میمان قریب  
آتا چلا ہے وعدہ پاسبان قریب  
ہو پیر میفر و ش کی جس جادکان قریب  
آخر ہوئی بہار اب آتی خزان قریب  
تن پہونکے نیل شعلہ سوزنہان قریب  
دیکھ آچکا ہے کو چہ زلف بتان قریب

کس طرح دو واہ سے جیتا ہے تو نسیم  
مرکنا ہی دم وہان کہ جان ہو وہان قریب

## روایت بامی ہندی

۱۹

کتوری چڑھی ہوئی ہو کشیدہ نظر ہیں آپ  
 صیاد بیچ فکر اسیر ہے کس لیے  
 ناحق اوٹھاتین منت فضا وہم نفس  
 ہو آمد آمد نفس و اسبین حضور  
 آگاہ سے ضرور نہیں غرض عا  
 ہر روز شان حسن نئی ہے جمال ہیں  
 حسرت فراہین جذب محبت کے حوصلے  
 ای آہ و نالہ بعد فنا بھی نہ کم ہو جوش  
 کوسون ضیاء جس نے بجھے ہے روشنی  
 ہر انتہائی شوق سے پرواز مرغ روح  
 بگڑے ہیں اشک محضہ آہ کیا سنون  
 آنکھوں میں ہے لحاظ قسم سزا ہیں لب  
 فریاد ای جبریں شب صلت میں کس لیے  
 جلا دروزگار ملا ہے کسے خطاب  
 قربان جان و دل سے نہ کس طرح ہیں  
 باتو نہیں ہر فریب تو فسون نگاہ ہیں  
 پروانے سے حجاب نہیں کچھ بھی شمع کو  
 واکھیجی نہ عقدہ زلف دراز کو

۱۲۰

کچھ اور حوصلہ ہو جاتے ادھر ہیں آپ  
 سوز نفس سے خاک مرے بال پر ہیں آپ  
 مجسم ناتوان یہ بیان نیشتر ہیں آپ  
 پونچا یہاں یہ حال گویا بھینس ہیں آپ  
 کیا کیسے خوب آفت درد جگر ہیں آپ  
 خورشید ہیں کہی کہی شک قمر ہیں آپ  
 یہاں اپنے نالہ بامی بحر بے اثر ہیں آپ  
 اتنا رہے خیال شمر یک سفر ہیں آپ  
 کہلتا بھی ہے نور کے شاید بشر ہیں آپ  
 قاصد ہم اپنے حال کی خود نامہ ہیں آپ  
 ہنگامہ آفرین مرے نور نظر ہیں آپ  
 شکوہ خدا کے آج تو کچھ راہ پر ہیں آپ  
 ہم دلفگار نالہ مرغ سحر ہیں آپ  
 اب شکریہ کیجیے کہ بڑے نامور ہیں آپ  
 رونق فراہی شعلہ داغ جگر ہیں آپ  
 ہر طرح سے ہوش بامی بشر ہیں آپ  
 عاشق سے کیوں گرنیزہ محشوق گھر ہیں آپ  
 اتنا رہے خیال کہ نازک کمر ہیں آپ

پایا غزل نے طول نہیں کم ابھی اُنک  
 کچھ خیر ہے کشیم کہاں ہیں کہ ہر ہیں آپ

۱۲۱



پھر ہیرا نے لگے منہ طالب دیا سے آپ  
بات ہی کرتے نہیں اپنی گنہگار سے آپ  
جہاں لگتے تھے جو کبھی روزن لیا سے آپ  
لطف و مہاشائی تھی مری بندش اشعار سے آپ  
ایسے آرزو ہو اپنی دل افکار سے آپ  
مستم ہو چپے کا صحبت غبار سے آپ

پھر خفا رہنے لگے عاشق ناچار سے آپ  
کیا کرتا محبت کی یہی ہے تغذیر  
اتو وہ بھی نہیں مدت سے میسر ہو  
وہ بھی کیا و تنجہ گو گاتی تھی تل کو ہر دن  
منع کے وقت بھی آتی نہیں ہم سہرے  
گو غرض کوئی نہیں ہی کر ایمان جہاں

۱۱

پہر ہنسے دام محبت میں مبارک ہو نسیم  
آشنا پہر ہوئی اک کافر عیار سے آپ

۱۲۲

عمر بھر امی جان ترسائے تھے آپ  
مہرا بی آج نہ رہائے تھے آپ  
میرے پہلو میں اگر آئے تھے آپ  
کس طرح دل میرا بھلائے تھے آپ  
رند ہوں کیا مجھ کو سمجھائے تھے آپ  
پہر شکل زلف بل کسائے تھے آپ  
بندہ پرور کس طرف جائے تھے آپ  
سمجھے ہم کو کئے بلا لائے تھے آپ  
پہر بھلا مجھ کو کہاں پائے تھے آپ  
آج بھی کوئی قسم کہاں تھے آپ

جانتے ہیں جسے شہدائے تھے آپ  
کب بھلا ہو کو یقین آتا ہے یہ  
کوئی دم تسکین دل ہو عامی گی  
جانتا ہوں بندہ پرور غائبین  
یہ نصیحت حضرت اصح معانی  
دیکھے میں بھی کہوں گا کچھ ضرور  
کیا ارادہ ہو فوراً ہم بھی سنیں  
بے سبب آرایش گیسو نہیں  
آئیے اب جلد میں حمان ہوں  
کل کے سب اقرار پورے ہو گئے

۲۰

خیر ہے بستر اوٹھا یا کیون نسیم  
اب بیان سے کس طرف جائے تھے آپ

۱۲۳

نہ لگا جی کہ نہ تھا سبزہ صحرا و حبیب

بیٹہ رہتے نہ ملی ایسی کوئی جا و حبیب

تنگ لے ہیں بہت خاطر برہم ہے ہم  
 بڑھ گئی آہ و فغان اور وہاں سے لگے  
 جاے آرام زمین کو تو نیا یا افسوس  
 کچھ کشتی نہوی گلشن ایسا دے آہ  
 میں تری چشم فسون خیر سے نسبت کیا دو  
 دام کیسے سے تنہاے رہائی ہو خطا  
 سر سے پاتک نظر اتا ہی ہر اک غلام نور  
 جا بجا سکن یاران فنا و دست ملا  
 کرو یا محفل خاموش نے افسرہ مزاج  
 لطف بوند و نہیں پسینے کی جو ہر ماضی  
 اوس جفا کی ہی تصدیق کہ تسلی بخشے  
 کم پریشانی خاطر نہ ہو ہی صد افسوس  
 ہوس بیچرن کا ہی ماں کسکو دیاغ  
 جان ہی جاتی ہی ہر عاشق شیدا لگی  
 جابی دل سینی میں آئینی نے رکھا و کو  
 جا بجا بہن ہی گلزار کے چھٹین راہ  
 نقش دل مانی و ہزاروں اوسکو سمجھا  
 جز تری نقشہ تصویر ہزاروں دیکھے

ساقیا دے کوئی پانیہ صبا و بچپ  
 نظر آئے گریہ و غم و بچپ  
 بان گیت نہیں ہی عالم بالا و بچپ  
 ڈھونڈ رہے اور بھی سکھ لگی و بچپ  
 آنکھ کہتی نہیں کچھ گریں شلا و بچپ  
 ہی دل آویز بلا و مجھے سو دا و بچپ  
 کیا بنائے ہیں خدا نے تری اعضا و بچپ  
 نظر اتا ہی عدم کا مجھے رستا و بچپ  
 ساقیا اوٹھ کہ ہو دور می مینا و بچپ  
 اس طرح سی ہی کہاں غمخیزا و بچپ  
 ظلم ہی ہو تو کو سی ای تم آ و بچپ  
 نہ ادا کھا داغ درو کج کوئی شلا و بچپ  
 کیا نہیں خانہ زنجیر ہمارا و بچپ  
 کس قدر ہو تری زنجیر مٹلا و بچپ  
 بسکہ تریار کا نکس پنج زریا و بچپ  
 خوب ہی آج تو ہی رنگ عدا و بچپ  
 کس قدر تہا تری تصویر کا افتخار و بچپ  
 ڈالنی آنکھ بنایا کو نے اتنا و بچپ

سرگزشت اپنی سنار و زاسیطح  
 کہ نہیں اس سے زیادہ کوئی قصا و بچپ

بل کر رہے ہیں بیش نظر کس لاکے سنا

لہر رہی ہیں طرہ زلف و توانا کی سنا

اوتھنے لگے ہیں سیدہ سوزائے بہر مہر تین  
 لافنی صبا ہی زلف مسلسل کی نکستین  
 اچھا نہیں ہے طول بلا اوستم شمار  
 رہو کا حسن کیسو چپیان یا زمین  
 دشوار کیوں نہ تری زلف سے جان ہی  
 کا فر کیلے گا حال جب اسلام و کفر کا  
 تریاق کیا کرے کہ بیان زہر چڑھ چکا  
 زلف کو کمول جھینبر آگاہ ہو زمین  
 جنبش ہے بات بات میں فغنی لاف کو  
 دل سے خیال زلف کیسے وقت کم نہیں  
 آنکی میری سنکے خبر اور گیا رقیب  
 شانے کیے ہیں یار کی زلف سیاہ میں  
 کیا کیا نمونے منکر عقبہ کو حسرتیں  
 خوگر ہوے جو الفت زلف سیاہ کے  
 دیوانہ تیرے طرہ کیسو سونے کر دیا  
 بیوجہ کب میں رخ بہ تری حلقہ ہانچی لاف  
 زلفین چھوی گایار کی مینہ تو دیکھیے  
 انصاف ہی تو جلوہ حسن سیاہ دیکھ

اوتھنے لگے زمین کی خاک تک لاکو سانپ  
 اوتھنے لگے زمین کی خاک تک لاکو سانپ  
 پاؤں تک چھوڑی لاف و قنا کو سانپ  
 ایدل بنے ہوئے ہیں فریب نما کو سانپ  
 زور و نہر چڑھ گئی ہیں یہ قہر کو سانپ  
 ہنگام مرگ آگ و دھواں کچھ قضا کو سانپ  
 کام اپنا کر چکے تری زلف و قنا کو سانپ  
 سوئے ہو و گواہ کیا دی جگا کو سانپ  
 لافنی کہاٹے آپ یہ مہر ٹپا کو سانپ  
 نکلے نہیں ابھی مرے ماتم سر کو سانپ  
 بہا کا کمال خوف کیا دم و بار کو سانپ  
 پالے ہیں ہنسنے ہاتھ پر اپنے کہلا کو سانپ  
 و کہلا می جاٹینگے جو غدا ب خدا کو سانپ  
 کیا کیا بلا تین ہنسنے اوٹھا تین بلا کو سانپ  
 کیسا الگ ہوا مجھے رستا بتا کو سانپ  
 محفوظ گنج حسن کیا سی بٹھا کو سانپ  
 سر پر عدد و کیل ہی ہیں قضا کو سانپ  
 پیدا کیے فیسم نے کس کس بلا کو سانپ

## روایت نامی فوقانی

۱۲۵

گویا میری عریان بینی کی حتی قبارت

چشم فلکی سے بھی نہان میں تو رات

زند و نگے مدارات ہومر و نکی زیارات  
کس کس میں مری بی سخنی کے ہیں اشارات  
شاید کہ مری طرح ہوئے آبلہ زیارات  
ہو جائے وقتا صفت لطف و قنات  
جہنگار سے نالو نکی ہوئے زنگہ زیارات  
باندھا گیا اسی جان ترا و زحمارات

رہ و نگو بیان مدفن اعدا یہ چوتھارات  
خجھر کی زبان زخم کے لب آبلو نکی منہ  
گردش نے تھکایا ہو تو اب ہل نہیں سکتے  
اے ہجر ملائے شب کیسو کی سیاہی  
کانو نہیں چلی آتی ہیں فرقت کی صدائیں  
زنجیر سے جکڑا او سے ہاتھو نگر خطوں

۷

ولہ

۱۲۶

کاٹی ہے جھنے یار بمشکل تمام ات  
ہمکو رہا تصور قاتل تمام ات  
آئینہ ماہ کا تھا مقابل تمام ات  
جاری رہا ہے قافلہ دل تمام ات  
بتیا بیان تہیں صورت بسمل تمام ات  
رہتا ہے سامنے مد کا مل تمام ات

افراشونہ تمام ات مل تمام ات  
ہر لحظہ و لمین شوق شہادت کے جوئے  
محفوظ تھا وہ دیکھ کے اپنا فرج حسن  
فرصت نہاتی ریش گریہ سے ایدم  
کیا پوچھتے ہو عاشق مضطر کی گشت  
فرصت نہیں تصور جانان سے ایدم

لشٹی ہو خوب دولت حاصل تمام ات ۱۷

۱۲۷ دہن میں آئی شکایت ہی نہیں نسیم

لپٹے رہے ہیں دست و گریبان تمام ات  
شعلے تھے جلوہ گر تہ دامن تمام ات  
پریان رہی ہیں گرد و سلیمان تمام ات  
شاہد رہے ہیں روزن زندان تمام ات  
دیکھا کیے ہیں لطف گلستان تمام ات  
تکے رہے ہیں ویدہ حیران تمام ات  
مصر و منت سگ و دربان تمام ات

تھا وصلت جو کا جو سامان تمام ات  
پہا ہے جو داغ نامی فروزا سے ہمت  
گیرے رہے ہیں دلو خیالات حسن یار  
جھکی نہیں ہر آنکھ اسیران عشق کی  
بیش نظر تھے عارض گلزار کی بہار  
آئینہ جمال میں وہ تہین صفائیان  
اللہ سے شوق ویدہ یار ہم رہے

برہم رہی جو زلف پریشان جام رات  
 پیش نظر ہامری قرآن تمام رات  
 پرتا تاکر کو چہ جانان تمام رات  
 انکار پر رہی گامری جان تمام رات  
 کیا خوب کی ہی خدمت مہمان تمام رات  
 زیر قدم رہا ہی بیابان تمام رات  
 روتی تھی شمع کو مرغیان تمام رات  
 طوق گھوڑا ہی گریبان تمام رات  
 تار کی مزار غریبان تمام رات

کس کس طرح سے دل تہ و بالا ہوا کیا  
 پٹھنارہا میں صفحہ ماضی کی آستین  
 ہاتھ نہ اپنے دل بقیاب کو لیے  
 ہٹ ہو چکی بس اب سر انصاف آئیے  
 گھر میں بلا کے رنج دیے آپ نے ہمیں  
 فرصت جو نہنے ایک گھڑی بھی نہیں ملے  
 کشتوں کے زخم مٹتے تھے کچھ مزار میں  
 تہا قید پیر میں مین مرا جسم نالو ان  
 گمیری یہی ہی روی زمین نشین آسان

۱۶

آسان نہیں ہوشت نوروی کچھ اسی قسم  
 دن بہر ہی دہو پ خار غیلان تمام رات

۱۲۸

شادی بہار کی ہو ہو اہی چمن دست  
 مگر کہ ہو ہی ہو زکس بیمار دست  
 نکلا تمہاری منت سے نکولی سخن دست  
 کراغبان نشیب فراز چمن دست  
 کرتا ہی چمن بیرہ دای کمن دست  
 پونہ چنانہ ایک تابہ گلو پیرن دست  
 ہوتا ہی پرنشان مزار کمن دست  
 کہتا ہی ناز سے وہ بت سیم تن دست  
 سمجھا کہ ہے معاملہ پیرن دست  
 رکھے خدا ہمیشہ تری انجمن دست

غنجے نے تاج گل لے کیا پیرن دست  
 پیغام رستخیز ہی آمد بہار کے  
 رکھا وہاں تنگے نے مطلب کو ناتمام  
 گل جلوہ گر ہیں آمد فصل بہار ہے  
 پیوند مہر و ماہ لگاتا ہی روز و شب  
 دست جنوں نے قید تعلق سے دی نجات  
 کرتی ہو جمع باد صبا خاک غنشر  
 ہوتی ہیں جوش عشق میں جوش کاتین  
 فریاد نے فریب محبت میں جان و  
 ساقی بہلا ہو خیر سو کوئی جام و

کر تا ہی شانہ زلف بت سیم تن درست  
 کرتے ہیں غنچہ ہای جہن پرین درست  
 رہتا ہی اپنا گوشہ بہت احزن درست  
 ہوتے نہیں ہیں عشق کے بیمار بند درست  
 زخموں کے مد تو نہیں ہو کہ ہیں دین درست

ناحق خراش زخم کی دیتا ہے ریشین  
 لسن شک گل کی شہرت نظارگی رنج  
 رنگ و دنی سے آئندہ دل ہر پاک صفا  
 بیفائدہ ہیں چارہ گرون کی مشقتیں  
 چاٹا ہی ایک عمر لعاب زبان تیغ

۱۳۲

بد لور و لیف اور رکھتی کبھی کیا سیم  
 ہو اور طرح زلف عروس سخن درست

۱۲۹

دل ہو نہ عاشقو نگاہی ہر کان دست  
 رہتی ہر لپ پہ آٹھ پرواستان دست  
 بعد فنا ہی چٹ نکا آستان دست  
 رکتے تھے ایک دل سو ہو مہمان دست  
 لب آشنا کسی سے نہیں جز بیان دست  
 پیدا ہی خفی جلی مین نشان دست  
 رہتے ہیں آہ و نالہ مری پاسبان دست  
 راضی نہ ہو سکا دل نامہ زبان دست  
 رکھتی ہے اور طرح کا چسکا زبان دست  
 ازراں ہر آجکل تو متاع و کان دست  
 ان آج کل بہار پہ ہر گلستان دست  
 ہی اور رنگ پر چہن خزان دست  
 دیکھا کرے بصورت آئینہ شان دست  
 غنچہ نظر ٹپا تو مین سما و ان دست

کعبہ نہیں ہر زاہد غافل نشان دست  
 افسانہ نامی دوست میں کشتی ہین ات دست  
 گرو خاک ہی ہوا تو ہو اکو سے یار کی  
 جگر اٹھا عذاب گیا نخل صلی سلی  
 نکلے نہ منہ سے بات بجز ذکر یار کے  
 مینا ہی تو تو دیدہ بینا سے دیکھ لے  
 کیا تاب مدعی جو لگاتے نظر او نہیں  
 جان لیکے ہی خوشی نہوی میر بار کی  
 ہوتی ہی شوق بے ادبی گالیوں کو ساتھ  
 ہی سرخ و شیونہ بہا سے جمال یار  
 ہین داغ سینہ صوٹ آتش دہک رہے  
 مانند گل دہان جراحت شگفتہ ہین  
 دل صاف ہو تو راز حقیقت کھلے تمام  
 دیکھے جو برگ گل تو لبون کا ہوا گمان

وہو کے یوں تراکت جانان نے اویں سیم  
یا با عدم میں ہی نہ نشان میان دوست

آئینہ بنگر ہوں ہر وقت پیش رکھ دوست  
چینیت خوب جب جووان مجھے دکلا چکا  
بر کو دکلیا تو سمجھا عارض تا بان بار  
آہ دل سے کہیں جتا ہوں دیکھ کر سر کو  
دل سے بہتر روشنی یا قوت دگوہر میں نہیں  
ماہ بدلے میری عادت کا بدلنا ہر حال  
عشق وہ شے ہے کہ بہترین ہی کرتا ہر اثر  
کچھ نہ کہہ شخص کو اس سے تعلق ہے ضرور  
حسرت دیدار میں کیا کیا نہ تڑپی عند لب  
ہر تر معشوق ہی عاشق کہیں کے عند لب  
قسمت اپنی اپنی ہمیں کیا کسی کا اختیار  
دلیری ہو چکی اب کیا غرض الطاف سے  
ہر طرف تیر نگاہ ناز کرنے میں شکار  
کاٹ لین ہم آپ سر اپنا توقف کیا ضرور  
خاکسار و کو نشیب آرزو در کار ہے  
چاہیے قاتل زمان چاک تن اتنا لحاظ  
سچ تو یہ ہو کہ عاشق کے تصدق جائے  
فتنہ ہاں چشم سحر آلود کی ہیں شہر میں  
یاں خدا را می اجل اتنا توقف چاہیے

وہ مجھے دیکھا کرے دیکھا کر لیں میں ہویں دوست  
بے تامل من سے نکلا ہاں ہی لطف کوئی دوست  
جب ہلال آیا نظر جانا کہ ہی ابروی دوست  
کیسا کیسا یاد آتا ہی قد و نحوی دوست  
نور تن کیا یہ نگین ہے قابل ازوی دوست  
جائز کوئی ہو مگر میں دیکھتا ہوں دوست  
جائے دل سینہ میں ہی درخشاں ہویں دوست  
کوئی محوروی جانان کوئی محوروی دوست  
تا قص لائی صبا جدم حق بوی دوست  
سو گئے پیر میں گل ہی رہا ہویں دوست  
ہم میں ہم پہلوی ہجران ل ہی ہم پہلوی دوست  
ہر زمین تکیہ بجای تکیہ پہلوی دوست  
صید کیا صیاد و فتن ہو گئے اہویں دوست  
ہر بعید از شرط الفت بخش ازوی دوست  
عرش سے بہتر جتتا ہوں دیکھ ہی دوست  
یہ وہ پہلوی کہ جو ہوتا تھا ہم پہلوی دوست  
چشم مصروف نظارہ سر تر ازوی دوست  
کس طرف کس جانب میں افسانہ جادوی دوست  
چلتے چلتے اک نظر ہو دیکھ لین ہم ویں دوست



نریت جاوید رکھتا ہے لباس دوستی  
پرین ہے خاکساروں کا غبار کوئی دوست

۹

سخت جانی کا بُرا ہوا دل ہے شرمندہ نسیم  
بہر گیا خنجر کا منہ شل ہو گئی بازوی دوست

۱۳۱

ہم کو بے قابو ہوئے دل پر ہوا قابوئی دوست  
جب نظر پڑتی جو میری جانب گیسوی دوست  
جو متے ہیں باؤن اگر بارہا گیسوی دوست  
اسے خوشا وہ سینہ جو آئے تہ زانوئی دوست  
ہرے جنت کے ملے دو گز زمین کوئی دوست  
آج خالی دوست کے بلوے جو پہلوئی دوست  
تو بھی دیوانہ ہوا صبح دیکھ لے گروئی دوست  
دیکھیں کس دن میسر ہو ہمیں پہلوئی دوست  
دیکھتے ہیں زندان آئینہ زانوئی دوست

ما صحا لہ راہ اپنی جاتے ہیں اب سے دوست  
بے تکلف فحی بہن کا ہوتا ہر یقین  
سر چڑھ کر بھی پنجوڑین عاجز کی عاشقین  
جان نثار کی ہرے عاشق سے پوچھا چاہیے  
عاشقوں کی آرزو بعد فنا ہی ہے یہی  
آتی ہر آواز عاشق کے کنار قبے سے  
مچکو سمجھاتا ہر کیا بہر مچکو سمجھانا بڑے  
دل ٹرپتا ہر طبیعت میں ہر کیا کیا کچھ خیا  
ٹکٹکی ہے دیدہ حیران کی ہر خطہ نسیم

۲۱

روایت نامی ہندی

۱۳۲

ہر جی طرح کوئی کسی شکل سے دل اوچاٹ  
قاتل ہوا تہیہ باطل سے دل اوچاٹ  
ہوتا ہر نغمہ ہامی عناد سے دل اوچاٹ  
ہونے لگا مسافت منزل سے دل اوچاٹ  
کیونکر ہو کوئی تیرے مقابل سے دل اوچاٹ  
افسرہ ہیں مزاج ہو دل سے دل اوچاٹ  
قاتل فرانہوا بھی سہیل سے دل اوچاٹ  
عاشق نہ کیوں ہو دور انال سے دل اوچاٹ

میں یوں ہوا عقوبت قاتل سے دل اوچاٹ  
دمی سخت جانیوں نے اجازت نہ فوج کی  
وقت میں مچکو آتش بے دودھو چین  
کیونکر کٹھن گے بعد عدم کی مشتقین  
جب سامنے ہوا تہ حسن او پرے  
باہم ہوئی قصور نگاہوں کے لطف میں  
حسرت مری گلوئی بریدہ کی کم نہیں  
تسبیح پارہ ہا سے جگر چاہیے نہیں

جاستے ہیں جو فائز ہی محفل سے دل اوچا  
کیونکر ہو تجھے جو شامیل سے دل اوچا  
ہو کیونکر ایسے کشت کے حاصل سے دل اوچا  
راہی ہو جیسے کہ منازل سے دل اوچا  
ہو تا ہی خانہ ہامی سلاسل سے دل اوچا  
ہی داغ سیدہ مہر کامل سے دل اوچا  
ہوئے لگا ہجوم عناد سے دل اوچا  
کیونکر ہو وحدت عناد سے دل اوچا  
ہو کس طرح حجت جاہل سے دل اوچا  
پہتا نہیں قافل قاسم سے دل اوچا  
اوشمیع رو ہو اتیری محفل سے دل اوچا  
کسو اسطے ہو عاشق بید سے دل اوچا  
اوشمیع رو ہو اتیری محفل سے دل اوچا

اب ہم آئینکے کبی مثل شمشاد  
سکس کیا نگاہ نے خسار صاف پر  
کیا دانہ ہامی اشک کے جو بزم ہے فائدہ  
جاؤں کہان کہ صنعت کے ابو یہاں ہے  
نصرت ہی اس قدر مجھی گھر کے نشان کے  
کیا تیری روی صاف ہی سب سے بین  
نازک داغ ہوں نہ کد پر چڑھاؤ گل  
کسو داغ ہی جو سنے شکوہ ہاے گل  
سہرات میں ہیں بی ادبی کے ہزار رنگ  
ششاد مرگ ہوں بھی سر ہی وبال دین  
پر دانہ وار اور کہیں دل جلاؤں  
خدمت گذارو نہیں کسی کو نسی ہوئی  
ہی حسب حال مصرع اشرف ششم کے

### روایت ثانی مشعلہ

ہی ہوا می چین عالم ایجا و عبث  
نالہ بیفائدہ ہی شورش منیر و عبث  
مجھ ایجا و ستم اسے ستم ایجا و عبث  
سرور کہتے ہیں تہ خنجر بید و عبث  
فکر میں طوق و سلاسل کے ہیں جد و عبث  
اوس ستم پیشہ کی ایدل ہی تجھے یا عبث  
حال سنگمر اکستا ہی وہ جلا و عبث

گلخونکی ہی ہوس ای دل ناشاد عبث  
سنگ دل ہوم نہونکے یہ ہوس بجا  
نا تو ان وہ ہوں تصور گرانی ہی تجھے  
سخت جانی نہیں دینی کی کہی فرصت  
زور بازوی جنونے مرگ بچنا مشکل  
دوستی کرتے ہیں اوس کے جو محبت رہے  
کیا ہو امید و فانی سے تم کو سے بھلا

<p>جہانگ شادت میر الیسا نکالا ہے بغل سے دلوں میں گئے نسیم ایسے لکھے ہیں شعر رنگین</p>	<p>کہ اونکی اونگلیاں بیوں ہیں سرخ برائے نذر لایا ہوں نگین سرخ برنگ گل غزل کی ہے میں سرخ</p>
۱۳۷	رویت وال حملہ ۱۳
<p>نجانگی می جوشی کی رنگان سنہ یاد فلک تو کیا ہر لب عرش تک جائیگی شب فراق بڑے اطمینان گذرتی ہے بہت دلوں میں جہن آج نیند آئی ہے یہ نصف ہر کہ ہم اک آہ کو ترستے ہیں کمال تاعددہ وان مہم ہے ہر سوئے اثر بہا ہر دور و فراق کا مجھ میں بہت دلوں میں دل آزاریاں سیکھی گی تہ تخت عرش نہ کر سی نہ لامکان و کجا کبھی تو جذب محبت اثر دکھائے گا خیال کا کل شب رنگ سی یہ حال ہو یہی ہے اسی فلک ہر صورت انشا</p>	<p>یقین ہے کہ ہر بخیر آسان فریاد میں نا تو ان ہوں نہیں میری نا تو ان فریاد انہیں نارفتان دوست مہربان فریاد نکویں اور پرور کے فوجہ خوان فریاد اسیر سینہ ہو کیا آسے تا وہاں فریاد اوٹھا چکی ہے بہت محبت بتان فریاد کہ نیلے بعد فنا میرے استخوان فریاد ابھی نہیں ہر تھارے فرا جدان فریاد نجانگی ابھی میری کمان کمان فریاد کبھی تو لائیگی او کو کشتان کشتان فریاد مرے دہن کل کر ہوے وہاں فریاد سُنین مجھ فتمہ طرب کروں میں ان فریاد</p>
۱۳۸	نسیم چرخ وزمین پر نہیں ہے کچھ موقوف کمان کمان نہ بنائیگی آشیان فریاد ۹
<p>سُنا می کیا تمہیں بیمار نا تو ان فریاد شب فراق میں تا صبح میرے ساتھ رہا فرا چرخ سے تا عرش کو نسا ہے فخر</p>	<p>کہ دل سے نہیں سکتی ہے تازبان فریاد بہت دلوں میں ہوئے مجھ مہربان فریاد ابھی نجانگی و کیو کمان کمان فریاد</p>

<p>میں گر کے خاک پہ کرتا ہوں گے وہاں فریاد جناے پر سے کرتے ہیں نوجوان فریاد مجھے ہو ڈرنے رکے وقت امتحان فریاد نکل کے منہ سے ہوسمی بی نشان کمان فریاد بہت دلوں سے ہر سیاح آسمان فریاد</p>	<p>صدائے گھٹکتے ہی سر آتھو ان سے وقتِ سخت غلام کے ظلم سے ہر وقت لب پر آہیں مین وہ لطف کرتے ہیں دل و کینا جو ہر منظور ہزار طور سے ڈھونڈتا ہوتا نہیں ملتا بلندیاں جو ساتیں مزارج عاشق مین</p>
--	---

۱۴	یقین ہے کہ دکھائے نسیم کچھ تاثیر نجاے گی کہی عاشق کے رنگان فریاد	۱۳۹
----	---	-----

<p>جاتا ہے دشمن اپنا صاحب آزار درد باعث راحت مجھے ہے کٹواؤ غمخوار درد ہنکو دکھلاتا ہے کیا کیا گرے بازار درد کس قدر رکھتا ہے دلین عاشق بھار درد مٹ گیا اسی جان زیر سایہ پوار درد دلین ہے میرے لے شکل لذت بیکار درد دوست رکھتا ہے نہایت خرم جسم زار درد دلین کچھ پیدا کرے ہر صاحب اشعار درد کیا کہے رکھتا ہے کیا کیا عاشق ناچار درد تج کو کیا معلوم ہے رکھتے ہیں کیا اسی بار درد کیا عجب پیدا کرے دلین ہر اشعار درد آج کی شب ہے مرے پہلو میں بی دلدار درد غیر ممکن ہے کہ ہو بے کاوش آزار درد کس قدر رکھتا ہے شور بلبل گلزار درد</p>	<p>اپنی ہستی پر کیوں ہو منفعل ہر اردو وہ بھی آجاتے ہیں اکثر بچھے کیوسط ایک جانب چارہ گرہیں ایک جانب غیر دوست صبح سے تا شام نالہ شام سے تا صبح آہ صورت حرف غلط بیا رہجراں گترے ضعف سے طاقت نہیں فریاد کی باقی ہے صورت معشوق ہی اسکی جدائی کا گواہ بے مصیبت دوستی لطف سخن ہوتا نہیں زخم و دل چاک جگر سینہ سر اسر و غذا عاشق کوئی حال کے معشوق کو پر نہیں نظم ہے کیفیت حال مصیبت خیر عشق ہر نفس کیا پوچھتا ہے نالے میں کرتا ہوں کرت تکلیف سے آتے مین نالے تازبان چاک کرتا ہے دم فریاد ہر گل پیر بہن</p>
---	--

کہ نہیں ہے ختم سے انداکلام تلخ کے  
اگر قی ہے پیدا جگر میں بات کی تلوار درد

۱۳

بات منہ سے کس طرح نکلے کہ عالم غیر ہے  
آج رکھتا ہے نسیم اپنا دل انگار درد

۱۵۰

نقاب نہ سے اوٹھا دے اگر مارا چاند  
فرخ رخ کے مضامین کنار فکر میں ہیں  
جو دیکھ بے فدا انگہ کا اشارا چاند  
دکھائی دے جو تجھے ایفلاک ہمارا چاند  
زمین پہ ہوتی پاپوش کا ستارا چاند  
کہ اپنے سینے میں آئینے نے اوتارا چاند  
دکھا دے حسن جہان باکے خدارا چاند  
کرے فراق کسٹار فلک گوارا چاند  
عجب نہیں جو بنے روی سنگ خارا چاند  
سمجھ گیا تری ابرو کا کچھ اشارا چاند  
ہزار طرہ سے گٹ بڑھ کے بازی ہارا چاند  
ہوا ہی سینے میں دکھا ہر ایک پارا چاند

نقاب نہ سے اوٹھا دے اگر مارا چاند  
فرخ رخ کے مضامین کنار فکر میں ہیں  
جو دیکھ بے فدا انگہ کا اشارا چاند  
دکھائی دے جو تجھے ایفلاک ہمارا چاند  
زمین پہ ہوتی پاپوش کا ستارا چاند  
کہ اپنے سینے میں آئینے نے اوتارا چاند  
دکھا دے حسن جہان باکے خدارا چاند  
کرے فراق کسٹار فلک گوارا چاند  
عجب نہیں جو بنے روی سنگ خارا چاند  
سمجھ گیا تری ابرو کا کچھ اشارا چاند  
ہزار طرہ سے گٹ بڑھ کے بازی ہارا چاند  
ہوا ہی سینے میں دکھا ہر ایک پارا چاند

۱۲

نسیم ایسی غزل یہ بلند روشن ہے  
سنے جو یار کہے چرخ سے اوتارا چاند

۱۵۱

جز اجل کچھ نہیں کرتا تیرا بیار پسند  
آج محروم نہ کہ کچھ تو کرا می یار پسند  
کس طرح ہوں نہ ہمیں فوراً یواریار پسند  
یہ خوشی ہے جو کہیں دلبر آزار پسند

کس قدر خاطر غم دیدہ ہی دشوار پسند  
سرو تن دیدہ و دل جان بجز حاضر ہیں  
دیکھ لیتے ہیں تمہیں جب دہر آجاتے ہو  
رحم کچھ عیب ہے جس سے کہ خفا ہوتے ہو

میل سحر اسے ہے جلوۂ گلزار پسند  
کچھ نہیں کرتا ترا طالب ویدار پسند  
جس طرح حضرت منصور کو تھی ار پسند  
اس لیے روح کو آیا نہ تن زار پسند  
جی میں جوئے کو جو مجھے تکرار پسند  
کو فسی فکریں ہے خاطر اغیار پسند  
کیا کرے غیر قضائے گنگار پسند  
اس لیے عشق کی ہے گرمی بازار پسند

جی کو بجایا ہے کچھ ایسا کہ نہیں کہہ سکتا  
کام غلامی سے ہوا سکونہ غرض چھوٹے  
خار سے آبلہ پا کو ہے رغبت ایسے  
خانہ قید سمجھ کر نہ بسر کے آہین  
تم ہٹیں لاکھ کرو دل نہیں ہٹنے کا  
کس لیے چین بہ چین ہو کو کیا ہزار  
وام الفت سے بجز مرگ رہا ہی مشکل  
کیا مرے ہم نفس سر دین پا ہی نہیں

### روایف والی ترجمہ

۱۱

۱۵۲

قہر لایا ہے مرے دل پہ ہمارا تعویذ  
آختین لا گیا ارجان نہ کیا کیا تعویذ  
دوستوں لا بیو میرے لیے ایسا تعویذ  
کچھ تو سوچے کہ جو یوں اپنے پیہ کا تعویذ  
کتے ہیں ہنس کے نہ باندھیں گے تیرا تعویذ  
مل گیا ہر کسی استاوسے اچھا تعویذ  
آج تو نام خدا اپنے باندھا تعویذ  
ہر گجانی سے اسے اپنے سمجھا تعویذ  
وفن کر آتہ وزاوسکے کسی جانتا تعویذ  
کچھ دکھانا ہے نئے طرح کا جلو تعویذ

ہوش باقی نہیں دم سے کہ دیکھا تعویذ  
دل تو کیا جانے پڑ جائیگے لالے اسکو  
جو کمون وہ نگرین غدر و تامل آتش  
تہا نہ افسون نہ یہ جادو نہ جگیا نتر  
جوارا دے ہیں طبعیت کے وہ سب معین  
چین کیسا کہ نہیں ہوش کسی میں ارجان  
ہر کوئی صورت و لحاظ نظر میں آئے  
یہ تو اک پارہ دل ہے جو مرے ہاتھ میں ہے  
گرمی زلیست ہے منظور تو جلد لے عجز  
صحر و گرہ میں کیا حسن ہے اللہ

دجی باندھی جو زداغ چھپائی کو لیسیم  
میرے بازو پرے یار نے سمجھا تعویذ

۹

۱۵۳

باز صفا رشتہ جانے مرے اپنا تعوین  
تیرے بازو پہ بندے شمس و قمر کا تعوین  
جل گیا بعدِ فنا میری لوح کا تعوین  
تجربہ بلبل پہ ہو برگ گل تر کا تعوین  
ہی مرا اشک مرے دیدہ تر کا تعوین  
دوستِ لاکھین کو حشر کا تعوین  
کیا غضب لایگا و کھینچ تمہارا تعوین  
اوپر ہی مہنے کیا ابکے وہ پیدا تعوین  
کام آیا میری تفت ریکا لکھا تعوین

دور ہی جا ہے ایسا جو ہو ایسا تعوین  
جا ہے سبکِ حسنین کا ہوا چھا تعوین  
اثر گرمی الفت نے کیا سوز سوا  
عوضِ ظلم کوئی رحم ہی کرا می کلجین  
رات دن باز و شرکا نہ بندھا رہا ہی  
پہر و ہی حالت دل ہی کہ نہیں دم بہرین  
کچھ ابھی سے خفتان کو مری افزائش ہے  
کچھ لائی اثر جذبِ محبت سے بخت ہے  
خود بخود وہ پس است اوہر زین نسیم

۲۰

## روایتِ رومیِ حملہ

۱۵۴

صدقے سے جاؤں مے پیارے مے دلبر  
تو کیوں ہے مکر  
حاضر ہوں تھے در پہ جھکائے ہو میں ہر  
لے ہاتھ میں خنجر  
جب تک کہ ہوں چپ جانِ نفیست اسی دلبر  
بٹ کر نہ سنگر  
کھلوانہ مرا منہ کہ نہایت ہوں مکر  
کھل جائیں گے دفتر  
بمیدہب نظر آتے ہیں جو دلبر سے تیور  
ہر وقت ہوں مضطرب  
ہوں زلیسے سامانِ میر مجھے کیونکر  
جب تو ہو مکر  
کیا پوچھتے ہو منہ کے کہ تو کیوں ہے مکر  
کیون رہتا ہوں مضطرب  
ہر پارہٴ دل التماسِ فرقت سے دہاکر  
ہی سینے میں اٹکر  
جس خدا واد کمان اوس میں ہی ایمان  
تو کیوں ہی تباران  
کیا بات ہو بسفینِ مری آفتِ دور  
ہو تجھے جو بہتر



کیا سنتے کیوں اسکے سوا شکہ خدا ہے جو کچھ ہے بجا ہے  
 سب جانتے ہیں حال مرا نکو لا ہے معشوق ستر  
 کشتی ہے بڑی کشکش رنج میں اوقات آفت ہر اک رات  
 سنتا نہیں وہ ظالم بیدار دمری بات اسی واسے مقدر  
 ہوتا ہی نہیں شور کس وقت فرا کم آشفہ ہے عالم  
 رہتا ہی پا کو تپہ سفاک میں ہر دم ہنگامہ محشر  
 دربان ہی تو ہی ستم و جور میں کامل بدکنے سے صل  
 کیوں ہو گھر کتا ہی کہ قابو میں نہیں دل ہین عاشق مضطرب  
 اک طرفہ تماشایہ نمایان ہے مرجان روتا ہو چھ آن  
 جو بوند گراتی ہی مری چشم و افشان بجاتا ہے گوہر  
 اب چارو گردن کا یہی ہوتا ہے اشارا ہکو نہیں یارا  
 جز وصل نہیں عاشق بقیاب کا چارا کیونکر نہوش سندر  
 ساجدین ترے درپہ سلمان و ہمین رکھے ہو می گردن  
 پہ عارض تا بانکا دکھا جلوۂ روشن او آفت محشر  
 بہر خوبی تقدیر سے آئے وہی شکل ہو جائیگے بسمل  
 پہ آج ہین اوس قاتل خونخوار کے ایل بدلے ہوئے تیور  
 کیونکر نہو ہر عاشق بقیاب کو ارام قربان دل جان  
 دو عارض تابندہ ترے اسی مثلاً بان ہین صبح مکر  
 جبکہ کہ ہوا میں غم فرقت میں گرفتار مانگ گنگار  
 وارستے ہیں ایجان سے دیدہ بیدار ہر دم صفت در  
 ہاں قیمت اغیار پہ شک تو ہین ہر دم کیا اور کہیں ہم

سورہ مر کے پہلو میں بھی اوستہ عالم  
شب بہرینم بھر  
ایدل ہوں عشق نہ کرنا کبھی زہار  
ہشیا خبر دار  
کب پوچھتے ہیں بات حسینان جفا کار  
بے سلسلہ زہر  
ریخ سخن تلخ کے شہرے ہوئے ہر سو  
ناوم نہیں کچھ تو  
شمشیر زبان کی تری او لبہ رخو  
کھلنے لگے جو ہر  
تذہیر ہے بیفادہ اچھا نہیں انجام  
ہوں عاشق نا کام  
آئینا شب ہجر میں کیوں کر مجھے آرام  
بے پہلو دہر  
دل حاجت دنیا سے پریشان ہو گیا  
کوڑی ہے نہ پسیا  
۱۵۵  
افلاس نے گہیرا ہر چہ آکھو پسیا  
امی داے مقدر  
۱۴

سوز و غم کو بھڑک اٹھتی ہے جیسے مین گگ | اگر وہ ہو جاتی ہے اکثر شمع روشن کی بہار

۱۵۶ | داغ بھریا رہنے پر غنیمت ہے | دیکھتے ہیں ہر سحر سہم اپنے گلشن کی بہار

بہار سحر سحر بہن کہتے ہیں آتی ہے بہار  
مردوں نے منظر بیٹھے ہیں مشتاق جنوں  
دیکھتے ہیں جب رنگ عالم اک نئے عالم پہن  
رہتے ہیں فصل خزان کی مردوں تک گرمیا  
سبز کو دیتی ہے پتی سرخ کو دیتی ہے پھول  
کوئی گل ہے سرخ کوئی زرد کوئی نیلا  
جلوۂ گلشن دکھانا کتنے ہیں محتبین  
چپکے خود پروین کو دیتی ہے غلام صورتین  
حال ہو جاتا ہے ابر رنگ عاشق کی طرح  
غیر ممکن ہے کہ چوڑی بی ہنسائی جھکو  
خندہ گل کی صدا قین بی سب نے نہیں  
اپنے استقبال اول سے نیکو کر خوش رہے  
بلبلین ہو بہن خوش رنگینی گل و لعل  
بے ثباتی کا جو اپنے وہاں آتا ہی او  
غالباً معشوق ہے یہ بھی کسی کے ورثہ کیون  
آدمی کو دیکھنا لازم ہے چشم غور سے

رنگ بدلا دیکھتے کیا رنگ لاتی ہے بہار  
دیکھتے ہیں کس کس کو دیوانہ بناتی ہے بہار  
صورت انفاس ہر دم آتی جاتی ہے بہار  
جاوون کے واسطے گلشن میں آتی ہے بہار  
رنگ کس کس طور سے اپنا جاتی ہے بہار  
دیکھتے ہیں رنگ میں کچھ رنگ لاتی ہے بہار  
کلفت رنج خزان دل سے مٹاتی ہے بہار  
آپ نہان ہی گر جاوے دکھاتی ہے بہار  
سنتے ہی نام خزان کچھ سہم جاتی ہے بہار  
رات بھر غنچوں کو کیا کیا گدگداتی ہے بہار  
جوش و خروش کے ہمیں نرو می سناتی ہے بہار  
پہلے سے باغ میں بلبل کو جاتی ہے بہار  
اپنے احسان جاوون سب چٹاتی ہے بہار  
گل سے اور بلبل سے کیا آنکھیں چراتی ہے بہار  
آپ کو ہر چشم بنیا سے جہا جاتی ہے بہار  
کب بہلا سنتے ہیں غنچے مسکراتی ہے بہار

۱۵۷ | آدھ فصل خزان ہی لطف نصرت ہے | چلیے اب سوی چین سنتے ہیں جاتی ہے بہار

اسنو نہیں ہیں یہ مژدہ اشکبار پر  
 ناصح نکر یہ سہ ز نشین ہیں سناں کیم  
 افعی کا شک ہو اکبھی ز شیر ناز کا  
 تائب ہوں مد تو نے سمجھنا نہ اور کچھ  
 جلوے دکھا رہا ہر عجب نگہ سنی  
 کس طرح آبی چین مجھے ہجرا میں  
 گلچین بہ باغ میں نہ فغان چند لپکے  
 کیسے یہ یاد گل تھے کہ خاموش کر دیا  
 رہنے دو کوئی یار میں جزو ضعیف ہوں  
 کہ امتحان حق وفا عاشقوں کا کچھ  
 امیدوار جوش جنون چند روز سے  
 جلوے دکھا رہے ہیں جگر میں جہم داغ  
 ثابت نہیں یہ کسکی پرار ماکلی خاک کو  
 رہتی ہے اشکبار جوش بہرہ میر طرچ  
 جو اس میں روشنی ہو وہ اس میں چمک لگا  
 تاری بہری ہیں میں من شب نے یہ کنگان  
 مدت کے بعد چند نفس حسین آگیا

گویا نمود و آبلہ ہے لوک خار پر  
 کب اختیار ہے دل بڑ اختیار پر  
 کیا کیا گمان نہیں ہیں گیسوی یار پر  
 تم سو ہو بس آج مرے اعتبار پر  
 نام خدا لبون کی مسی ہے بہار پر  
 بجلی گرمی ہے غم کی دل بقرار پر  
 دھوکے خزانے ہوتی ہیں فصل بہار پر  
 نالے ہی آسکے نہ زبان ہزار پر  
 احسان کہ اسی صبا میری مشت غبار پر  
 صبا و عندلیب کے کھول اکیار پر  
 بیٹھے ہوئے ہیں آمد فصل بہار پر  
 جو بن ہو کج کل تو مرے لالہ زار پر  
 اک بکیس برستی ہے شمع مزار پر  
 ہنستی ہے صبح گر پڑ شمع مزار پر  
 چشمک ہوا شک کی گہرا بدار پر  
 افشان چمک رہی ہو جو گیسوی یار پر  
 رکھا ہے گھنے پاؤں ہمارے مزار پر

۱۵۸  
 کہا تے ہیں داغ ہننے ہیا تنک کہ امیو شمیم  
 ۹  
 دھوکا ہے گلستان کا دل داغدار پر

ہونیں عاشق جان جاتی ہر مری اوس پر  
 بسکہ لازم ہر خصوصی عاشقوں کو  
 وہ جو آیا تھا نظر موسیٰ کو جلوہ طور پر  
 دیکھ میری دلیں دیکھا تھا جو موسیٰ طور پر

لطفِ نیدی تکلف میں ہر عاشق کے لیے  
تعلق سے برمی رہتا ہوں میں مثل ملک  
بہتر کلت یہ ادا یہ ناز یہ شوخے کمان  
ایک ہر گونام میں لیکن جذبِ حصلت ہیں  
وقت بھیوشے جوں بزمِ انگوڑا گیا  
وہ حرارت ہو کہ جو بہتا ہو آنسو آنکھ سے  
وہ نہیں آگاہ رسم دوستی سے جان جان

آنکھ میں چپکی تو کیا موسیٰ نے دیکھا طور پر  
بہ طبیعت آگئی ہے ایک شکِ حور پر  
جھکو دیکھا ہر پڑے گی آنکھ کیونکر حور پر  
آنکھِ رندوں کی پڑے کیا زخم کے انگوڑے  
ہاتھ ڈالا اپنے اپنے زخم کے انگوڑے  
آتے آتے سوکھ جاتا ہے تن محروم پر  
رحم کرنا چاہیے کچھ عاشق مجبور پر

ولہ

۱۵۹

۱۴

غل اگر آہن کرین گے خاک پر  
ہاتھ میں پنجہ کمر میں تیغ تیسر  
روح عاشق یا حجابِ آرزو  
چپ سکے گاتھے کیا میسر انزار  
تیغِ غم کس کس طرح روزِ فراق  
دماغِ دل بیکار جانے کا نہیں  
صید جو دو چار ہیں لٹکے ہوئے  
بوسہ لبھاے گلگون جو لیے  
کیا عجب مجھ رند کا آنسو رہے  
حسرت افزا ہے مرے طبعِ رونا  
کچھ تو فرما خط کیا ہو گئے  
اب کو دریا کو وقتِ امتحان  
غمتیں مانو اگر ہے آرزو

جائیں گے نالے مرے افلاک پر  
یہ ارادے ایک مشتِ خاک پر  
ہیں گسان کیا کیا ترسی پوشاک پر  
حسرتیں لوٹا کرین گے خاک پر  
ناز کرتے ہے دل صد چاک پر  
پہول لالے کا اوگے گا خاک پر  
آج عالم ہے ترے فتراک پر  
رنگ ہو ہر ریشہ مسواک پر  
دانہ انگوڑے سکتا رک پر  
رشتک ہو اس تو سن چالاک پر  
قہر کیوں ہے عاشقِ غمناک پر  
رشتک آیا دیدہ نمناک پر  
آکے تم میرے مزارِ پاک پر

خال اک دانہ ہے کیونکر ہ سکے  
یا دودن ان پر سے رو آگئے  
کس طرف جاتا ہے وہ عیسار آج

آب کے رخسار آتشناک پر  
برق چمکی خاطر غمناک پر  
بہشتیہ آب چلے اوسکے تاک پر

۱۶۰

جان و دل جو محبت ہیں نسیم  
میں فدا ہوں صاحب لولاک پر

۱۶۱

جہاں قطرہ خون جگر شمشیر دشمن پر  
اونیت دی مری سوزنمان کچلنے والو  
اثر ہو غلبہ عشق صنم کا خاک میں تباہ  
وہ پر اریان اٹھائیں اس جہان سے بعد مردن  
شکاف پر برہن کثرت شادی ہویدہا  
رگ گردن نہ کیونکر صورت زنا رہو جا  
کبھی کبھی خبر کبھی شمشیر وہ رستی ہیں باپ اپنے  
دکھائی ہو قیامت جلوہ دیوانہ کچلنے میں  
بنایا باغ کو بھی شیت آخر بخت بلبل نے  
سیاہی بی سبب ہو نہیں خالی یہ ہو کر سے  
خوشا قسمت کہ ہم آغوش ہر دم ہتھ رہتا رہا  
پسند چشم سوزن ہوں اگر میں کیا عجب کا  
گلو سے کر دیا آزاد او کو سب کے راہوں نے

تاشا ہی گل پہ لایا دیو ار آہن پہ  
زبان میں ٹپکی جمالی قدم رکھا جو دفن پہ  
قدم رکھی سے نیند آتی ہو میری سنگ دفن پہ  
ہزاروں آرزو میں لوٹی ہیں خاک دفن پہ  
گمان تہا ہر جسے کا ہمارے چاک دامن پہ  
طبیعت آگئی ہو اپنی اک طفل برہمن پہ  
نہ کیونکر شکایت ہو ہمیں تقدیر آہن پہ  
یقین ہو صورت کا ہر نالہ زنجیر آہن پہ  
نظر آ رہی کانی ٹپکے دلوار گلشن پہ  
گمان ہو بخت عاشق کا ہمیں گھاسی سن پہ  
بجای رشک آ کر مجھے تقدیر دشمن پہ  
نقاہت سی گمان ہو رشہ بار کا کین پہ  
جنون جہان ہو اتیرا نہایت طوقی دن پہ

ولہ

۱۶۱

۱۶۲

رحم آجاتا ہو دشمن کی پریشانی پر  
کیون رکھا کاتب قدر نے فلک پر غور

زخم خون روتے ہیں شیر کی عیانی پر  
لفظہ دنیا تھام تیری خط پیشا نے پر

مورچہ جم نہ سے تیغ خراسانی پر  
 کہو لے ہیں شوق میں مرغ گلستانی پر  
 یاسان پاتے ہیں الزام نگہبانی پر  
 تھاشاک لڑا دی خندہ پہانی پر  
 صبر کھو دیتے ہیں زلفوں کی پریشانی پر  
 کفر ہے صورت شک آیت قرآنی پر  
 دیجیے نقطہ شک یوسف کفانی پر  
 نالے رہتے ہیں ہمارے فلک ثانی پر  
 زخم کھاتے ہیں امید نکال فثانی پر  
 بانوں رکھا یہی تہمتا سخت سلیمانی پر  
 خضر کا شک ہر مجھے غول بیابانی پر  
 مختصر جگر ٹپے ہو مرقعہ طولانی پر

صاف رکہ قاتل عالم شکن ابرو کو  
 آمد فصل بہاری ہے بے استقبال  
 نالہ زنجیر سے چپ چپ کے نکل جاتا ہے  
 ہو گئی بے سخی قفل دہن غنچوں کو  
 برہمی کرتی ہے مجموعہ خاطر برہم  
 نقطہ حسن ہر تل مصحف رخ پر ہر  
 تیرے اگر تو فروغ رخ روشن معلوم  
 آسمان صحبت اجاب سر کب غالی ہو  
 ہم وہ مشتاق اذیت ہیں کہ ہر دم قاتل  
 مر گئے ایک ہی جلوے میں پر پر کو  
 راہ برگشتہ نصیبی نظر آئے کیا کیا  
 مر گئے کتے ہی کتے تیرے کیسوں کا حال

۱۳

قبر میں جو شش گریہ نے او بہا لہر نصیحت  
 ہم تر خاک ہی رہتے ہیں سدا پانی پر

۱۴

دیجیے کرتا ہے کیونکر ترا بیا رہنم  
 ہو گئی میرے لیے عقدہ شہوار سحر  
 ہو گئی اب تو بشکل کسب بیا رہنم  
 روکے کرے ہیں تمی عاشق بیا رہنم  
 دیکھتے ہیں جو ترے طالب دیدار سحر  
 اب نہ دیکھیں گے ترے تازہ گرفتار سحر  
 کس طرح کرتے ہیں کیونکر غم غوار سحر

غیر ممکن ہو کہ ہو ہجر میں امی بیا رہنم  
 ناخن فکر سے بھی کھل نہیں سکتی تر گز  
 نظر آتی نہیں کس وقت سے ہم دیکھتے ہیں  
 پوچھتا کیا ہو گزرتی ہر شب غم کیونکر  
 کیا کمون ہوتی ہو کچھ اور ہی دلی صورت  
 آکھیں عہد فراموش کہ عالم ہر تنگ  
 میں تو ہوں شمع میں اونکو ہر اذیت ہر



منہ دکھا تو نہیں افسوس شبِ فرقت میں  
 کچھ حیاتِ نفس چپ رہی باقی ایدل  
 رات اور دن کی نمودِ نہیں میرا جانِ بین  
 ہر نفس میں دم آخر کھڑے آئے ہیں  
 وہ تو پہلو میں نہیں درد کی شبِ یکسوز

رکھتی ہو عاشق جانبار سے کیا عار سحر  
 ہم بچہ بن ہونگے کسی کی پسند لو اہ سحر  
 زلف ہو شام اگر بہن ترے خسر سحر  
 یہ یقین کب ہو کہ دیکھیں تھے بیاہ سحر  
 آج کس طور سے ہوا ایل بیاہ سحر

۱۴۳

روزِ دو چار نئے گل نظر آتے ہیں نسیم  
 جاتے ہیں ہم جو کبھی جانبِ گلزار سحر

۱۴۳

زخمِ تیغِ یار نے بخشا دیا بالائی سر  
 لوگ نیزہ سر پہ ہو گروں پہ ہو بیکانِ تیر  
 زندگی کرتے جو بحثِ حرمتِ بادِ حرام  
 خوب لکھی اس خراب آباد کی بہت بلند  
 عاشق اوسکا ہوں کہ ہنگامِ فراقِ مجرم  
 راحتِ آغوشِ کفِ پاکی حنا حاصل کئے  
 بیچِ خم پھر افغی گیسو کے دکھلانے لگا  
 اسی فلک تیرے تہ کو کیا سمجھتے ہیں بھلا  
 کسکی باپوسی کے خاطر یہ بلندی ہو تجھے  
 شاہِ سودا ہی عشقِ یار میں مجھ کو عزیز  
 صحبتِ یکدم سے بلبل کو نہ گلچین منع  
 سایہ پروردِ ممتنا ہے دلِ نادان

شکر کو کیونکر نہ ہو ہر موز بانِ بالائی سر  
 اک زبانِ زبِ گلوں پر اک بانِ بالائی سر  
 کہیں چکر کھرتے دعا کی زبانِ بالائی سر  
 خاکِ زیرِ پا ہو دو آسمانِ بالائی سر  
 لیکلی لاشے کو میرے حورِ حبانِ بالائی سر  
 بل کرے کیونکر نہ زلفِ ایجانِ بالائی سر  
 پہر بلا یا دلِ نامہر بانِ بالائی سر  
 لیتے ہیں ہر روز ہم جو ریتانِ بالائی سر  
 ایفلاک ہو کو نسا عشقِ آشیانِ بالائی سر  
 سنگِ طفلانگی میں کھتا ہوں نشانِ بالائی سر  
 لے نہ جائیگی اوٹھا کر بوستانِ بالائی سر  
 لائیو آفت نہ کوئی آسمانِ بالائی سر

۱۴۴

قیدِ ظالم سے ہو حاصلِ مخلصی کس دن نسیم  
 دیکھیے کب تک رہے یہ آسمانِ بالائی سر

۱۴۴

<p>آسمان کھتا ہی اور اک آسمان بالائی سر  طرہ دستار نے پایا مکان بالائی سر  روز چکر کر رہا ہے آسمان بالائی سر  جل رہی ہیں آسمانی چکیاں بالائی سر  خوش نہیں آتا حجاب آسمان بالائی سر  جاتی ہوا اور اڑ گئے گرد کاروان بالائی سر  دشت سی لایا ہر قیس ناتوان بالائی سر  رکتی ہر شست غبار بکیاں بالائی سر  شوخیان کھلاتی ہر برق طہان بالائی سر  پہر لالائے نہ کوئے ہمزبان بالائی سر</p>	<p>ہی بلند بین ہی سستی کا نشان بالائی سر  صحبت اہلی سے ادنیٰ کو ہی عزت ہر حصول  کب بلا فرصت ملی تعلیم گردش سے ہمیں  خواب تنہائی میر ہے کہاں اس ہرین  دیدیم کے بہرے ہیں لمیں کیا کیا حوصلے  دیکھ ہی ریخت کا باعث اتحاد خال با  نذر لیلیٰ کے لیے کس شوق سے اک مشت خاک  کس اوکے پیش آتی ہے پس مردن جہا  ابر میں اٹھکیلیاں غنچوں سے کرتی ہر صبا  نالہ جال سوز ہی فسوس کر سکتے نہیں</p>
---	--

۹	<p>تنگ بین ہم اس دل نالائے کیسی اسی قسم  روز ہر گنگامہ شور و فغان بالائے سر</p>	۱۶۵
<p>کر دیا قید قفس صیاد نے پر توڑ کر  حکم مولا دون فلک سے یارا ختر توڑ کر  منفعل کیا کیا ہوا فضا و نشتر توڑ کر  قبر پر بلبل کے رکھ دیا گل تر توڑ کر  سج بلبل کو نہ دی گلچین گل تر توڑ کر  پہلک تیار آئینہ سکندر توڑ کر  بازہ کر شمشیر آتے ہیں وہ خنجر توڑ کر  حیرتی فضا دہن نشتر پر نشتر توڑ کر</p>	<p>مر گئی فسوس اسی بلبل نہ کیوں سر توڑ کر  کیوں مکر رہو کہو کیا شتی تمہیں بلندی میں  خون کا قطرہ نہ نکلا خشک تھا ایسا بدن  بعد مردن چاہیے صیاد کو اطاعت ہے  خستہ جان و پیر نہ ایسا ظلم کرنا چاہیے  دیکھتا روی مصفا کی جو تیرے روشنی  سخت جانی کا برا ہو یا رکھو صدمی دل  ایک قطرہ خون کا نکلا نہ جہنم شک ہے</p>	<p>۱۶۶  اوکی کوچی تک سانی کس طرح اہوئی</p>
۱۸	<p>کوی بڑھ سکتا نہیں جد مقدر توڑ کر</p>	

جس طرح آہونہ آئی دشت ایجان چوڑ کر  
 غیر ممکن ہے کہ مجھے ترک عشق لطف ہو  
 تنگ خاطر رحم کے قابل ہے چند پاسبان  
 صاحب اہلام میں ای عشق ہے یہ محال  
 رہتے رہتے بیکسی کو بھی محبت ہوئی  
 مرتبہ ہر سے کچھ آغاز سے آہام کا  
 طے اب سہتے میں عریانی کی ایدست جو  
 دیکھو کہ کچھ نشان رہنے دے اور جوش جیون  
 کچھ دلوں میں خاک ہو کر خاک میں مل جائیگا  
 اتحاد و اقیامت ہر فراق ہکو محال  
 داغ تن کی لطف یا دہنگی ایجان جی ہے  
 نام بھی لیتا نہیں کوئی کسی کا بعد رک  
 رابطہ باہم مثل روح و تن ہو کیونکر جائے  
 میہماں ہیں کچھ تو خاطر کہ تیرے واسطے  
 وصل کامل کی جدائی فکر ناخن سے محال  
 دلوں تیر جی جستجو میں بہتے ہیں دریاہ  
 بعد رون ہی وہی عہد وفا کا پاس ہے

جانمیں سکتا ہی دیوانہ بیابان چوڑ کر  
 جانمیں سکتا پریشان کو پریشان چوڑ کر  
 میں ابھی آیا ہوں زندان میں بیابان چوڑ کر  
 کیجیے یا صہنم آیات خداں چوڑ کر  
 کس طرح جامی مرا حال پریشان چوڑ کر  
 ہاتھ دہیں کی طرف دوڑا کر بیان چوڑ کر  
 کیونکہ امت تو فی لی تار گر بیان چوڑ کر  
 چاک کرب پر ہیں لیکن گریبان چوڑ کر  
 کہتے ہلا جا ہوں اب میں کوئی جان چوڑ کر  
 جانمیں حسرت کہاں گور غریبان چوڑ کر  
 کیسی طویل تھی کہ جاتی ہو گلستان چوڑ کر  
 منفعل کیسی ہو جو جسم کو جان چوڑ کر  
 صبح تا دم و دم شام غم بیان چوڑ کر  
 امی محمد ہم ہی ہیں دنیا کا سامان چوڑ کر  
 بخنہ کیا جانیکا پویند گر میان چوڑ کر  
 دیر ہند و چوڑ کر کعبہ مسلمان چوڑ کر  
 بیکسی جاتی نہیں گور غریبان چوڑ کر

بیرخ اوس کو کس لیے رہتے ہو عاشق ہو کیسہم  
 وہ کہاں جائیگا تمسا ماہ کنعان چوڑ کر

۱۵

۱۶۷

توڑیے حلقہ تجریم مقدور کیونکر  
 دیکھ کر تے میں نظارے یہ خنجر کیونکر

مخاصی باؤ بلا سے دل مضطر کیونکر  
 آنکہ جبکی گئی نہ مشتاق قضا کی ظالم

کہ اوٹھا دیکھ دراجا جانب خنجر قاتل  
 کھنچ شمشیر اگر ولین را وہ کچھ ہے  
 گریہ بھی ضعف رہا فرصت بر خیز کی بعد  
 سر جکایا نہ کہیں ناصیہ ساقی کے لیے  
 جو لکھا صفحہ قسمت میں وہ مٹنے کا نہیں  
 کیا وفادار جفا پیش ہے دیکھ اوظالم  
 دہوم آئینہ خسار کی سنگری تیری  
 ہر گتن میں ہر میرے اثر مقناہیں  
 دیکھ ہر ہر سر شرکان کا تماشاطالم  
 ساتھ مدت تو ہیں سرمایہ سوا میرے  
 سنگدل کو مرے نالوں پہ نہ رحم آئیگا  
 آتش گرمی مضمون سے ہو کا جاتا کہ

گھوڑا ہر جگہ ہر دیدہ جو ہر کیونکر  
 دیکھ مر جاتے ہیں جاننا ستگر کیونکر  
 ناتوان جائینگے تیرے لب کو کیونکر  
 منہ دکھائیگا تجھے خسرو خا و کیونکر  
 مختصر کیجیے طو مار مقدر کیونکر  
 دوستی کرتا ہے دم سے دم خنجر کیونکر  
 چین پائیگا تہ خاک سکنت کیونکر  
 مخلصی پائیگا فضا و کاشتہ کیونکر  
 ڈوب جاتا ہر گجان میں نشتر کیونکر  
 پھیلکدون دامن لہریں سے بہر کیونکر  
 موم ہو جائیگا فریاد سے جھڑ کیونکر  
 نامہ لیجائے گاتا یا رکتور کیونکر

۱۴۸  
 صدقے اس قوت بازو کو دل و جان نسیم  
 دیکھ او کھاڑا ہے علی ثانی درخیز کیونکر

پرورش روح نے پائی ہے سمندر ہو کر  
 تیغ ملتی ہے گلے سے مرے خنجر ہو کر  
 میرے آغوش میں آجا شب مجھ پر ہو کر  
 طائر روح رہا جسم میں بڑی ہو کر  
 رہ گئی زخم جسکے حد مقدر ہو کر  
 منہ چھپا نہ ہو سکے نکلے خنجر ہو کر  
 جہین ہر خلق کو لون دامن مجھ پر ہو کر

عفتون میرے دہکتے رہے افکار ہو کر  
 اقبو بدخواہ بھی پیش آتے ہیں کتر ہو کر  
 مختصر ہو کے دکھا لطف درازی اگر  
 کیسا پایا نفس تنگ اتنی توبہ  
 ہاتہ بڑے بڑے کے پڑھی پڑھی بڑی قاتل  
 روح بھی کوئی دلوں تھی کہ سیر قاتل  
 یہ تمنا ہو کہ وہ بھی میری آغوش میں آج

غیرت آتی ہے شب بھر میں فرسے مجھے  
 پڑ گئی جینٹ تو اتنا نہ خفا ہو و غلط  
 خواہش وصل سے خط پڑھنے کو قابل نہ  
 موت شرمائیگی کیونکر مجھے بہرہ دے  
 اب شمشیر سے محروم نہ رہ کر اسی قاتل  
 یقین کہ تو ہیں آتے نہیں اللہ اشد  
 کس قدر حسرت پرواز برہی ہر دہین  
 وود و پچیدہ جو اوٹے تھے مری آہوں کے  
 کس قدر راحت آنکوش نے بالید کیا  
 کیا اثر ہے لب شیرین جو ترچہ سے تھر  
 کر کے ہٹ کرتے ہیں دیکھو تو عدم کفر  
 مضطرب تادم تجویز مقرر صلح  
 فوج کے بعد بھی کم حسرت دیدار ہو  
 بوسے گر تہنہ لیے ہیں تو دیے بھی تھو  
 سرکشاکر تجھے دکھلائیے جلوہ قاتل

رنج دیتی ہے اجل طعنہ دلبر ہو کر  
 می رہے گی تری آنکوش میں خستہ ہو کر  
 لپٹے الفاظ سے الفاظ مکر رہو کر  
 صاف پہر جاؤ گا میں وعدہ دلبر ہو کر  
 سوکھے جاتے ہیں لب زخم سے تہہ ہو کر  
 نیند بھی یا رہو می آنکھ سے باہر ہو کر  
 روح نکلی بدن زار سے شہر ہو کر  
 مد توں چرخ سے لپٹے رہے اژدہ ہو کر  
 اشک ٹپکا کرے دہن سے سمندر ہو کر  
 رہ رہ گھلتا ہو دہن میں مری شکہ ہو کر  
 حشر تک قبر سے اوٹتا نہیں تہہ ہو کر  
 رہ گیا مصرع اب جو کہہ رہو کر  
 گھوڑے روی قضا دیدہ جو ہو کر  
 چھٹ گئے آپکے حساسے برابر ہو کر  
 شمع بن جائیے جم قامت سے سر ہو کر

کبھی خالی کبھی لبریز بسر کی ہے قسم  
 شکل خم مثل سب صورت ساغر ہو کر

۱۶۹

کبھی ہوتا ہوں ظاہر جلوہ حسن نکو ہو کر  
 کبھی کم ہو کے شرماتا ہوں مثل قطرہ ساغر ہو کر  
 بٹہ لیتا ہوں اکثر ربط یار پاکد اس سے  
 سکونیک بہت بڑھ کی ہی میری خانہ برد ہو کر

کبھی خاطر میں چھپ جاتا ہوں تیری آرزو ہو کر  
 کبھی کثرت ترک جاتا ہوں شیشی کا گلو ہو کر  
 لپٹ جاتا ہوں دست پاس میں آؤں ہو کر  
 رہا کرتا ہوں ہر خاطر میں تیری جستجو ہو کر

نہیں ہوا حجاج غیر وقت جوش بتیالی  
سکھائی ہر نئی تہ میر مجھ کو میری خاطر نے  
نہیں چلتی کوئی تہ میر کیا کیا فکر کرتے ہیں  
تقاضا می تناسخ اک جادو گھر ہی بیٹھے  
نہ کیونکر شور ہو عالم میں میری خاطر کا  
نہیں ممکن کہتی تہ دہنی میں فرق کھائے  
نشان کیا پوچھتے ہوئی نشانوں کی گناہ کا  
کہیں ملک حلب میں ہوں کہیں شہر حق میں  
خراش زخم سینہ مد تو نگا دور کرتا ہوں  
کی میں ہی مری ہستی کی ہستی اور پیدائش  
اوٹھا لیتا ہوں جو آئے مصیبت اپنے سر میں  
ہلکے کو بھی جھٹاتا ہوں تہی ہر دست دشمن کے  
مری سوز در و زمین سو طرحی لطف جان

چمکاتا ہوں کلک ساقی میں سو ہو کر  
ایسے آتا ہوں دشمن کی ہی تیری گفتگو کو  
میں کرتا ہوں قاتل سکو تیری گفتگو کو  
پھر آیا عمر ہر عالم میں تیری جستجو کو  
دلوں کو گینچ لیتا ہوں تمہارا رنگ ہو کر  
بھاگتی ہیں اشک چشم میرے آج جو ہو کر  
دام غم میں ہا کرتا ہوں میں کیسویں لو ہو کر  
نہیں بہتا تیری شہر کے صورت کیسویں ہو کر  
لبٹ جاتا ہوں جیشانی سی گفتگو کو  
کہیں لبرو ہی بن جاتا ہوں قصر آبرو کو  
سہا کرتا ہوں ظلم و لڑنا عاشق کی خو ہو کر  
نہیں قیاب میں ہوتا مزاج جنگجو ہو کر  
جلاتا ہوں لون کو یاد یار شمع و ہو کر

ہو سے پر ہیں تر دیکھ کر یاروں نے فرمایا  
فہم آیا ہے کوئی یار سے کیا سر خر و ہو کر

۱۷

۱۷

میں جو بچو وہوں کسی کاروئی نہ یاد کیا  
سب ہی کہتے تھے وہ ہر جرم پر بیدار ہو کر  
ای اجل زبان تیری مجھ کیا احسان کیا  
دوست رولی ہیں عزیز واقربا بیہوش ہو کر  
کیا کون کسی بلا آئی ہر میری جان پہ  
تیری آنکھوں کی ہمیں دستیاں یاد آئیں

کہتے ہیں جہاب میری مجھ کیا کیا دیکھ کر  
دل دیا اس ہجرت کو ہلا کیا دیکھ کر  
خوش ہوا وہ میرے مرنے کا تماشا دیکھ کر  
تکو جرم آتا نہیں کچھ حال میرا دیکھ کر  
اوبت کا فر تری زلف چلیا دیکھ کر  
وقت بیہوشی صنم تاثیر صبا دیکھ کر

لو میں پھر بیمار ہوتا ہوں کہیں افسی ہو  
ساتھ تاک قافلہ طفلان لیزا دوست  
ضبط خوش گزرتا یوں نہ رہتی بار بار  
میں اک دریا بہا یا آنکہ سب بترے گل  
ایک کا ہر ایک شاکل ایک سے آرزوہ ایک  
وہ ابھی آئے نہیں دم لے خدا کیوں  
غیر ممکن ہو کہ خوش آئین ہوں جو رجا  
کیسے یہ سید روہین یارب کہ دے رحم کے  
دوست دشمن وہ غم آرزوہ مرگ و آسمان  
شب جوتی ہم وہ ہم جو شمس سے فلک

میں نے سمجھا تم خواہو مجھ کو اچھا دیکھو  
وہ ہی کچھ گمراہی میرا جو شمس و دیکھو  
کیا کہوں کیا دلیمن آیا تلو تہا دیکھو  
اور لہرائی مجھے بھی موج دریا دیکھو  
حال اپنا ہو دگر گن حال دنیا دیکھو  
ای اجل گہر گیا تیرا قضا دیکھو  
آنکہ اب کس پر پڑے گی حسن تیرا دیکھو  
لوگ ہنستے ہیں کسی کا مجھ کو شیدا دیکھو  
رحم آتا ہے ہمیں اب حال اپنا دیکھو  
قد لایا عاشق معشوق بچا دیکھو

دوستوں نے رو دیا جب شکل دیکھی امی نسیم  
کیا کہوں کیا حال تھا وہ حال تیرا دیکھو

میں مر گیا ہوں تیرے خریدار دیکھو  
اقتادگان خاک کو پالوس کا ہر شوق  
آئین جو یاد وقت گذشتہ کی جھمکن  
اب دیکھیں ہلو خوبی تقدیر کیا دکھا  
مر گیا ہو گیا ہر جو ہر شخص کو یقین  
آئینے نے سکھائیں انہیں کج مزاجیاں  
برہم ہوا ہر ایک جان جس طرح کہ میں  
بروہ کیا اونہوں نے طلبگار جساں کہ  
ثابت نہیں کہ آج ہو می کو منسی خطا

ٹھنڈا ہوا ہوں گرمی بازار دیکھو  
رکھنا قدم زمین پہ ذرا بار دیکھو  
روئے لگامین جانب گلزار دیکھو  
پہر دل دیا ہی یار طرہ حصار دیکھو  
روئے تین وہ بھی صورت بیمار دیکھو  
ٹیرے ہوئے وہ ابرو خمدار دیکھو  
مخبر با ہے جلوہ رخسار دیکھو  
چہتے ہیں اب وہ خواہش دیدار دیکھو  
کیوں گھوڑے ہیں مجھ کو وہ ہر بار دیکھو



نہجگو تو ہے خیال جو تکو نہیں خیال  
تیغ نگاہ یار کے دل پر جو زخم ہیں  
جھکتی ہے خود بخود مری گروں سیطر  
آخر کو رنج عشق سے حالت یہ ہو گئی  
درد و جگر فراق کی تب شوق کی غشی  
بر سے جو آگ صحن زمین پر تمام ات  
ایسا جھوم شوق نے بچھو و بنا دیا

جلتا ہوں میں یہ محبت غبار دیکھ کر  
میں کا پتہ ہوں ابر و خمدار دیکھ کر  
ای یار تیرے ہاتھ میں تلوار دیکھ کر  
روتے ہیں جگوا ب مرے غمخوار دیکھ کر  
حیران ہے چارہ گھر مرے آزار دیکھ کر  
گھبرا گئی وہ آہ شرر بار دیکھ کر  
دیوار ہوں میں یار کی دیوار دیکھ کر

شرکان کے وصف میں نہ لکھو شعرا می نسیم  
رکھا قدم نہ منزل پر خار و یکھ کر

۱۲

۱۴۲

اشک اندھی تہ دہن سو ٹپک کر باہر  
اس قدر جوش محبت ہو گلوں نے کہیں  
چشم زد دیدہ بھی وہاں مرے نظار کو  
خلعت مرگ میں بھی نگہ لی احوال  
جذب مشتاق شہادت کو نظر کر ظالم  
منہ فقط اتنے لیے وہ نہیں کہلاتے ہیں  
خاک پونڈی کے لیے لائی ہے صبا  
کاٹا ہی مرے اس خوف سے باز و صبا  
نہلا حضرت نل کا تو تھا وقت شگاف  
کہ نہیں ضبط کا یار اہر تو ہاں نسیم  
کہ نہیں ایک گہری مشغلہ بیتابی  
۱۴۳ خوف آواز مزاجی ہیں اتنا نسیم

قصر دریا سے نکل آئے شاہد باہر  
گھٹتے گھٹتے نکل آیا دم خنجر باہر  
سینہ تیغ سے ہے دیدہ جو ہر باہر  
بانو ڈھانکے بھی کفن نے تور ہاں باہر  
او گل آیا ہے کمر سے تر مخنجر باہر  
رہے آغوش تصور سے ہی باہر باہر  
کار سازی کے سب باب ہیں باہر باہر  
کہ سو چاک قفس سے بھی کوی پر باہر  
نکل آئے مرے پہلو سے کچھ اخل باہر  
چوڑ پہلو کو نکل جا دل مضطرب باہر  
وحشت ولسے بر ابر ہی ہیں گہرا باہر  
طفل شاکر نکم سے پہن لکے اکثر باہر ۱۴۴

قربان ہو رہی ہے مری جان دہراؤ  
 جاتے ہیں جب وہ سوی چین سر کے لیے  
 ہیں سخت دل کہیں تو کہیں پارہ جگر  
 ہنگامہ جنوں سے جو دو نو ہو کر ہیں چاک  
 زلفین چھٹی ہوئی ہیں جو چہرہ دو طرف  
 کو کیا اونہوں نے مردہ مجھے سینے اشکبار  
 یا دشمنوں سے قطع ہو یا مجھے ترک لڑ  
 مطرب وہاں ہیں جمع تو ساز سہل  
 کیونکر کروں میں بات چہرہ پرست یار  
 وہ اپنی ہٹ پہ ہیں مجھے اپنی کئے کی ضد  
 آنکھوں پہ سائبان ہیں مڑے دید کر ہوں کیا  
 وہ بہت ہر میں ہوں صاحب دین بھر فیصلہ  
 رہ جاتے ہیں آئین میں ہوتا آپ جاؤ  
 نالان وہ اقربا ہی ہیں ہوں مجھ کو فرشتہ  
 بچائی او کو کہتے ہیں زانیہ کی ہوتی  
 منظور جو رنجش سابق کا فیصلہ  
 ہیں پہلوؤں میں داغ جو دو نو نظر تیر

وان رخسہ ہو جو زلف پریشان دہراؤ  
 ہوتے ہیں ساتھ عاشق تالان دہراؤ  
 رہتے ہیں پیش چشم گلستان دہراؤ  
 دہن دہراؤ دہراؤ گریبان دہراؤ  
 لہر رہے ہیں فنی چیاں دہراؤ  
 آئے نظر میں خواب پریشان دہراؤ  
 کیوں کو کہہ ہی ہو میر کاں دہراؤ  
 ہوتے ہیں کل سر عیش کے سامان دہراؤ  
 رہتے ہیں ساتھ ساتھ نگہبان دہراؤ  
 سمجھا رہے ہیں دو نو کو انسان دہراؤ  
 پیلے ہوئی ہیں دامن مڑگان دہراؤ  
 ہوتے ہیں جمع گہر و مسلمان دہراؤ  
 کس لطف پر جو رغبت احسان دہراؤ  
 کس سطر کو دلمین میں ان دہراؤ  
 اوشتے ہیں ات دن ہی ملو خان دہراؤ  
 ہر روز جمع ہوتی ہیں حمان دہراؤ  
 جلوہ دکھا رہی ہیں گلستان دہراؤ

### ردیف زامی مجسمہ

۱۷۴

کا فر سے بجائینگے جسے بلا کے ناز  
 کیا کیا نہ آرزو پہ ہو میں عا کے ناز  
 کیا کیا اوٹھامی ہیں شب غم قضا کو ناز

کیونکر اوٹھامی طرہ زلف دو تار کے ناز  
 برسوں کے بعد میری برائی میں جتن  
 کس کس مصیبتوں سے ہوئی ہر نصیب مرگ

کھلے ہین عقد غنچیں آہستہ کے ساتھ  
عشاق جان فروش کے کچ اور رنگ ہین  
ایدل تنگوں کی جفا سے نہ پیر مت  
کنجائش عذاب دل زار مین نہیں  
کیا کیا نہیں ہوا ہر حجاب نگاہ سے  
بیہودگی ہے نالہ و فریاد کیسے  
نوبت کر سے تاجت دم یار آجگی  
دیکھو ضرور بار تر اکت سے ہو گارنگ

ہوتے ہین کیا عروس چہچہا کے ناز  
گستاخ ہو گئے ہین ہمارے کٹاؤ ناز  
سب سے نہیں کشاکش و زجر کے ناز  
کتیک اوٹا مین ظالم نا آشنا کے ناز  
لا مین ہین آفتیں مین شرم و حیا کے ناز  
جز مرگ کون اوٹا مین مری مدعا کے ناز  
طو لانیوں پہ تین مین زلف و دوا کے ناز  
ایجان نہ اوٹہ سکیں گے قدم سے خاک کے ناز

تن شعلہ ہا می غم سے ہوا خاک اسی نسیم  
دیکھیں گے استخوان ہمارے ہمارے ہمارے ناز

۱۵۵

۱۵۴

باقی ہر شوق قاتل شمشیر زن ہنوز  
منظور دل ہے عزت بی بردگی ہین  
اب تک ہی ہین ہمسے تری کج ادائیگی  
ہوتے نہیں ہی کم سے ویرانہ دوستی  
قاتل دریاغ نہ لہاب زبان تیغ  
تجدید رنج یاد رخ و زلف مین ہو  
ہم سرد وہی ہوئی نفس سرد کیچک  
ہر غنچہ مستعد ہی تر سے شوق دید مین  
جلوے دکھا رہے ہین مرد و عجماء دل  
پہلے ہی سے سوال کی ہین بد گمانان  
ایسی اسے خوش آئی ہر قالب کی سنگی

ٹپکار ہے مین زخم لعاب دہن ہنوز  
کر تے ہین جاک کچ کد مین کفن ہنوز  
اچرخ کم ہوا نہ ترا بانگین ہنوز  
جاتا نہیں ہی سر سے خیال وطن ہنوز  
کوسا بیگ مین زخم ہمارے دہن ہنوز  
مصروف تہ ناز کی ہین عذاب کین ہنوز  
گرمی دکھا رہی ہی تری انجمن ہنوز  
پابند آرزو وہی ہر سار چمن ہنوز  
اسی رشک گل ہی ہی ہوا می جمن ہنوز  
نکلا نہیں دہن سے ہمارے سخن ہنوز  
پہنے ہوئی ہی روح وہی پیر ہنوز

باقی ہے دیکھ صحبت شمع و لکن ہنوز  
باقی ہے قبر میں ہی وہی صفت تن ہنوز  
ہو لائیں ہر یار کا وہ نور تن ہنوز

ای جان نہ طرب نکرات ہے ابھی  
وہیں گے کیا سوال نکیرین کے لیے  
ہرخت دل میں ریزہ الماس ہر سیم

۲۰

روایت سین حملہ

۱۶۶

دن کو حمان قضا رات کو حمان قفس  
تنگ آئین میں بہت ضبط سر قفس  
سیہان چغتستان ہوئے حمان قفس  
سن دراز مہ نالہ مرغان قفس  
بانو ہیلای ہو سوتے ہیں مرغان قفس  
انگہ کوئی ہو بیٹھے ہیں نگہبان قفس  
جی کو ہلا تین یوہن کا کش اسیران قفس  
یارب آباد رہے گوشہ دامان قفس  
کمد و صیاد سے طیار ہو سالان قفس  
چوڑ نیکے نہیں ناخن مردمان قفس  
یاد آنے لگی وہ صحبت یاران قفس  
تاقیامت نہ کہلی چشم نگہبان قفس  
تنگ آتا ہر ادھانا زمین احسان قفس  
یاد آ یا نہ احبا کو میں حمان قفس  
د توں لہیں ہی حسرت ہجران قفس  
کیا نہ بلبیل کے سوا تھا کوئی شایان قفس  
دیکھ صیاد و ذرا لطف گلستان قفس

گل تھیرے پائیکے جتنی ہیں اسیران قفس  
دسے کہیں نصرت فریاد نہیں اسی صیاد  
مژدہ اسی قسمت بد دام بلایں اگر  
پنبہ در گوش ترہ ہر خدا اسی صیاد  
لوریان گو دین لیکو قضا نے وہی تن  
مژدہ جا قفس کیا ہو اسیران کے لیے  
بر گل فرش قفس جا ہے کز صیاد  
خواجگاہ ستم افزا ہے گرفتاروں کی  
فصل گل آئی ہے مرغان جہنم لاشا  
خلاصی پنجہ الفت سی بہت مشکل ہے  
خلاصی نے نہیں ہر شوق اسیر کی بخشا  
نیند آجای اجل کے میرے آفتاب سے  
چوڑ دے توڑ کے بازو کہیں باہر صیاد  
خلاصی پاک فراموش کیا محبو آہ  
چپکے ہم مسکن انداز سے بھی رنجیدہ رہے  
نہ پڑی آنکھ تر سی اور طرف اسی صیاد  
اشک خونین کے ہیں قطرے مری ہر صیاد

کیا غضب ہے نہ برآیا کوئی ارمان  
چرخ چکر میں ہو دیکھی جو مری تاقص  
مستقم جان تو یہ صحبت یاران قفس

ہو گئی ایک ہی پردہ از میں خالی آغوش  
ہیبت نالہ پر غم سے زمین کانپ اٹھی  
بچ عشرت سے نہیں کم جو بیوں احباب میر

### روحِ شین مجسمہ

۱۹

۱۷۷

روح میں ہوں نہیں جسے تن کی خواہش  
نہ کمر کی ہو تمنا نہ وہن کی خواہش  
تازگی پر جو مری داغ کھن کی خواہش  
رنگ کھلانے لگی سیر چین کی خواہش  
کہ نہیں صحبت یاران وطن کی خواہش  
اس لیے ہر مری زخموں کو دہن کی خواہش  
ایدل زار نہ کر دو رعدن کی خواہش  
باغبان تجکو مبارک ہو چین کی خواہش  
نہ پہنچنکی ہو س ہونہ وطن کی خواہش  
میری وحشت کو نہیں طعن رس کی خواہش  
نو اسیر چین ہوئی دم کھن کی خواہش  
روح سے کام نہ کتو چین بد نکی خواہش  
خاکسار و نگو نہیں یب بد نکی خواہش  
جس طرح ہوتی ہو دلدلا کو دہن کی خواہش  
سبزہ وشت نہ گلزار وطن کی خواہش  
کیون ایمان ہو مجھ پر سینہ تن کی خواہش  
شام غربت کو ہوئی صبح وطن کی خواہش

صاف طینت کو کہ ورت ہو چکی خواہش  
جو کہ محدود ہیں ادنیٰ ہو طلب لاجل  
نو مصیبت ہون ہی الفت دیرین رو  
پڑ گئی ویر گلستان کے ابھی سے لالہ  
استعد رہو غرض دوست ملی غبت میں  
آرزوی سخن چند ہے تجھ سے قافل  
کم نہیں گو ہر غلطان سے ہمارے آئینہ  
داغ میں لین نہیں سیر گلستانی ہو  
صورت اشک سفر کردہ ہوئی ارہ مزاج  
نا توانی سے ہوں مثل کمر یاریمان  
سلسلہ رشتہ کیسے ہوا ہے اپنا  
بجھر ہیں ہوس مید میں تیرے ہر دم  
پاک ہیں قائم و سحاب سو خاکستر پوش  
خوب لپٹا ہے لمحہ سے پس مردن لاشہ  
دار فانی سے ہر افسردہ مزاجی حاصل  
غش پوش آئین کو چاہیے ہر توت روح  
ہو چکدشت کے چکر مجھے گھر یاد آیا

یاد آتی مجھے اندھیلی کے رحمت  
خاندہ کیا ہو بہت ہرزہ کلامی سے لیسیم

پر طبیعت کو ہومی پنج و محن کی خواہش  
کیجیے اور اس حسن سخن کی خواہش

۱۷۸

### روایف صدا و حملہ

۱۷

آؤ کیلے بنیابی بسمل کا ذرا قص  
رہتا سی تری انھی کیسو کا تصور  
ہو خواہش تسلیم جو او تری ہو کر سے  
یاد آتی ہیں جب لطف طواف دریا پا  
وہ بازار اوٹھاتی ہیں دم مرگ تھمار  
پردہ نہ پا کچھ ترے بی پردہ کیوں کا  
ٹھو کرنے سکھایا ترے انداز غضب خیز  
خود فستکی کیف محبت سے خبر کیا  
نہم خود وہ طبیعت کو نہیں پیش میں طلب  
ہو کنٹرل بتیا بے ول ضبط سی خا  
جاننا زوفا بعد فنا ہوتے ہیں زمرہ  
آنکھوں کی اشاری کشش کو غضب ہیں  
شب چادر مہتاب بچا پاتی ہو سرتک  
افسانہ شب سنے نکل آیا ہے خورشید  
نالوں کی مری وہوم زمیں پر رہی شہر  
لے لیتے ہو جان عاشق جاننا زوفا کو  
سوچو تو لیسیم آگ کی لطف سی گذرے

کرتے ہیں پس پنج ہی مشتاق قضا قص  
کرتی ہو مری پیش نظر زور بلا قص  
سیکھنے کی قدم کرتی کیا زلف و وار قص  
کرتی ہو تنہا مری ہنگام و عار قص  
فرش مقبول پہ کرتی ہے جوار قص  
کرتے لگی بیساختہ پابند حیا قص  
زیبا ہو جو چپ چپ کے در و خار قص  
مزدور کے نزدیک ہو حال فقرا قص  
کیا دیکھنے آگیا گرفتار عذرا قص  
بسمل تری کرتے ہیں دم فوج نیا قص  
ہو اس لیے بالامی مزار شہدا قص  
ہر ہر ترے انداز سے ہوتا ہو نیا قص  
کرتی ہو بیان پیش لحد کے صبا قص  
کس موم سے محفل میں تری ایو وار قص  
ایوان فلک پر مری آہو نگار بار قص  
دکھلاؤ ہمیں جان جہان خبر اقص  
برسون ہی ہر شام سے تا صبح رہا قص

۱۷۹

### روایف ضاد و حجمہ

۲۴

ایدل سمجھ نہ پاس عزیز و گیارہ فرض  
 ندیر بھی ضرور ہر قصد کے لیے  
 ناصح کی بند طعنہ احباب سن چکے  
 کرنی پڑے گی خدمت صیا و عنید  
 ترک جاؤ گفتگو میں نہ ہنگام باز پرس  
 زینت ہو کیا غرض ہو بس مرگ انفس  
 کمال بہت ہو خلعت زرتار گدہ نہیں  
 کرتے ہیں ہم وہی کہ جوتا ہی نہیں  
 مفلس ہوں ہفقد کہ مسیر جو کچھ نہیں  
 خدمت کا اس سچ تا ہی ظالم کو بھی ضرور  
 ایجان جان غلامک نگہ میں لکے نہ ہو  
 اظہار مدعا سے بگڑنا ضرور کیا  
 مشاطگی سے حسن خدا واد پاک ہے  
 بگڑا ہوا ہر عمر کار ہوا اس لیے  
 صدے اوٹھا رہا ہوں نہ نازک باغ ہوں  
 کیونکر نہ تیرے در پر رہیں جیہ سالیان  
 چوڑنکی خاک ہو کے بھی تیرا نہ آستان  
 آتا ہوتا چشم تمنا سے رزق میں  
 عالی و اغیان یہ گتیں بعد مرے  
 باد اشن قتل سے مرے فرتے ہو کس لیے  
 مضمون کے شمع اگر ہوں تو خوب ہیں

عاشق کیو سٹے نہیں ستم زمانہ فرض  
 کہ تو ابھی سے قتل عدو کارانہ فرض  
 کرتے نہیں کیسکو ہم اپنا گیارہ فرض  
 وودن کیو سٹے نہ سمجھ آستانہ فرض  
 عاشق کے قتل کا کوئی کر لو بہانہ فرض  
 چادر کی ہر ضرور نہ ہر شامیانہ فرض  
 محتاج پر نہیں ہر لباس شانہ فرض  
 کب جانتے ہیں طاعت ستم زمانہ فرض  
 کرتا ہوں اپنے سایے کو دلو اراخانہ فرض  
 صیا و جاننا ہے مرآب و دانہ فرض  
 کر لو ہمارے دلو بھی کوئی نشانہ فرض  
 ایجان کیجیے سخن و دوستانہ فرض  
 زلفون کیو سٹے نہیں تین شانہ فرض  
 کرتا ہے ہر کشید نفس تازیانہ فرض  
 کرتا ہوں موج نکست گل تازیانہ فرض  
 عشاق کو ہوا ادب آستانہ فرض  
 ایجان کرو فاین جہین تو گیارہ فرض  
 دامن ہر ایک ہٹاک کو کرتا ہوا فرض  
 کرتے ہیں ہم رواسی فلک شامیانہ فرض  
 لاکھوں فریب ہیں کوئی کر لو بہانہ فرض  
 کچھ نہیں گئی غزل عاشقانہ فرض



ہر دم جلا رہے ہیں دم گرم ہڈیاں  
جو قابل شنید نہ ہو داستانِ غم  
کرتے ہیں سوز و گدگد ہم اپنے زبانہِ فرض  
کہتے ہیں کیجیے اوسے تیرا فسانہِ فرض  
ہر دالدار پر ہے زکوٰۃ خزانہِ فرض

۲۱

## روایف طامی مہملہ

۱۸۰

قاصد جو پڑھ چکین وہ مرا اجرامی خط  
گم گشتگی کا حال جو لکھا تھا یا رکھ  
افسانہ نامی سحر کی طولا نیاں تھیں  
فرست کمان ہر صنعت کے کچھ حال لکھ سکین  
خط نامہ بر کو بھیر دیا اور کیسا  
نازک مزاج ہیں کہیں آرزو کی نہو  
گر خط نہ پڑھ سکین تو زبان فی ہن نامہ  
کیا ذکر نامہ بر کہ دم واپسین ہریان  
غفلت یہ تھی تصور رخسار یار سے  
تھا وہ بیان نامہ بر میں لگا وقت واپسین  
سمجھین کرسا ف کہیں حال و آ  
آجائی نامہ بر جو پس مرگ ہم نشین  
آجائی نامہ بر نہ کیسے فریب میں  
قاصد جواب نامہ لکھا یار نے مجھے  
مضمون خون و لگو بھی شجرت سے لکھا  
پڑھ کر وہ خط شوق مزا دہ کڑے ہو  
برہنہ کار شوق وہ ہو کہ ہیں جانتے

کہنا کہ اور آتا ہے اک خط قفای خط  
وہ پڑھتے پڑھتے بھول گیا اجرامی خط  
برسون پڑھائیے نہ ہوئی انتہائی خط  
قاصد ہر اشوق جو پس ہی بجائی خط  
کہنا کہ مجھے جان لیا مدعا می خط  
جلد می نہ کیجیو مرے قاصد برخی خط  
کہ دنیا مدعا می مصیبت فرا می خط  
اب اور ہی ہوا ہی نہیں ہی ہوا می خط  
لکھا ہزار بار وہی مدعا می خط  
نکلا ہزار بار ہی منہ سے امی خط  
کیونکر لکھوں کہ وہ ہیں مری شنائی خط  
دینا مرے مزار پہ لا کر ہوا می خط  
ڈر ہی نہ مدعی پہ کھلے مدعا می خط  
تعریف مدعا میں کروں یا شناسی خط  
کس رنگ پر ہی شوخی رنگ خدائی خط  
تعظیم خواستگار ہوا اجرامی خط  
مضمون پاک ہونڈہ رہا ہیں ابی خط

برسون گذر چکے ہوس انتظار میں رخسار مدعا کے نظار و نکاشوق قاصد زیادہ اس سے ہوس کیا ضرور آخر لشیہ نامہ و پیغام تا حبا	معلوم کہ نہیں سبب التوا می خط قاصد و کلامی ناصیہ خوش نامی خط دیتا ہوں نقد جان میں تہی و ناخنی بہتر یہ ہر کہ آپ چلو تم بجای خط
--	--

### روایت ظامی مجملہ

پاک ہر لذت عشرت سی زبان و اعظ ہم نفس باغ جنان گھر ہر گنگہ کار و نکا خدمت رند قدح نوش میں پیہ ادبی خود فراموش ہو کیا اور کو سمجھائیگا کیون نہ تیرا اشارات سی عالم مجروح	جو بلا آ می آ لہی سو بجان و اعظ ڈھونڈو و زخمین کہیں جا کی مکان و اعظ جیمین ہر کاٹھے دان تو سنے زبان و اعظ رہت باز و سنے کجی پر ہر گمان و اعظ قدح کشتہ ہو گویا کہ کمان و اعظ
--	---

### روایت عین مجملہ

ہجرین میری سیانیکل رکہ پر دانہ شمع جب پڑی زنجیر گریہ پر کمان آزادی دیکھ کر محفل میں دشمن جلتے جلتے بگئی بات کچھ ہو یا نہواں شو بہا و نیالے روسیا ہی قسمت گلگیر میں لگی گئی زندگی تک آتش الفت کی تہیں بگرمیاں و امی قسمت نخل گریہ ایک ہی اوگتین ونکو بہان رات کو فانوس کی رخ پر لقا و امن گریہ پیدا دیتا ہو عیانی کا عیب کیا غضب ہو کی گل معشوق بلبل گئی	ہامی دیکھوں آجلی شب ایک چادر نہ شمع دام میں لائیگا تجاوا شکا ہر دانہ شمع کہ گئی پوشیدہ میری حال کا فضا شمع رکھتی ہو پیری میں حسن گریہ طفلانہ شمع بگینا ہی کے لیے پیدا ہو می پڑانہ شمع جان پر و انیکل نکلی ہو گئی بگیا نہ شمع بوتی ہو ناحق لگن میں اشک کا ہر دانہ شمع کس قدر رکھتی ہو پاس فرقت پڑانہ شمع تن پر رکھتی ہو دای اشک بیتا با شمع کچھ نہ آیا تجھ کو پاس الفت پڑانہ شمع
--	--

حاجت مشاطہ رکھتی ہی نہ فکر شانہ شمع  
مانگ لی پرواز کرنے کو پر پروانہ شمع  
رات بھر کرتے ہر غلط لاشہ پروانہ شمع

صاحب نیت نہیں محتاج نیت غیر  
قیدی زنجیر گریہ کیوں ہو دیوانہ کی شکل  
بعد مرن عاشقوں کی پاس بان شوقین

۱۴۲

۱۴۱

۱۴۳

سوز باطل تو نکم ہوتا جو ہوتے ہو شمع  
گل چڑھاتی ہو کھد پر بنکے نخل نور شمع  
جانتی ہو کسوں کو دوائہ انگور شمع  
مغسے کچہ نہیں رکھتی اگر مقدور شمع  
صرف سوزش کر رہی ہو روغن کافور شمع  
دیکھ وقت روشنی رکھتی ہو کیا سوز شمع  
جانتی ہو ہر لب گلکے کو ساطور شمع  
سامنے پروانے آتی ہی بنکر ہو شمع  
جل رہی ہو پردہ فانوس میں مجبور شمع  
سر سے پاتک ہو شکل غائے زنبور شمع  
عیب عیانی سے ہو سوا سوا سوا شمع  
بزم جانان میں فانوس کھدو دور شمع  
ہر بھلا کس حسن ثبات پر مغرور شمع

حسن معشوقی میں ہی رکھتی ہی سوز شمع  
کیا فرخ مرگ ہر ای ہو عاشق کا سوز  
اشک غلطان لاتی ہو اوست تیر شمع  
اشک کے دہن میں کالی اپنی پروانگی لاش  
گرمیاں کھلا رہی ہو اپنی جسم سرد کی  
سہر کٹائے گز فرخ زندگی منظور ہے  
وغد غہ ہوا اتحاد یا راند دوست سی  
حسن تابندہ ہو شعلہ رشتہ حمیدہ لب  
ہیجابی کے نرمی اوٹے نہ پروانگی سا  
رکھتی ہو سینہ مشک کثرت ناسور  
خود نانی ہو حسینوں کے لیے بی پروگی  
بہ نجاتی گرے رخسار آتشناک سے  
چند دم کی روشنی پھر سنو و نکا ڈھیر

۲۹

زیر دفن روشنی اعمال کی ہوائے نسیم  
آرزو خورشید کی ہکونہ ہو منظور شمع

۱۴۴

ایک ہی پاسی کٹھی ہتی ہر شب دور شمع  
دیکھ تو کیا دیکھتی ہو اوبت مغرور شمع

سرو مغل کی رکھتی ہو جو یہ دستور شمع  
ویسے نکستی ہو تیرا عارض پر نور شمع

پارسائی کے ہیں عمومی کیوں نہ ہو غور و شمع  
 اتحاد تیر و باطن سے نہیں مسرور شمع  
 جلوہ عارض سے تیری کیوں بھاگے دور شمع  
 آبلے شکونے رخ سے کر ہی ہو دور شمع  
 کرے وقت اسکو یاد سوز پر نہ نہیں شمع  
 شعلہ کا ہو کہ ہی سر پہ یہ چوٹی ٹوڑی شمع  
 خود بہاوتی ہے جب ناسور کو کھیر دیکھے شمع  
 عکس ترے عارض شفاف کا جو بڑ گیا شمع  
 جم گیا ہو جا بجا دو دجلہ پروانے کا شمع  
 اسقدر انداز کے تیر نظر کا خوف تھا شمع  
 آنکھ میں بائی ہو قسمت سے تو وہ ناسوکی شمع  
 شاہدان شعلہ رو کو کوچہ گردی سے شمع  
 لہجہ انی کر رہا ہے تاج شعلہ فرق پر شمع  
 سہٹ گیا منہ سی دو پٹار شعلہ غلغلہ شمع  
 قصہ میرا دیکھ کر کہتے ہیں سو سونا سے شمع  
 صدقے میں اس تیری کے جسم میں نہ ہو گیا شمع  
 دیکھ سوزِ حیرت میرا فروغ استخوان شمع  
 یاد آتی ہے جو اسکو صحبت پر واندہ ہا شمع  
 منہ سی اتنا ہی نکلا کیوں جلانے ہو مجھے شمع  
 سر پہ بار شعلہ امن میں کچھ شکونکا ہجوم شمع  
 زیر اساتھاری حسن کی سی روشنی شمع

پردہ فالوس میں ہے شاہد مستور شمع  
 دو د شعلہ سر سے رکھتی ہے نہایت دور شمع  
 سامنے خورشید کے رکھتی نہیں آواز شمع  
 یا لگن میں بھر ہی ہے دائرہ انگو شمع  
 کب ہلا رکھتی ہو شہد اسینہ مسرور شمع  
 جب چلو می ہوں نمایاں کیوں نہ ہو شمع  
 جانتی ہر رنگ اپنی زخم پر انگو شمع  
 کس قدر چکی ہے گویا ہو گئے بلور شمع  
 سرکین کہتی ہو ہر ہر دیدہ ناسور شمع  
 کیوں ہوئی تھے پردہ فالوس میں شمع  
 کسکو دکھلائی یہ اپنا دیدہ بی نور شمع  
 دو کمر پہ ہوئی اس لیے مغرور شمع  
 آج تو دکھلا رہی ہو کچھ فروغ طور شمع  
 آفتاب حسن چمکا ہو گئے بے نور شمع  
 کچھ کیا کر دیکھ تو وہ دیکھتے ہی دور شمع  
 جلد اٹھو گل کرو ایمان نہیں منظور شمع  
 کیوں منگاتا ہو عبت ای یا رب حور شمع  
 رُور ہی ہے ہکو تھکو دیکھ کر مسرور شمع  
 ہو گئی ایسی بھاری سامنے مجبور شمع  
 آگے محض میں تمہاری بن گئی فردور شمع  
 دونوں باتین کی ہیں پدا کیوں مغرور شمع

یہ بھی سبکی ناز مشوقی تمہاری شرم سے  
رخم ملتا ہی جسیف نکو بھی جو رچرخ سے

پردہ فانوس میں رہی لگے مستور شمع  
رکمتی ہے سینے میں اپنے جا بجا ناسور شمع

۱۸۵

ان میں میں اک غل لکھو مین را نسیم  
جلوہ افکار سے ہی حنا طر مسرور شمع

۳۱

اس فرغ چند ساعت پر نہ ہو غور شمع  
آپ بھر لیتی ہے اپنے شکاک ناسور شمع  
آج کل شب دیکھتی ہے یہ نیا دستور شمع  
شعلہ ویلے کے محبت کے اثر اتنا کیا  
بے نیازی ہر شکل دیدہ اعمی مجھے  
عکس افکن میں جو عارض قاتل سفاک کے  
واہری قسمت حصول و دیگر غور کی لیے  
تیرگی ہر باعث آرام موزمی کے لیے  
ہلکوش ہر سوز حال اوس میں شعلہ رات دن  
آپ دھولیتی ہر چہرہ اپنے آب اشک کے  
صورت موسیٰ غشی ہے صاحبانِ نرم کو  
واقعی محبت بی بضاعت سے خدر کر دین  
پاکبازان محبت ہر تعلق سے میں پاک  
جو کہ ہمان خدا میں اونکو ہر کیا احتیاج  
ہاں اسی معشوق عاشق حال کہنا چاہیے  
ناز مشوقی نہ انداز حیا ز اوس میں ہے  
جسم بچن زردی چہرہ لیل کسل ہے

صبح کی ہو جاگی رزق وہاں مور شمع  
رکھتی ہے کب احتیاج مرہم کا فور شمع  
مجھے تم کو دور ہوا تو تھے ہر کچھ دور شمع  
بعد مردن بھی ہی اپنی باسبان کو شمع  
کچھ غرض کہتا نہیں گو پاس ہو یاد و شمع  
سینہ ساٹو میں ہر جوہر ساٹو شمع  
آنکہ تو رکھتی نہیں کیا دیکھی اپنا نور شمع  
ہوتی ہے ایدل بال خانہ زنبور شمع  
کب بھلا رکھتی ہو میرا ساتن محو شمع  
احتیاج خدمتی رکھتی نہیں منظور شمع  
مانگ لائی ہو کہا نئے جلوہ ہاں طور شمع  
بھاگتی ہے غایہ غلٹ سے کو سوں و شمع  
بعد مردن بے کفن پروانہ ہوئی گو شمع  
اہل جنت کی لیے ہوگا جمال جو شمع  
رکمتی ہے سینے میں اپنے جا بجا ناسور شمع  
مجاہدیت ہوئی کس بات پر مشہور شمع  
بوسبت ہر صورت کو تو ہر رنجور شمع

یہی عاشق ہو کیسکی جو ہو امیر اساحال  
صبح تک طبعی رہی لیکن پوچھی تھی بات  
مجھ وہ روتی ہو میں تو ماہون تیری سچ  
اسمین سوز عشق تیرا دسین سوز ظاہری  
کستے میں اوڈ آ کی صدقہ ہو کھلی بند نقاب  
بسکہ آنکھو نہیں تصور آب کی عارض کا ہے  
برگمان جس طرح تم ناشاد حبسی میرا دل  
یہ بھی کیا میں ہوں کہ جو ہرگز نہیں بیان جم  
وامی غفلت قرب خصیت پر جو ہر سکو نظر  
بی زبانی ہی ہر چہ سر کا لکڑی تھکاؤ گے  
آپکی رخسار روشن نے مٹائی اسکی قدر  
التماس آرزو کرتے تمہارے ساسی  
ہٹ گیا منہ سی تمہاری گرد و ثابا منہ  
کب میں محتاج ضیائی غری عاشق اسی ہم

جلوہ گر ہو صورت داغ تن محو رستم  
آپکی محفل سے ولین لہجہ پنا سوسم  
اسطرف محبوبین ہوں اسطرف محبوب  
لائگی ایسا کہاں سیدہ محسوسم  
ایک ہی جلوہ میں ابنی ہو گئی بی نور سم  
آج محفل میں نظر آتی ہے مجھ کو حور سم  
دو بلائیں ساتھ ہیں کچھ طرح سرور سم  
صبح ہی نصرت کر اسکو ہو چکی بی نور سم  
دیکھو ہم تم سنیں ہی ہیں ورہی ہو دور سم  
برگمان ہو ہو کیوں ایجان نہیں خور سم  
اب نظر آئی لگی مثل چراغ دور سم  
ہاں گم ہو خلقت خاموش سی محبوب سم  
پہلے نور صبح سے ہو جاگی کا فور سم  
داغ تن ابندہ میں کھلائیگی کیا نور سم

### روایف عین مجسمہ

۱۶

۱۶۶

گم ہو عاشق کا بیان جلتا ہو بی نور حیران  
تم جلائی بھی نہ آؤ گی پس مرون حیران  
جلوہ گر ہتی ہیں میرے زیر پیرا ہن حیران  
شعلہ افسوس سی ہو سیدہ دشمن حیران  
قید رکھتا ہو کنار شوق میں و غن حیران  
درعی پیر لیے کرتے رہے روشن حیران

ولین رہتا ہو ضیائی داغے روشن حیران  
کب یقین ہو قبر پر اپنی رہی روشن حیران  
شعلہ دیتی ہیں بدین جہنم قدریں استخوان  
بعد مدت گرم محبت ہو جو وہ آتش ہرج  
مخلصی مطلوب کے طالب سے ہو ممکن نہیں  
ایک ہی منت نہ بر آئی وہ خوشقبال ہو

<p>اک تماشا ہی فروغ کر کہ شب ہجے  روشنی مٹی میں داغ دل شکاف قبری  جس قدر بے مالگی ہو باعث آرام ہے  یہ جلاتا ہوا زمین آبی تین چوڑے جلیس  شب کی تاریکی کھد پر داغ تن زیر کھد  یونہیں مر جاؤ گائین بھی سوز غم سی اسی غم  عکس عارض سہی تماری بڑ گہنی دونی چمک  اتھان کی واسطے اکثر بچتا ہوں جو میں  انتقال روح عاشق کا زمانہ ہر قریب  بجس کو کہو بھی تمہاری حسن ملتا ہر فحش</p>	<p>بانغ میں ہر مہول رکھتا ہی تہ بہن چہ داغ  مانتے ہیں لوگ جلتے ہیں تہ مدفن چہ داغ  بچہ کی سوز بہتا ہر جھٹکا ہونی روغن چہ داغ  دانی سمیت دو ستون کا اپنی ہر دشمن چہ داغ  تیرگی بالائی مدفن ہی تہ مدفن چہ داغ  جلکے بچہ جاتا ہی شب کو جھپٹتی روغن چہ داغ  چشم بد و راج رکھتا ہر عجب جو بن چہ داغ  تالیش خساری تم کہتے ہو روشن چہ داغ  لو مبارک ہو تمہیں روشن کر می شمن چہ داغ  رات بہر بہتا ہر ہر دیوار میں دن چہ داغ</p>
<p>۱۸۷</p> <p>ایسی شہم اب تم بدل کر قافیہ لکھو غزل  جوش مضمون کہ راہی اور ہو روشن چہ داغ</p>	<p>۹</p>
<p>باعث لی رفتی ہر جای دیران میں چہ داغ  تیرہ نچوٹے فرغ ظاہری رہتا ہر دور  اوٹ گیا عاشق کا لاشہ آج جگر اٹ گیا  کچھ میں مطلب نہیں گرا پاسبان ہر حم ہے  نور کی ہی روشنی سوتی ہیں وہ آغوش میں  ہر شکاف موسیٰ خود تیا ہر حسن می پاک  سو چتا ہر چمکی چمکی کہ ہوا کا ہے جو خون  نور کی آنسو پگھلتی ہیں خیال یار میں</p>	<p>اس لیے روشن نہیں کتے تیا بان میں چہ داغ  کنے دیکھا وہن شام غریبان میں چہ داغ  پاسبان روشن کر ہی اب کو می جانا میں چہ داغ  آہ کر شعلوں سے جلایا بنگے زندان میں چہ داغ  الغلا کہ کتابوں میں آج امان میں چہ داغ  جلوہ گدے کو کچھ گیسوی جانا میں چہ داغ  رات بہر بہتا ہر اپنی فکر درمان میں چہ داغ  کیا تماشا ہر کہ میں آغوش امان میں چہ داغ</p>
<p>۱۸۸</p> <p>ایسی شہم ابی خلاف ہر سابق لکھو غزل</p>	<p>۱۰</p> <p>صبح ہو جاؤ پائنتک دیو میں چہ داغ</p>



رکھتا نہیں نشان زبان و دہن چہراغ  
جلو و نئے دانکے ہیں تیرے ہر چہراغ  
جلتے ہیں آدن مرے زیر کفن چہراغ  
ہر باسبان خانہ ہر مرد و زن چہراغ  
روشن کرو نہ بجلی شب جان چہراغ  
جلتا نہیں سرِ کھد کوہ کن چہراغ  
و کھلا گیا نشیب و فراز چین چہراغ  
رکھتا نہیں مزارِ عرب الوطن چہراغ  
خیاط کو بھی چاہیے ہر کفن چہراغ  
ہے بزمِ سامعین میں ہمارا سخن چہراغ

ہاں کیوں نہ پیش بزمِ ہی بی سخن چہراغ  
محتاجِ روشنی نہیں عشاقِ آپکے  
رنے کے بعد ہی وہی شعلے مشتعل  
نہیں دیکھنے لطفِ خلق کو بیدار ہاں آؤ  
دیر پیش ہونگے عذر گذشتہ اوسے طرح  
عاشق سے کاوشوں پہ ہمیشہ ہر روزگار  
چلتے ہو سیر کو تو رہی روشنی ہی سہا  
بے رونقی و دلیلِ مصیبت ہر اسی صدم  
مفسر کا لاشہ رات کو اوٹھے تو قبر ہی  
مضمون نورِ راجہ ہوئے ضبطِ اسی صدم

۱۶

## روایف فا

۱۸۹

دن بھر بھرا پہر آیا تو صیا و کیطرت  
دی جان دیکھ دیکھ کے صیا و کیطرت  
سوی چین کبھی کبھی صیا و کیطرت  
وہ مجھ کو دیکھتا ہی میں صیا و کیطرت  
کیون کینچتا ہی تو مجھے صیا و کیطرت  
میر لطف نہ اوں ستم ایجا و کیطرت  
شرما کے ہو گیا او سے جلا و کیطرت  
پہر مجھ کو لے جلا او سے جلا و کیطرت  
گردن جکامی جاتا ہوں جلا و کیطرت  
اپنی طرف ہوں میں کبھی جلا و کیطرت

لائے نصیب کینچ کے بیدا و کیطرت  
پاسِ وفا سے منہ نہ پہرا وقتِ نزع بھی  
کیا اضطراب ہی کہ برابر میں گردش  
میں جہنمی قفس سے قفس مجھے جہنمی  
ای دم روزگار نہیں بختِ عندلیب  
کتا ہر دل کچھ اور میری طرف لطف ہے  
دیکھی جوینے روزِ جزا و سکی بیکے  
رو کو خدا کی واسطے یار و کہ جوشِ شوق  
ہر مجھ کو جوشِ شوقِ شہادتِ حیا کے ساتھ  
شوقِ نیاز ہوں کبھی قہر نگاہ ہوں

<p>ایسے مسافرانِ عدم تنگ دل گئے عاشق کا دل ہی نہیں خوشی گلزار کما مژدہ کسی طرح کا شنائتا ہو کر کوئی او کو شگون آمد فصل بہار ہے شوق خیال یار ہے یوں لگو جس طرح</p>	<p>منہ بھی کیسا نہ عالم ایجا و کیطرف آتا ہو کون حنا سے برباد کیطرف میں دیکھتا ہوں خاطر ناشاد کیطرف تکتے ہیں باغبان مری فریاد کیطرف سخت ہو طفل کو سبق یاد کیطرف</p>
<p>۱۹۰</p>	<p>۱۰</p>
<p>بہلا وہ کیا ہو میرے حال اس میں وقف وہ عند لب ہوں جسکے کھلی نفس میں آنکھ نہیں اوتھائی جسے پیش جدائی کی فروع حسن و شب زلف انہی دیکھی ہے خیال گریہ پس مرگ او سا کو کیا ہوگا نہ جانتے تھے کہ تکلیف عشق میں ہوگی ہجوم کیف کی ہر دم ترقیان میں مجھے خلش اوتھائی نہ نوک مژدہ کی شکون دور و خدا سے گھنٹہ اس قدر نہیں اچھا</p>	<p>نہیں ہے جو ستم روزگار سے واقف نہیں ہیں لطف خزان بہار میں واقف وہ کیا ہو میرے دل انداز میں واقف یہ دل ہی گردش لیل و نہار سے واقف جو آج تک نہیں میرے غم اس میں واقف نہیں تھی ہم ستم انتظار میں واقف وہ آنکھ ہوں کہ نہیں جو خار میں واقف یہ آبلے نہیں تکلیف خار سے واقف نہیں ہو جذب بل بقیر اس میں واقف</p>
<p>۱۹۱</p>	<p>۱۳</p>
<p>میں دیکھ کر کتہ طول نہ کیوں ہوں حسرت ہی رہ گئی دل عاشق میں باقی یار و راز پر شب ہجر نشے ہی زیاد</p>	<p>جز ابتداء نظر میں نہیں انتہائی لطف شانے نے کچھ بیان کیا ماجرا میں لطف رہتی ہے یہ دعا مرے لب پر بلائی لطف</p>

شانہ ہی سر لگای ہو ہے ہر قفا فی لہف  
 ثابت نہیں کیسکو ہے کیا مد عای لہف  
 ہم کہتے کہتے بھول گئی باجرامی لہف  
 جس طرح ہر دراز تراما جرامی لہف  
 رکھتا ہوں اور کیا جو تمہیں بن نہا لہف  
 کیا اند لوں ہر امیج پہ بخت برامی لہف  
 اتنا ہی اوسکے من سے نہ نکلا کہرامی لہف  
 عاشق کی جان جاگیکی لیکر بلا می لہف  
 قسمت یہ ہے کہ سر پہ تمہاری ہر جامی لہف  
 کیا کیا بلائیں سہتی ہیں شہر برامی لہف

عاشق کے دلوں کو دوئی سے نہیں فراغ  
 عاشق کو دیکہ دیکہ ہوتا ہے سچ و تا  
 بخشا جو بیکراری خاطر نے افشار  
 میری ہی داستان کو سپر ح طول  
 دیتا ہوں اپنی جان اگر کیجئے قبول  
 پائی تمہاری سر پہ جگہ واہری غضب  
 اللہ میری ضبط عاشق چپا رہ گیا  
 صدقے کیواسطے ہر تمہیں فکر کیا ضرور  
 قربان اس نصیب کے کیونکہ نہ چاہئے  
 سچ ہر محم شوق ہی ہر قمرای کشیم

### رولیف قاف

۱۵

یارب آباد رہے صحبت میخانہ عشق  
 قہقہے کرتا ہے کچھ آج تو دیوانہ عشق  
 سن لو کچھ عاشق بتیاب کا افسانہ عشق  
 کب بھلا رہتا ہے خالی کبھی کا شانہ عشق  
 یہی کرتے ہی سدا پرورش آنہ عشق  
 ظاہر انخل و غمر سے ہر برمی دانہ عشق  
 نہ رکا قید بھی ہو کہ ترا دیوانہ عشق  
 دیکھو بی شمع کی چلتا ہی ہر پروانہ عشق  
 اب تو کہے سے نہیں کم در سحرانہ عشق  
 وار ہیکا یو ہین ہر دم در سحرانہ عشق

۱۹۲

ہم غریبوں کو بھی ملجاتی ہیں چاہئے عشق  
 یا دیکھا آیا ہے مزد وہ جو روانہ ہوا  
 رات کم آتی ہے آرام سے پھر سو رہنا  
 ابھی ہتا ہے میان کوئی نہ کوئی مشتاق  
 اور خاک یہی نہیں جیسی بشر کی ہو خاک  
 نہ درخت اسکا ہے کوئی نہ کہین ہیل اسکا  
 روح پرواز ہو ہی کام نہ آئی زنجیر  
 حال کہتی نہیں مر جاتے ہیں عاشق خاموش  
 سجدی ہوتی ہیں زراہوں کے دم مستی شوق  
 بند ہو جائے گا دغظ و در توبہ لیکن

جو کہ بیوش جان ہر وہ ہر فزانہ عشق  
 صد مین اور ہی رکھتا ہی برنجائہ عشق  
 ہر دم آباور ہا کرتا ہے ویرانہ عشق  
 سینہ عاشق افروہ ہوا خانہ عشق  
 ورنہ بھر لوگ کہیں گے تمہیں بویا عشق

بیوی میں خودی ہے جو سمجھ کر کھتا ہو  
 جب نظر آئی تو کیں جای کہ کیا عالم  
 کب تصور ہی ہی ظانی دل سے کہو  
 کسکو تھی اسکی سوا منزل ویران مرغوب  
 دی چشم اب نہ محبت کی منت نہ کرنا

### روایت کاٹ

اللہ ری نزاکت کہ بچا آئی کر تک  
 آپونچی ہن تیر نظر یار جگر تک  
 ہم خود سفری ہو گئی تھی قس قس تک  
 مولف کی آئینہ اگر موی کر تک  
 شانہ ہی آجائے کہین موی کر تک  
 آہن مری ہوا تھی ہن برشب تری تک  
 واہ تھی ہن درختم کے سینے سے جگر تک  
 ہوں آجکی شب اور ہی جان بھر تک  
 پونچا نہ مگر باتہ گریبان بھر تک  
 رہ جائی کوی حوصلہ باقی نہ بھر تک  
 جاسکتی نہیں میری دعا باب اثر تک  
 افسوس کہ او سکونہوی میری خبر تک  
 لے آئینہ او نکو ہی کہتی ہوئی گھر تک  
 آتی ہے قدم لہنے کو حشت مری گھر تک  
 محرومی قسمت مری ساتھ آتی ہی گھر تک

پونچی جو دم شوق نظر یار کی سرتک  
 امی روح نہ اتنا قفس جسم سے ہوتا تک  
 مرا تینکے پہلے دم خست طلبی سے  
 کچھ دوز نہیں تیری نزاکت ہی جو بل کما  
 بابوسی کا کٹل کوی آسیب نہ پونچا ہی  
 گو چکو خبر ہو کہ نہوین نہیں غافل  
 کیا و غل جو کم ہو مرے گلے نے دامن  
 گریدہ نوازی کا ارادہ ہے تو جلد آ  
 کیا کیا نہ ارادی تھے مری جوش خون  
 اسی دلوں شوق شب چل صنم ہے  
 وہ نصف ہر اک لفظ زبان پر نہیں آتا  
 جسکے لیے میں پیچر ہر دو جہان ہوں  
 اک طرفہ تماشا ہے فرادیکہ تو تم ہی  
 ہر چند ہوں دیوانہ مگر ہے ادب اتنا  
 تنہا تری کوچے سے کہی میں نہیں بھرتا

وہ حسن کی گرمی ہو جب آتا ہوں تجی پاس  
اسی ضعف اجازت دی کہ میں برہنہ آئسوں  
شعلہ سالبتا ہر مری پانوں سے سرتک  
آتا نہیں دامن بھی کہی دیدہ تریک

۱۳

۱۹۴

وہ حال نسیم اب ہی کہ دشمن بھی ہو محبوب  
منہ اپنا چھپاتا ہے مرا زخم جگر تک

یہ حالت اب تو پہنچی ہو کہ رو تھی دین شہنشاہ  
وہ خوشنویس جو کہ پسندہ پونچ جاتا ہوں شہنشاہ  
کہ آتا ہی اب میرا گریبان میری دامن تک  
میں سے محو ہو سکتا نہیں سوچتا آہن تک  
کہا غیر کے کر کہی نہیں جانکی گلشن تک  
وہ گوہر زیبا میں ہیں نہیں کہتی جو روزگار  
ہزاروں بار پہ آتا ہوں جا لیں نشین تک  
کہی سہا غری قالب میں کہی شیشے کی کوں  
بگولی خاک ہو جاتے ہیں آتی آتی مفرق تک  
بہر ہی ہیں آنکھیں آنسو نہیں آتے ہیں تک  
گل پشورہ ہوں کیا جاؤ گا گلچین کے تریک  
دہلا آتا ہر مثل اشک خاروں کو جو بن تک  
گلستا نہیں لباس ماتی پہنہ ہو سون تک

خدا را علی بار و عجب اوس شوخ بد ظن تک  
وہ طلبچن کہ جسکو نرم زبان پر لائیں سکتے  
خرم پری کو حسائے جبکی ہے اس قدر گرو  
وہ ہوں دیوانہ مفلس سلاسل حبسی ٹوٹی ہو  
پہر آتی میری مالی بد و ماغی کیہ گلچین کے  
سیری آنسو ہی لطف کے نیاز سی نہیں خاک  
نہیں ہو یاد کہ طول گرفتاری سب بھولا  
بنا ہوں بادہ ہر ساعت مجھی آغوش حاصل کر  
دوئی آئی نہیں تیری مری تاثیر تنہائے  
بشکل ابرجساک جگو کھل آب ریزی ہو  
نہ آئی کی صیرجیت دشمن بھی قسمت سے  
ندامت کیا ہوئی اسی کہ نصرت سکھو کرتی ہو  
دخون کو کیا بی برگس رخ مرگ بلبل نے

۲۶

۱۹۵

نسیم اک اور بھی لکھو غزل جو لان طبیعت ہو  
بڑا آتا ہو جوش نوز مضمون فکر و شن تک

وہ شبنم ہوں پونچ سکتا نہیں لوں کی دامن تک  
گلا گھونٹا گریبان نے جو اشک آئے سہی دامن تک

حجاب برافراں ہو گزر کیونکر ہو گلشن تک  
بہا تاسیل گریہ کیا کہ جاتے یا رہد ظن تک

کمال ضعف گھر کی انسویری کہتی ہیں  
 وہ کہتی ہیں یہ جو کسکے دل بیتا کا شعلہ  
 ہجوم جوش محبت سے ہو پڑا اویسے  
 ہوا ہی بوسہ میں خاک ہو کر ہی لبیان  
 قدم جنبہ نہیں ہے صفای عارض جانان  
 تری چٹنی سر چوڑا آنسو بنے ساتھ کھونکا  
 نہ امت ہوگی ایدست جنوں گر کچہ ہا باقی  
 نگاہ قہر سی کیوں گھوڑا ہر دم ظالم  
 خوش قسمت نفس میں ہم قفسن سب کوں پر  
 خطامیری نہیں صبا دیر سے آرزو لجا  
 کہی گلچین لکارا کہی صبا دے گھوڑا  
 بہار فصل گل آئی ہر میں کنج قفس میں  
 نکلے زادی صبا لیکن رحم کرا تنا  
 گلوں کے آتش خسار سی شعلی بھر کتی ہیں  
 قفس کے جھوٹ کو دم چل کے نو سیری ہر  
 وہ بیتابی کہاں مکن جو توڑی ام جہمی کو  
 ادای رحم ماتم ہم صغیر کسمین کر لینگے  
 قفس رکھا ہر اتنی دور صبا و تلمکے نے  
 تری عاشق کا لاشہ ناپسند طبع ہی سب کو  
 ہمیشہ ہر شگاف قبر سی کچہ دور رہی ہر  
 ہمتاری ہرزہ گرد کا خیال آتا ہر جہیز

مردای خاطر شوق لچل جھکود میں تک  
 کہ میر جاتی ہوا کی بجلی سی آکر میری مریں تک  
 گریبان سی او بکرا تہ آجاتی ہیں اسریں تک  
 ہوا آتی نہیں ہے کسی کی محکود میں تک  
 پہسلتی تو نظر ایسی کہ آجاتی ہر دم میں تک  
 گلے مل مل کی اسپین جلتی ہیں میں تک  
 غضب بیا جوا یا بخجہ کر کا ہاتھ د میں تک  
 قسم لے لے میرا تہ ہی پونچا ہوا میں تک  
 نظر بھی اتبوجا سکتی نہیں لو ار گلشن تک  
 کہ محکود کھینچ لائی تھی میری لو ار گلشن تک  
 نہ ٹھہر الیکم گلشن میں جب آیا نشمین تک  
 مبارکباد محکود ہونڈہ جاتی ہر نشمین تک  
 نظر سنی کہ لون لچل عجی اجوی نشمین تک  
 لگی ہر آگ کو سون سطح جاؤں نشمین تک  
 نہیں ممکن کہ میری روح بھی ابی نشمین تک  
 وہ آزادی کہاں حاصل لجا ہی نشمین تک  
 صبا لجا یو دو چار پر میرے نشمین تک  
 کہ میری آرزو بھی جا نہیں سکتی نشمین تک  
 نہیں آنا گردہ مور بھی سوراخ مدفن تک  
 صبا بھی ناز کرتی ہر اگر اتی ہر مدفن تک  
 ڈوبو تیا ہر سیلاب نہ امت محکود گردن تک

<p>ہجوم کیف مستی سی یہ عالم تجوہر ساقی          بیتا ہو جو ابر تر متناہین ٹپکتی ہیں          غنیمت ہر شمیم آزا و ہونا جب میسر ہو</p>	<p>جلاتی ہوئی اہلی ہوئی شیشی کی گڑبک          ڈبو دی آہ میں آج ساتی جگر کو کون          طین کچھ صغیر و نسے پونچھ کر صحن گلشن تک</p>
--	---

۱۹۶	روایت کا ف فارسی	۱۵
-----	------------------	----

<p>پونچھی تیرون سینہ سلاک کر جگر میں لگ          باران کے بدلے برق تر پتی ہویات و          دیدار کی ہووس۔ نے جلایا نگاہ کو          گیسو عشق اشک کو انگر بنای گا          ہو عمر طول آہ شہر ربار کی مے          بزخمل عشق اور پروہ کو نسا شہر          تھوڑی غلام حکم سے ہوتا ہر خشکین          پڑتے ہیں آہلی جو چوہی کو ی اشک گرم          ہر ناز سوز ہجر کو ہونکا ہے مینے دل          وہ سنگدل بجا ہی جو شعلہ مزاج ہے          مین آب جل گیا پیش التماس سے          بلبل کے گریو نئے تعجب ہوا مجھے          وہ سوختہ نصیب ہوں جس جا ہونگا مین          تقدیر کے بگاڑ کا چارہ محال ہے          کیا منہ ہو کیا مجال کیسی ہی اب شمیم</p>	<p>ای اشک دیدہ و ڈوگر لگی بال بریں آگ          کب کے بولی ہوئی تھی دل ابر تر میں آگ          وہی شعلہ ہامی حسن نے پای نظر میں آگ          دھکا کر کی شام و سحر چشم تر میں آگ          ہنگام احتیاج ہو موجود گھر میں آگ          ہو چکی بیخ و ریشہ و برگ و ثمر میں آگ          کیسی بھری ہوئی ہی مزاج نشتر میں آگ          اسی چشم تر نہان ہو گرا اس گھر میں آگ          کہتی ہو آہ مینی لگا نے بگر میں آگ          جو سنگ ہو ضرور ہو اسکی جگر میں آگ          بخشے مری و عافے خود اپنی انتر میں آگ          بہر وی کہا کی عشق فی ایشیت پر آگ          قسمت مری لگا نیکی دیوار و در میں آگ          ٹھیرے کہاں بشر جو لگی اپنی گدڑ میں آگ          پیدا ہو لطف سی جو ہر اک شعر تر میں آگ</p>
---	---

۱۹۷	روایت کا ف فارسی	۱۳
-----	------------------	----

<p>کس مکتہ کہتی ہے کہ مین ہوں آشنائی</p>	<p>بلبل بانسے یہ بھی نہ نکلا کہ ہاے گل</p>
--	--



دیکھا طلسم اس چسمن روزگار کا  
 آنکھوں سے دیکھ لو ستم روزگار کو  
 بلب اسیر ہو تو کروں جاگ پرہیز  
 ای عندلیب کیا نفس چند کے بہا  
 سٹرا اگر قدم ہی تو آغوش دامین  
 فصل بہار و وقت خزانہ نوساتہ بین  
 کستی سستی عندلیب کہ وہ تیرہ بخت بین  
 ارباب ضبط کے نہیں کہلتے لب سول  
 اسی رنج ہجر اور کسین ہونڈاہ لومکان  
 اس ضبط عندلیب کے قربان جائے  
 رسوا کیا محبت خندید گے نے آہ  
 شاید نسیم آمد فصل بہار ہے

بلبل کے بدلے زانغ ہیں کانٹے بجائی گل  
 کچھ پوچھنا ضرور نہیں باجرامی گل  
 ہم خوب جانتے ہیں یہ تہا مدعا می گل  
 دودنکے بعد پرہیز ہی ہا می گل  
 افسوس دیکھنے ہی نہاتے لقامی گل  
 وہ ابتدای گل ہو تو یہ انتہای گل  
 راحت کمان اوٹھانہ سیکے ہم جفا می گل  
 اپنا ہی خون لہر چین میں غدا می گل  
 رہتی ہر عندلیب کے دل میں ہا می گل  
 آئے زبان پر نہ کہی شکوہ ہا می گل  
 کھلنے لگے قریب سحر پردہ ہا می گل  
 پیدا ہو چند روز سے سرین ہوا می گل

### روایت نسیم

۱۹۸

دیکھ اوقاتل بسر کرتے ہیں کس شکل سر ہم  
 ہا می کیا بچو دیکھا ہر غفلت امید نے  
 رشک عدائے کیور وشن بد نہیں استخوان  
 اسکو کہتی ہیں فاداری کہ بلند قتل ہی  
 طول ہتی راہ عدم گہر کے سوئے قبر میں  
 جسم روشن نظر آتی ہیں جلوے روح کے  
 خالی از احسان نہیں یہ ہی وقت اضطراب  
 آؤ تپسین سمجھ لیں غیر کا ہے کوئے

چارہ گرے در دنا لان در گردل نسیم  
 حال لکھتو ہیں اپنا پروسی قاتل سویم  
 شمع محفل ہو کی اوٹھی آپکی محفل سویم  
 داغ خون ہو کر نچوٹے دم قاتل سویم  
 پاؤں پہلائی تیکے جب دوری منزل سویم  
 حسن لیلی دیکھتے ہیں پردہ محل سویم  
 خوش تو ہو جائیں تیرے وعدہ باطل سویم  
 تم کہو دے ہمارے کچھ تہا می ل سویم

شکے رو دیتی ہیں اکثر صورت زخم جگر  
آپے راتی ہیں اپنے خندہ باطل سی ہم  
شک ہر حسرت اپو سکی ولین آنا ہو سی  
اپنے قالب کو بدل لین قالب سی ہم

۱۹۹ سینہ دل میں ہجوم داغ حسرت ہے شیشم  
مہول جن لیتے ہیں اپنی گلشن حاصل سے ہم

زر گرد و خا خوش ہوں وہ کرنیں بزم  
اور دیوانہ لسنے رکھتی ہیں فراتو قیر ہم  
کفر و دین کی قاعدی دونوں اہل ہیں  
یونہیں خوش کرتے ہیں لانا و صدل  
آگیا جسد خیال جو شش و لوگی  
سنو او ظالم ہلایہ ہی کوئی انصاف  
وصل میری اونکے ہو گا کیا اب شین  
روز کا جھگڑا و ٹھائی کون لیتی ہیں آج

طوق ز ترہم ہنوں مہین آہنی زنجیر ہم  
ڈالتے ہیں آپ اپنے پاؤں میں زنجیر ہم  
فوج وہ کافر کرے منہ سی کہیں تکبیر ہم  
کہنچے ہیں ایک جا اپنے ترمی تصویر ہم  
چاک کر ڈالیں گے اپنا نامہ تقدیر ہم  
لائق الطاف اعدا قابل تذریر ہم  
کھدو آسین بجلی اس خواہی تعمیر ہم  
اتھان کاوش قاتل یہ شمشیر ہم

۲۰۰ کیون نہ مستغنی رہیں فضل خدا ہی اسی شیشم  
رکھتی ہیں ملک سخن کی واقعی جا گیر ہم

چھا کرین وہ فی ریزن تو نہیں ہم  
زخموں کو اگر خلق کے انکھو لسنے چھا پا  
ظالم صفت شمع مرا حال بنایا  
تھی خاک پریشان پس دن ہی ہیں آد  
دیوار کے کیون رابطہ دو د جگر ہو

چوٹی کی طرح سے پس گردن تو نہیں ہم  
سی وینگے ہلا ویدہ سوزن تو نہیں ہم  
سرکاٹ کے کتا ہو کہ دشمن تو نہیں ہم  
مرد ونگی طرح قیدی مدفن تو نہیں ہم  
کچھ سر نہ کش دیدہ روزن تو نہیں ہم

۲۰۱ رولف لوٹن

بدلی نہ گالیوں سے کہی یار کی زبان  
آئی نہ کام کچھ کسی غخور کی زبان

نالہ ہی عرض حال ہی صیاد رحم کہ  
آئیگا کون آبلہ پا جسکے خوف کے  
غفلت شعار گرجے آنا ہے جلد آ  
منہ چڑھنا آجکل نہ کہیں شایان مرگ  
موفیکا ہی کمال بھی انجام کو گزند  
تیر و سنان و خیر و شیدا بد آ

گویا نہیں ہی بلبل گلزار کی زبان  
سوکھی ہوئی ہی شہت میں ہر خار کی زبان  
لے بند ہو چکی ترے پیار کی زبان  
بگڑی ہوئی ہی قاتل خو خوار کی زبان  
ہے خوف تجنی تیز ہو تلوار کی زبان  
ہیں زخم چوستے انہیں و چار کی زبان

واقف نہیں فصاحت الفاظ سے عدد  
سمجھے گا کیا نسیم کے اشعار کی زبان

۲۰۲

بجلی سے کوند اوٹھی جو کہلین تہم شکر پاؤں  
جی کیا لگے کہ صحبت زنجیر ہی نہیں  
ہوں پیک ہم ہی میں وحشی سبک ہم  
مدفن کو حشیم مورے مجھ حقیر کے  
پاس لو سب گروہ نہیں ہے مقام پا  
مشاطہ دیکھ تو نہ لگا بیٹھنا کہیں

خوشید آگ چوم لے اوس گلبدن کے پاؤں  
قاتل نے کالی پہل ہی مجھ خستہ تن کے پاؤں  
پوچھو چین مجھ تک اسے کہاں ہیں ہر نگے پاؤں  
کنج نزار میں بھی پھیلائی تن کے پاؤں  
جائیگا کوئی یار میں سر میرا بن کے پاؤں  
منہ دی کہاں کہاں ہی غنچہ دہن کے پاؤں

باغ جہان میں ہو بڑھتا پھرتا ہے یار کو  
تھکتے نہیں شمع خستہ سخن کے پاؤں

۲۰۳

جب تیر نظر تابہ جگر جائینگے لاکھوں  
عیسیٰ تیری عہد میں کچھ ہو نہ سکیگا  
وہ کوچہ دلکش ہی تیرا قاتل سفاک  
مشتاق قفس ہوں اگر خاک ہی ہوگا  
پیر اک یہاں بچر فنا کے ہی بہت ہیں

دو چار تو کیا جی سی گز جائینگے لاکھوں  
اک انکی کہنی میں تو مرجائینگے لاکھوں  
گو جائسے جائینگے مگر جائینگے لاکھوں  
صیاد کی گھر تک مری پر جائینگے لاکھوں  
تلوار کی ہی گھاٹ اوپر جائینگے لاکھوں

۴	ولہ	۲۰۳
اتنا بھی بے خبر نہیں ہوں ہر چہ کہ ہوں مگر نہیں ہوں کچھ آپکی میں مگر نہیں ہوں عاشق ہوں نامہ بر نہیں ہوں		بھولوں تمہیں وہ بشر نہیں ہوں اللہ کے سر کا ہاش تن و کھلائے نہ دون یہ غیر ممکن بجائ کہے بجانے دوں گا
۱۱	ولہ	۲۰۵
دعا میں جاگ کر سو رہیں آغوشِ مطلب میں کہ ہو جاتی ہو ریشِ بیشتر جامِ لب میں غضب کے شوخیاں میں دلی و شام میں ٹپکتا ہوا لال اشک چہن در میں کہیں آؤ کہ جاک تین میں نہیں چہن کو کہیں ثوابِ برگِ لہا ہر غلابِ نیشِ عجب میں نگاہیں بچ کر رہ گئیں جامِ لب میں شیر آہِ خوابیدہ ہو پہلوی کو کہیں کہ تھو میں بہت سے لطفِ معجونِ مرکب میں بلندیِ حسن نے پائی نشیبِ سطحِ غنیمت میں کہ تاثیرِ نینو در آئینِ چرخِ سر خوشی میں		یہاں تک طول تھا ہی ہم نفس کل سحر کی تین بہار ہوں کچھ کل جائے منہ سے ضبطِ مطلب میں ہمیں حضرت سلامت کی صلواتیں سنائی مری آنسو کو قطرے میں جسے شمع سمجھتے ہو یہاں تک اہ و بچی لافِ شبِ ہر نورِ پیری کہ درتِ زندگی کی یادِ ابرو پاک کرتی ہو لیے انکار ساقی نے ہزاروں خونِ گردِ پیر بلندی پر ہو اقبالِ محبت خاکسار و نکا لب و خرسار و کامل چشمِ دابر و سب کو بہارِ نور کا دریائے چاہِ زرخند ان کے یہاں تک جذبِ کلا یا مری مٹیابی دل
۳	ولہ	۲۰۶
بات نکلنے لگے ہر بات میں تیسرہ نصیب جو ملے رات میں		لطفِ کمان اب وہ ملاقات میں تھی وہ اندھیری کہ خدا کی پناہ
۱۱	دیر نہیں حلِ مہات میں	۴۷ فضلِ خداوند اگر ہر نسیم

تیکو بھی مشکل پڑیگی عاشقونکی داؤدین  
 پوچھ لو ہم جانتے ہیں خج گھٹ بڑھ رات کے  
 بار ارجاب دعا ہو سراوٹھاؤن کس طرح  
 کس تاشا دوست نے مو تاشا کر دیا  
 منہ سو نکلی بھی نہیں تھی صاف جسم اللہ عشق  
 جانب نیچا جو ہننے قدم رنجہ کیا  
 لطف تکلیف نفس کچھ ہے پوچھا چاہیے  
 اور بھی تکلیف امی قاتل کہ نیدا دوست ہو  
 برقی نے اک طرز بیتابی مر اسیکھا تو کیا  
 غیرت دیوانگی کا سلسلہ کیا توڑیے

۲۰۸ ببل بستان حدیث پہا چلن قسم

دل جگر باہم ہر ہون سینہ زنجیر میں  
 سلسلہ تھا عقدہ ہر پیچ کا تقدیر میں  
 دور سے نا آشنا ہوتے ہیں اکثر تیرہ دل  
 خواب چشم منظر کو باعث تقصیر ہے  
 میری وقت کی جو کینچی دستانی و شبیہ  
 اس قدر ٹکرائے میر جس سے آہن ہونگاہ  
 پیر میں کہہ رہا ہے میری قربانی کا مال  
 کم نہوگی اپنی گردش چارہ گرد تیر سے  
 عصمت دیوانگی فردی رخصت شوکت  
 سادگی دیکھو تمناسی صباں یار سے

دو نو عالم ہیں ہمارے حلقہ فریاد میں  
 چشم وایمانہ شب ہر تھماری یاد میں  
 حلقہ احسان پڑے ہیں گردن فریاد میں  
 کون لے آیا ہمیں اس عالم ایجاد میں  
 پہلے ہی رونے لگے ہم خدمت و ستاد میں  
 جام چھلکے خم لٹھے رسم مبارکباد میں  
 بدترین آخر ہوئی ہیں خدمت صیاد میں  
 زخم منہ کھول ہوئے ہیں لذت بیداد میں  
 سیکڑوں باتیں ہیں سیسی خاطر ناشاد میں  
 ننگ آتا ہے کہ جائیں صحبت حداد میں

عمر کو ضائع کر اس گلشن ایجاد میں ۱۲

دو زبانیں جاہیں قاتل سان تیر میں  
 وہی گردہ حداد نے ہر حلقہ زنجیر میں  
 خشرنگ آئندہ کیا دیدہ زنجیر میں  
 اس لیے بیدار یاں ہیں دیدہ زنجیر میں  
 جز ہجوم اشک خامہ کچھ نہ تھا تصویر میں  
 جی میں ہر مہیا کریں درخانہ زنجیر میں  
 رنگ ہی جلاؤ ہر تحریر دہنگیر میں  
 صورت گرداب ہر کشتگی تقدیر میں  
 عمر بھر ہننے بسر کی خانہ زنجیر میں  
 آج تک ہم ہیں فریبہ بڑا تاثیر میں

دو خط معکوس توام ہو گئی تخریر میں	چوڑ کر خط قفا جلا دے کاٹا کلا
۲	۲۰۹ اگر کوئی جاہل سمجھے شغری تیری امی نسیم کو نسا ترک ادب ہو جائے گا تو قیر میں
ہوش سوئے نہیں ہر گناہ اعمال میں بڑھ گئی زنجیر کو سون شوق استقبال میں	ہی عجب تاثیر بیوشی ہماری حال میں طوق فی آغوش میلانی ہمارے واسطے
۲	۲۱۰ ولہ
دل کے مانند ہو چچین مرے پہلو میں آگ لگ جا ہی یہ گرمی ہر ترے کنبو میں	وہ کس فی ہیکے اگر کے کمین قابو میں اشک باتوں سے جو پونچے تو کہا جہلا کر
۳	۲۱۱ ولہ
کر چکے جو کچھ کہ کرنا تھا ہمیں عسر کا پچا نہ پہنا تھا ہمیں راستی سے کیا مکڑنا تھا ہمیں	مر چکا جس پر کہ مرنا تھا ہمیں اشک ریزی بے سبب اپنی نہ تھی بوسہ کر لیتے تو کھاتے ہاں قسم
۳	۲۱۲ ولہ
بلار ہی ہی گاہ اجل فروش ہمیں بہت دلوں سے نہیں التفات ہوئی ہمیں لباس برہنگی ہے وبال دش ہمیں	سمجھ کے نازہ خریدار گرم جوش ہمیں لحاظ بے ادبی ہوا ٹھاتین سر کیونکر اوٹھا سکیں گے یہ تکلیف پیرہن کیونکر
۹	۲۱۳ ولہ
چشم ترہر و زہناتی ہی پیرا ہن ہمیں شمع کی صورت فروغ رشتہ گردن ہمیں چاہیے ہر اور ہی گردن تہ گردن ہمیں لیجے ہمسے گریبان دیجے دامن ہمیں	غرق بحر اشک ہیں کیا حاجت امن ہمیں رہنمای تیرے ہی منزل مقصود میں امتحان تیغ قاتل آج کرنا ہی ضرور دیکھ کر مجھ کو گریبان چاک کتا ہی ہلال

بعد مرن ہی نہیں شان جو نہیں کچی فرط کا ہش سی حالت ہو کہ سون چلی اب کسی ہی فرصت منت کشی ای باغیا آہ آتش باری طوق و سلاسل ہیں گدا غیر ممکن ہی امید محبت پہلوی دوست	چاکر جاسی ملا ہو پہلو دفن ہمیں خواب میں ہی اب نہیں آنا خیال ہمیں واغ دل کمار ہی ہیں جلوہ گلشن ہمیں موم سی بھی تم ہی سنگینی آہن ہمیں کم نہیں رنج قضا سی منت شوق ہمیں
--	---

۲۱۳	ولہ	۱
موت کا ہیکو قیامت تک اب ٹکی ہمیں		سخت جانی حضرت عیسیٰ بنائگی ہمیں

۲۱۵	ولہ	۱۳
-----	-----	----

ستم ساری وہ سامان مصیبت یاہین جوش خون کیسا یہاں تن خشک ہو تھکا ناکجا فکر اسیرے رحم اے صیا دگر طامعان پر پوئیں خیل نگسے کم نہیں حکم ہی مرنے نہ بائیں بسجھل تیغ جفا ہم اسیر ان قفس کیا جانیں لطف بوستا ایک سی ہتی نہیں ہو گر دش لیل و نہا آسمان و فرش و کرسی ایک ہی غالی نہیں ایکجا بیتا بے دلے نہیں ہو قرار کو نسا وہ گل ہے جسکے دید ہم کرتی نہیں کب یقین ہو کہ مگوبی آغوش آئی ہوگی نیند کس تمنا پر کسی کے بار خاطر ہو جیے ہاتہ کمینچا جب جہان سے بی نیازی بڑائی	ہم ابھی کچھ قفس سحرغ تو آزاد ہیں اور دیوانی ہیں ہنسنے فضا دہین مور و بیدا دہین جو صاحب پیلہ دہین دو نہ دو کچھ پاسان خانہ قنادہین اوس ستم ایجاد کی کیا کیا نئی ایجاد ہیں مدتوں سے مبتلا ہی رحمت صیا دہین ساتھ ویرانی ہو اوٹکی جو میان آباد ہیں ہر جگہ دو چار اپنے مسکن فریاد ہیں صورت خاک پریشان ات دن باہین عند لب نغمہ سنج گلشن ایچ دہین رات سی کیا کیا گمان خاطر ناشاد ہیں چند دنگو وار دو نیاسی بے بنیاد ہیں کب کیسے ہم ہلا منت کش امداد ہیں
---	---



۲۱۷	خاکسار و نکو سر و رطیح بجا ہے نسیم اپنے منہ سے کب کہا ہے کہ ہم اور ستاد ہیں	۲
لیب چوسے ہوئے کیونکر نہیں ہیں نصیب دشمنان ہاں کچھ لوگوں کے سبار کسا و آزاد می ہمیں کیا نپو چھو شمع سے تکلیف ہستی	کہ ہیں گلبرگ لیکن تر نہیں ہیں کہ رخسارے ترے انور نہیں ہیں یہاں رقصے بال و پر نہیں ہیں کہ شب بھر میں ہزاروں نہیں ہیں	
۲۱۸	ولہ	۴
رہز دو چار دکنی سیراب بستر اوٹھا تو ہیں ہمارے بعد قافل انتظار چند دم کرنا ہمیں لٹا ہوا کس ظالم کی دردیدہ نگاہوں ابھی دیکھے نہیں تھنے اثر جذبات مجھ سے	عدم میں ہی بہلاجی کہیں ہم اور جا رہے ہیں کہ مشتاق قضا ہیں اور ہی و جا آ رہے ہیں نہ سینہ میں جگر باقی نہ دل پہلو میں با رہے ہیں کہ در انکار دیکھو سطر جسے پہنچ لائے ہیں	
۲۱۹	ولہ	۴
الفاظ و معانی کی کروٹ جو بدلتے ہیں شکل اور بدلتی ہر جب شکل بدلتے ہیں کچھ زور نہیں چلتا جب زور نہیں چلتا فصل آئی ہو کیسی کس جوش ہر مستی	پہلو سے مطالب کے پہلو سے نکلتے ہیں ہم صورت اشک اکثر پڑاؤں بھی چلتے ہیں وہ دکنی طرح میرے قابض سے نکلتے ہیں بو دیتے ہیں گل مسکی ہم عطر جو ملتے ہیں	
۲۲۰	ولہ	۸
گر شمع غم سے سبب و فتنہ عالم سمجھتے ہیں نظر میں نہ تباہی ہو یہاں تک رفاہی ڈراتا ہو کسے واعظ غائب ز محشر سے سوال مخلصی سے ہو کوا ہی صہا دیکھا حال	تری اس چشم دردیدہ کو تو رہم سمجھتے ہیں صدای خندہ گل نالہ ماتم سمجھتے ہیں قیامت اک خیال کا کل برہم سمجھتے ہیں بہار گلشن ایجاد کوئی دم سمجھتے ہیں	

جاکوئی نگرین اپنے دل محروم حشمت  
گمانِ نفل سے کشتونہ حکم سرِ بانی ہے  
انیں قس تہائی تجو امی غم سمجھتے ہیں  
دہانِ خمِ چسپیلِ باہم سمجھتے ہیں  
دل چپک بھرتا ہے بے تکلیف ہزار  
شرکتِ یدہٗ خو بارہم ہم سمجھتے ہیں

۲۲۱  
شعیرِ ہوی ہم موجود باب فصاحت ہین  
کوی اردو کو کیا سمجھی گانیا ہم سمجھتے ہیں

کیون حوصلہ ستم کارِ بجانِ ہانہین  
یہ رحم ہو نصیبِ عدو میں تو مر چکا  
کیا تیری دلیلیں کوی اراں ہانہین  
اب میرا حال قابلِ احسان رہا نہیں  
اوس بت کو دیکھ اسی اوس کی سی کشتین  
کوئی جہان میں صاحبِ ایمان رہا نہیں  
حورین خوش آنیں کہ بہلتا ذرا نراج  
کیا آکا خیال مجھے وان رہا نہیں  
وڑتا ہوں بجز نراج کہوں کس طرح کہیں  
بس بس معاف حوصلے اپنے تھکا نہ تو  
وڑتا ہوں بجز وہ خود رفتگی مجھے  
مدت ہوئی فراغِ تعلیق ہے یمنون  
اسی چارہ گرین قابلِ درانِ ہانہین  
تیرا ہی خوف امی شبِ بجرانِ ہانہین  
دلت ہوئی فراغِ تعلیق ہے یمنون  
اب ہاتھ کیا ٹہرے ہگر یانِ ہانہین  
کسکو فروغِ حسن کے تیرے اماں ملے  
کیا میرے طرح آئینہ حیران رہا نہیں

۲۲۲  
پیری میں التفاتِ محبت ہو کیون شعیر  
گذرا شبابِ عمر وہ سامان رہا نہیں

ای بخیر گد معاف یہ احسان کر نہیں  
کو مرثوہ قبول دعا ہے مگر مجھے  
چپ جائین منہ و کھاک و ذرِ خم جگر نہیں  
احسانِ نجات بد سے امید اثر نہیں  
کیا کیا رہی نشیب و فرازِ فطر مگر  
ثابت یہی ہوا کہ دہانِ جگر نہیں

۲۲۳  
ولہ  
سیرے مرنے کی خبر سنکر وہ کپشادان نہیں  
ہامی اب کیا کچی یہ بھی اوسی اراں نہیں

تم اگر آؤ تو حاضر کو نسا سامان نہیں  
 لطف ہی محو ہوا سنی سوچا جس کی لسان  
 وڑ عیب ہر اشک کا قطرہ کوئی طوفان نہیں  
 یہ تو شرم گفتگو ہو شکوہ جانان نہیں  
 تیرا ہو لیکن کہیں نہ دامن بزرگان نہیں  
 گویا بوسے مگر کچھ ہی مزا ایجان نہیں  
 پھر کیوں کہتی ہو میری لہیں پران نہیں  
 آدمی ہوں کچھ تمہارا خندہ نہان نہیں

اشک میری پاؤں پہنچن لہلہ می حنا  
 آہ میری نامرادی کس قدر منظور ہے  
 اتنا س حال کرتا ہوں میں رو رو کر تو کیا  
 سرنگون مجھ کو کیا کیوں ای ہجوم انفعال  
 دیکھ ظالم کیا سکھا یا جلد اشک گرم  
 اس تیرے دلی سی بی حسان پہ نہا خورتیا  
 کسکی درد دیدہ نگاہیں سینے میں کرتی ہیں  
 یہ تو مشکل ہی کہ میں ہوں اور کہی دیکھی غیر

۲۲۲ ہر جا وں ہر جرم کی مرضی تو برسوں سے نسیم  
 کش مکش سے جسم کو حاصل فراق جان نہیں

انظارِ مدعا مے تقریر میں نہیں  
 تکلیف کش مکش سے خدا رانعاں کر  
 مضمون صاف ایک ہی تحریر میں نہیں  
 ختم کس گھر طے عیان قد شمشیر میں نہیں

۲۲۵ ولہ

شوقِ شراب خود پہنچ جام و سونہیں  
 ہر سب حرام جیسی کہ پہلو میں تو نہیں

۲۲۶ ولہ

تجسس کیا تشبیہ و من فکر و دی کی نہیں  
 نقدِ مفلس ہو ہون دی جو کہ ہر کمال  
 مہ نوابر و نہیں ہر ماہ کامل رو نہیں  
 مدین گدازین کہ میری آنکھ میں آنسو نہیں  
 آدمی کیا ہو گیا ہزار دہی تیرا مطیع  
 ربط باہم کے غم سے باہم ہیں تو خوب ہیں  
 یاد رکھنا جان جان گوین نہیں تو نہیں  
 کس طرح اسکو کہیں ہم نافہ آہو نہیں

<p>یہ وہ سہم ہوتے آتے جو پراستک جان لے  طوق ہو کر رہ گئی ہے ہاں کیسی بیگاہ  بے ادب قاتل خوش نگر نہیں ہون  نوجوانوں کے سبب یک یار دیرینہ چھٹے  میں وہ خوشی ہوں کہ بعد از مرگ بھی میرا  حادثات دہرے کشنی پاپا ہی فراخ  ظاہر و باطن میں ہی روز از سے اتھا  کینہ صیاد سی کیسی سبکدوشی ہو  تیرہ بختوں کو شہادت کا اشارہ خال ہر  ہر کہ درت سی مصفا ہر لباس عاجز کے  کیا کریں بے اختیار سے نہیں کچھ اختیار</p>	<p>نوش کے قابل لعاب مٹی کیسوں نہیں  حلقہ نظارہ ہے یہ حلقہ کیسوں نہیں  سینہ اپنا آشنائی رحمت انہیں نہیں  مدقین گذرین کہ دیکھو صحبت بل نہیں  کوئی سے دن طوطیاں دیدہ آہو نہیں  جائے آبی خطوط موج سے اتو نہیں  کوئی گل الیسا نہیں جس پر مطلق نہیں  سر نہیں گردن نہیں سینہ نہیں باز نہیں  کچھ تو ہر بی سبب نقطہ تہ ابرو نہیں  یہ وہ جامہ ہر کچھ محتاج شست نہیں  آپ پر قبضہ نہیں ہی موت پر قابو نہیں</p>
<p>۲۲۷  اکس کھڑی ہی ہو کر فرصت یا دتی سی اسی سیم  کو نسا دم ہے چوب پر اپنے ذکر ہو نہیں</p>	<p>۵</p>
<p>جو کہ مسک میں کیا ولین جاوین  ساتہ اپنا دتو کے اشناتے نہیں  یہ وہی لب ہیں جو تہی شیکو نصیب و شیمان  واہ رمی مطلب شناسی سلی چکی ہو رہے  آپ کے اشتقاق اپنی عزتیں معلوم ہیں</p>	<p>زخم باطن ننگ باطنی ہوا دیتے نہیں  کیا کہا تھنے کرنا لے ہی صدا دیتے نہیں  آبکی بوسی بھی ہو کو اب نرا دیتے نہیں  عرض طلب میں جواب عدا دیتے نہیں  ہکو پہلو میں بٹھا کر کب اود دیتے نہیں</p>
<p>۲۲۸  دوستی رکھتی ہیں کس درجہ برابر آئسو  نوک ٹرگائے مشبک ہر دل نور نظر</p>	<p>۱۶  ساتہ آتا ہے ہر آنسو کے مرا ہر آنسو  باتے ہیں بال سی بھی صد دہہ نشتر آنسو</p>

دیکھ بھڑلا سی ہین یہ دیدہ جو ہر آنسو  
 شکیبہ ہوا لے ہین حرفِ تقدیر آنسو  
 دامنِ ابر سے چھٹتے ہین برابر آنسو  
 ایک دن بخشین گے سیرابی کو آنسو  
 نکل آئے دم مروں یہ خنجر آنسو  
 بنگلی جیکے مرے آنکھ میں سپر آنسو  
 تھے مگر ہم اثر پارہ اگلے آنسو  
 کہ اوڑھا دیتے ہین اکثر خیمہ چادر آنسو  
 رکھتا ہوں دامنِ ہر برگ گل تر آنسو  
 جانتا ہوں قطرات می احمد آنسو  
 دامنِ چرخ پہ ہین دانہ اختر آنسو  
 ایک ہی ہوتا ہوں دامنِ ہر جویا ہر آنسو  
 کہ بہا کرتے ہین جموٹے ہی اکثر آنسو  
 گوشہ چشم میں بچاؤ ہین گھر آنسو  
 آگنی نیند نہ خنجر قاتل محکو

قطرہ خون تری خنجر پہ نہیں اوقاقل  
 صبح کو لوحِ جبینِ شوق رقم ہوتی ہے  
 ایفلاک گریہ نہاں ہے یہ کس کو غم میں  
 گریہ یاد آتی نہ سمجھنا بے کار  
 اشک سے ہلکو زیادہ نہ وفادار ملا  
 سر و مہری تباں نے جو رولایا ہدم  
 گریہ گرم نے خنجر کو بنا یا پیش  
 آبشارِ اشک کے کام آتے ہین عیاں بین  
 غم سے مستوق بھی خالی نہیں شبنم ہے آہ  
 بادہ بے یاریوں شرط و کاغذ ہے عبید  
 شوقِ نظارہ جانان میں فلک سے ہین  
 دھوڑتے ہی رہتی ہین کیا کیامری نگینوں کو  
 گریہ بچشم ہی ہوتا ہے عجب کیا اسکا  
 ۲۱۹ یاد و دُعاں پر و زمینِ روزِ تین  
 مرگ الفتنے یہی رحمت کامل محکو

۹	ولہ	۲۲۰
پونجا کبھی خیال نہ میرے خیال کو جنبش اگر ہو تری کاکل کربال کو دستِ دعا نہیں چھوٹا ہین سوال کو مجھے بہلا مثال کہاں ہو غزال کو حیرت نہ کس طرح ہو تری بانس کو		کس کے شال دون بدن لاشال کو ظالم دل سیرا بھی ہو گا خاک پر قاتل کے لطف سے ہر بیاتک ہین فراغ جوشی وہ ہوں کہ جان ہوتن سے مریگی نریا میں آبلے ہین نہ صحرا میں فلک خا

آئینے انتظار میں تیرے بسر کیا  
لاغر وہ تھا کہ چشم جہاں سے نہان رہا  
الذات سے چھٹ سکے نہ سناں غنجان  
انفاس وقت و روز شبانہ و سال کو  
تھا صاحب کمال نہ پونہ چار وال کو  
پونہ چار نہ میر ازخسرم جسک اندال کو

۲۳۱  
ترسان عذاب سے ہوتا ہو کیون مہم  
حامی سمجھ تو انا محمد کی آل کو

نحو کر زاو و ستو مجہ نا تو انکے حال کو  
و کھنا تھا ہا کی کسج وہ نشین کے حال کو  
سر کٹے لاکھوں بلا سے آبرو باقی رہے  
ٹہریتے بیٹھے اشک امن تک گذر کر فکے  
کاتب تقدیر کو کچھ اور بھی منظور تھا  
تاج کو ہر سر پہ پہنا آبلوئے خار نے  
بے تکلف جلوہ حسن صنم تھا اسقدر  
لاغر ی نے کر دیا سکو برگ شکستور نے  
اب نہیں حاجت جو ہوں غمون پیشی  
روشن و تاریک میں کیساں مزا چکولا  
آنہ محتاج سے نظارہ تمثال کو  
خاک کے تیلے میں آئی روح استقبال کو  
شمع نے جنبش نہیں ہی باہی استقبال کو  
رفتہ رفتہ گو وین لینا پڑا اطفال کو  
لکھتے لکھتے رہ گیا نقطہ بنا کر خال کو  
وقف صحرا کر دیا ہم نے جو نکلے مال کو  
مصر کو رخ مکہ کو عارض برق سجا چال کو  
اب بجز آواز صوت تک نہیں مثال کو  
جنبش لب یار کی کافی ہر دو نوال کو  
مصحف رو کا تری نقطہ میں سجا خال کو

۲۳۲  
مصطفیٰ سر ہے تجھے چشم شفاعت امی مہم  
بخش دیا ایزد برحق ترے افعال کو

اور چندے صبر کر دل ہر وقت ہر کام کو  
بد خواب برگ بھی آنکھیں ہر وقت تظار  
کس کے پاؤں سے ہر اس سر بلندی کا  
ایک دن ہوتی ہر گوش گرویش ایم کو  
لطف بیداری مہیا ہے ہر آرام کو  
ہمسر عرش معلیٰ دیکھتے ہیں بام کو

۲۳۳  
ولہ

دی ہر عجب تانہ خدائی کچھ سیر افسانے کو نفس تیری مقول کی جب تجویز ہو لیجائی کو مستفون کی ہستی نے ویرانہ کیا میناے کو ناز اجل اب کون اوٹھائی کج نہ آئی کل آئے	روکے اوٹھا وہ پاس میرے جو آیا سمجھائی کو اب رہو آٹا دگر یہ رعد اوٹھا چلائے کو توڑا ہر پہلو مینا چور کیا مپائے کو ابو قاتل تیغ کشیدہ کافی ہی رہ جائے کو
--	---

۲۳۴	ولہ	۷
ڈرتا ہوں آپ کی خفگی کا سبب نہو حیرت ضرور ہو گے مری سرگزشت ایدل شکر و ن کے محبت سے درگذر ہو کچھ کہا وہ بھبھکری آئے نہ تاوین مجھ کو تو جو چکا یہ نہیں ہے مجھے پسند مکمل نہیں کہ سنا نہ چھے رخ کارلف سے	فریاد بے لحاظ سے ترک ادب نہو یہ حال وہ نہیں جو کسی کو عجب نہو وہ یار ڈھونڈ لے جو اذیت طلب نہو جو کچھ ہوا ہوا یہ رہے پاس اب نہو میرا وہ نام ہو جو کس کا لقب نہو ایسا بھی کو سی دن ہر کہ جسد کی شب نہو	

۲۳۵	اچھی نہیں ہے یار سے ہو وہ چھیر چھپاڑ کچھ خیر ہے فہم بہت بے ادب نہو	۱
ایجان کیون نہ عاشق مغرور بل میں	اوس لئے پوچھیے کہ جہاں تو بغل میں	

۲۳۶	ولہ	۲
عجب سے کیا اجا دیکھتے ہو عبر ہی ہی یہ ہوتا قتل ہے کون	او نہیں دیکھو مجھے کیا دیکھتے ہو یہ کسا تم مت اشنا دیکھتے ہو	

۲۳۷	ولہ	۹
نرہ طلع کا دی فکر و پہلو ہو تو ایسی ہو نظر آئی گھٹا کیفیت ہو تو ایسی ہو نرے ایزاکے بخشے دلو ہر کر وٹ بلین	رہیں حصے برابر بیتا ہو تو ایسی ہو جگر ہو جامی بانی موج کیسو ہو تو ایسی ہو کھٹک نشتر کی ہو تکلیف پہلو ہو تو ایسی ہو	



کیا موباف کی سوچیں قید ہی پر چوٹی کو  
فروع حسن بخشنے جو شعلے کانکی لوہین  
صفائی سی ہرنگی جب پڑا عکس انکی چہر کا  
دم فریاد ہووے رہی ہو قیامتین  
نران فوج نکالے روح لفظ در حبا لکھ  
نکلتے ہیں برابر اشک میری تو نگاہوں

بجا ہو کر کون بچ کر گیسو ہو تو ایسی ہو  
کما شاعری شمع شام گیسو ہو تو ایسی ہو  
کچاری کی مینا تصویر زو ہو تو ایسی ہو  
نہ پہچانا اوتی شیر جادو ہو تو ایسی ہو  
مرے قاتل تو انی ست بازو ہو تو ایسی ہو  
متاع در دہلنے کی ترازو ہو تو ایسی ہو

### روایت ہائی ہو

۲۳۸

۲

کسکو غرض رہی جو اسیر با اس کے ساتھ  
میں دور غیر پاس نگہ بے نیاز ہوں  
کیا بات ہی لطافت جی ہو نصیب  
کھن نہیں نصیب ہو بے رحم کو فریق  
لیجائیے اسی ہی سبکدوش ہوں کہیں  
باتیں سنی عتاب اوٹھائی غضب ہے  
جب لیچے اوٹھا کے جنازے کو اقرار با  
وہ خاک ہوں زمین نے جسکو کب پسند  
کہتے تھے وقت نزع یہی روح بار بار  
یہ بے سبب نہیں کہ جو مٹتے ہیں سیکڑوں  
و اعظ لحاظ بادہ پرستی ضرور ہے  
حرفوں کے بوسے لفظ کا منہ چومتا ہوں  
رکتا ہی بال بال میں قدرت خدا کی ہر  
دہن میں اشک دل میں نہ ہست ابو نیر آہ

بیکس ہوں انہی نہیں جی دعا کے ساتھ  
اوبت نگاہ کہ نہیں کہ خدا کے ساتھ  
پستا نہیں ہر رنگ خاک کا خاک کے ساتھ  
دیکھتے نہ ایک روح ہی تھے قضا کے ساتھ  
رکھیے مری امید ہی اپنے حیا کے ساتھ  
کس کس طرح دلیل ہو کے دلوں کے ساتھ  
محرومیاں مری ہو تین آنسو بہا کے ساتھ  
ٹھیرا نہ ایک دم کما وڑا میں ہوا کے ساتھ  
اجی ہم دیکھ جاتی ہیں تنہا ہم کے ساتھ  
شاید کہ اور یہی ہر جرمی نقشبانی کے ساتھ  
تو یہی شریک بزم ہو سا غما کے ساتھ  
الفت ہر محجو سلسلہ دعا کے ساتھ  
شانہ میں ناز کرتا ہے زلف و لو کے ساتھ  
کیا کیا دیانہ آئے ایجان لا کے ساتھ

<p>فریاد کی چیم نے وقتِ فراق روح روشن بین خود بخود سے سینے میں استخوان گردل دیا بتو ٹکو تو کیا اس سے فائدہ گہر گئے تم ایک ہی عرض بیان میں آج ہنس نیش کے حکم قتل سنا تا ہر دل دیا</p>	<p>افسوس کی شنار ہے نا آشنا کے ساتھ ہر شمع کو نہیں ہے تعلق ہوا کے ساتھ الفٹ بٹھ کر چاہیے اپنی خدا کے ساتھ سو حسرتیں ہیں اور مری التجا کے ساتھ کچھ لطف بھی شریک ہر طر جفا کے ساتھ</p>
<p>۱۳۹</p>	<p>کیا التماس حال کروں آپ سے نسیم پھر سابقہ ہو اسے اوسے ہوا کے ساتھ</p>
<p>ہستی چھپی ہوئی ہے عدم کی خبر کو ساتھ صیاد کے عذاب نے بے فکر کر دیا</p>	<p>پوشیدہ ہر نشانِ بہن بھی گم کر کے ساتھ امید مخلصی بھی گئے بالِ بے کر کے ساتھ</p>
<p>۲۴۰</p> <p>ہوا اہلِ کرم کیا میں کمون تم سے زیادہ مرنے کو میرے عیش سے بہتر ہو سکتے اٹھو کی جو بارش سے نکلتی ہیں صدائیں کیا سوچتے ہو آؤ گلے سے مرے لجاؤ وہ رات کو مہمانِ نگران ہیں شبِ روز تکلیفِ سخن اور سچین جلاتا ہر بے رنج رکتے نہیں برسوں سے مری خوش گشت شا کر ہے تقدیر پر انسان تو بہتر یہ زیرِ قدم آپ کے رہتا ہر شبِ دروز افزائشِ بچا سے بہائم بھی نہیں خوش فیضِ لبِ جان بخش سے جیتو بہن بہت</p>	<p>۲۴۱</p> <p>وہ می ہو مجھے بدل جو ہو تم سے زیادہ ماتم کی تمنا ہے ترنم سے زیادہ غل ہو تا ہر دریا کے طلاطم سے زیادہ گہر اتا ہر انسان تو ہم سے زیادہ انکھیں کمر وارتی ہیں انجم سے زیادہ ہر آچکا عجازِ نظرِ قلم سے زیادہ ہر قصد کہ بڑھ جائیے قلم سے زیادہ ملتا نہیں کچھ رنج و تالم سے زیادہ عزت مری بہتر کی ہر قلم سے زیادہ رکتی نہیں ہر فعل جو ہو تم سے زیادہ مر جاتے ہیں شمشیرِ قلم سے زیادہ</p>

رو تے ہیں وہ منہ پیر کے کیونکہ کوئی ہیرہ  
 کہتے ہیں جو کہنا ہو وہ دو باتوں میں کیے  
 لاریب نسیم آج ہو بے مثل ہما بین  
 دکھتا ہر جود دل میرے تعظم سے زیادہ  
 گھبراہٹ ہو نہیں طول تکلم سے زیادہ  
 اس فن میں نہیں اور کوی تھے زیادہ

### روایت یا ی تھانی

راحت سے جو کلیف کے تاثر بدل جائے  
 چائے جو لہو خلقت تقدیر بدل جائے  
 ایجان کوئی محرومی ہو مہ کامل  
 گر محجور ولایا تو ہنسنا وہی کوئی م  
 غالب ہر جگہ میں خلش تبدیل جائے  
 سرخی سے سوا دگر تبدیل جائے  
 دو عارضوں میں صورت تبدیل جائے  
 اب اور طرح پہلو تقدیر بدل جائے

### ولہ

بیتابی فراق سے عالم بدل سچا  
 وہ مجھ سے بن گئے خبر مرگ غیر سن  
 روئے ہیں صدیاں سے ناراضی کو ام  
 وقت وصال عاشق و معشوق ایک ہے  
 ابرو چڑھی رہی صفِ مرگان پہری راک  
 شام فراق ہے وہ اندھیری کہ حوت  
 نالہ فراز عرش سے آگے نکل جائے  
 بے اختیار نالہ و دہن سے نکل جائے  
 جو طفلِ شک آنکھ سے ٹپکے چل جائے  
 ٹھنڈی اگر بوشع تو پردانہ چل جائے  
 فہم تیغ کا مٹاؤ نہ خیر سے بل جائے  
 پیغام بر جناب قضا کا وہل جائے

کس آب و تاب پر رخ شفاف ہو نسیم

۱۰

یاسی نظر ہزار جگہ کیوں ہسٹل بجائے

کیا دلیں راوہ ہو جو باندھے کمر آئے  
 کب مرگ سے فرصت جو بیان نامہ آئے  
 نکالے نہ سلامت کی کوچے سے کہی ہم  
 کیا غم ہے اگر جان گئے خیر بلا سے  
 بی طور مجھے طور ہمارے نظر آئے  
 کچھ اور خبر مانگے جب تک خبر آئے  
 کچھ لے ہی گئے سر پہ بلا جب ہر آئے  
 ہم خوش ہیں کہ خالی نہ پہری کچھ کر آئے

تم زلف کو کھولو کہ سحر ہونے نہ پاسے  
غبار تمہیں بادہ گلزننگ پلا تین  
قاتل زہر ہے حاجت تکلیف دوبارہ  
کی سیر جو اس زندگی چند نفس میں  
ہر ایک یہ قاتل کے عنایت تھی برابر

جب تک کہ شب وصل کی شام دگر آئے  
آنکھوں میں امو کیوں نہ ہمارے اوتر آئے  
سیر پر جو پڑے ہاتھ کہ تک اوتر آئے  
دنیا کے تماشے مجھے کیا کیا نظر آئے  
دنیا سے مری سادہ بہت ہم سفر آئے

۲۴۴ خاموش نسیم اب سخن ہرزہ کہاں تک  
بکتے ہی چلے جاتے ہو بس تم جد ہر آئے

جواب دیکھیے کب لیکے نامہ بر آئے  
دیا قضا نے ہمیں مزد و فراغ حیات  
شب فراق تھی نالان شب اجن خاموش  
نشان بے ادبی ہیں یہ کسکے بوسونکے  
ہو امی سیر چین تے نفس نصیب ہوا  
تمہارا عقدہ کا کل کسی سے کیا سلجھے  
وہ اقرب اثر تھے تمہارے کہنے سے  
وہاں مجھے لیے جاتا ہے اول بیتاب

وٹھک رہا ہے مرادول کہ کیا خبر آئے  
کہ آج تا بدہن بارہ جگر آئے  
کہیں بھی جی نہ لگا آہ ہم جد ہر آئے  
کہ دونوں صفحہ خسار پر اوہر آئے  
کمال جبکہ وستی پہ بال دہر آئے  
کہ بیچ کہا کے جہاں حلقہ نظر آئے  
فراز عرش سے نالے سے اوتر آئے  
کہ جس گلی سے ہزار دن بریدہر آئے

۲۴۵ نسیم لطف سخن آپ پر ہمتام ہوا  
کہے وہ شعر کہ شہرت جہاں میں کر آئے

لو دلی رہی لہی میں حسرت نہ بھائی  
بے پردگی اب اونکی مبارک ہو عدد  
اب عیش کا اور غم کا برابر ہوا رتبہ  
کیا چیز ہو نظارہ حسن رخ جانان

ساغر نہ بہر اتھا کہ اجل کے خبر آئے  
نظارے سے اپنے تو اجل پیشتر آئے  
وان جام لبالب ہر میان چشم بہر آئے  
جسم سی گئی پھر کی نہ ہر تک نظر آئے

<p>کچھ نہیں چرخِ دزمین کی نظر آتے تیغِ نظرِ یار سے مقتول ہے عالم بلبل کے تو قسمت میں ہی امِ قوس ہے کیا پوچھتے ہو ہمای بسرِ حوتی ہر کیونکر</p>	<p>پہرِ جوشِ ناری پورے چشمِ تر آئے معلوم نہی کچھ کہ ہر تہی کدہ ہر آئے کیا فائدہ ہر بادِ ہمارے اگر آئے نالوں سے کٹی راتِ تو غم کی سحر آئے</p>
۲۴۶	<p>ہر شعرِ نسیم جگر افکار ہے خورشید عالم میں مرے فکرِ سنا نام کر آئے</p>
<p>آیا ہے خیالِ بیوفائے او بیت نہ نئے گا کوے میرے رو کو رو کو زبانی رو کو صحرا میں ہوئے گھرِ فشانے چاہا لیکن نہ بچ سکے ہم توڑا کاٹون نے آبلون کو بوسہ ہم آج مانگتے ہیں تو بہ شکنے شبابِ بین کر کاٹا دن تو ترپ ترپ کر</p>	<p>کیونجی وہی گفت گو پہر آئے کیا تیری ہی ہو گئی خدا آئے دینے نہ لگو کمین دو ہا آئے کام آئی مری برہنہ پا آئے آخِ تیغِ نگاہ کھا آئے بر باد ہوئی مرے کما آئے کرتے ہیں قسمت آنا آئے کب تک ایجان پارسا آئے آفت کی رات سر پر آئے</p>
۲۴۷	<p>رخصت ہے نسیمِ جلد و کیو اگر لو گر ہو سکے بھلا آئے</p>
<p>اب وہ گلی جاے خطر ہو گئے وصل کی شب کیا کون کیونکر کئے وکیمن گے اے ضبطِ یہ دعویٰ ہو حضرتِ ناصح نے کہے بات جو</p>	<p>حال سے لو گون کو خبر ہو گئے بات نہ کی تہی کہ سحر ہو گئے راتِ جدائی کے اگر ہو گئے ہم اثرِ دردِ جگر ہو گئے</p>

میں نہوا غیب ہوئے مستفیض یا وکسی کے مجھے پیرانہ زون کس کے ہم آغوش کا تھا عزم جو	تیری نظر سحر محق وہ جبر ہو گئے جوش زن دیدہ تر ہو گئے زلزل ترے طوق کمر ہو گئے
---	--

۲۴۸	ولہ	۴
ہم نفس پھر آہ و زاری ہو گئے بے سبب ہر بات میں آرزوگی ہم نفس سب کچھ سمجھتے ہیں مگر آگر آنا ہے او وعدہ خلاف	پھر وہی حالت ہماری ہو گئے کیا بڑی عادت تمہاری ہو گئے کیا کہیں بے اختیار ہو گئے اب تو آخر رات ساری ہو گئے	

۲۴۹	ولہ	۶
الطاف جو وہ آپ کے پائے نہیں جاتے اللہ کے بیدار و سرمد فن عاشق جو ہمہ گیر فی ہے کہیں جلد گزر جا دشنام تمہاری لب شیریں و شبنم کیا می نیسے میں یہ بخل فراسوچ تو ساقی کوئی نہ پیرا قافلہ ملک عدم سے	تکلیف تو کیا ناز او ٹھائے نہیں جاتے دوا شک بھی آنکھوں سے ہاتھ نہیں جاتے ہر روز کے صد تو او ٹھائے نہیں جاتے وہ تلخ نوالے ہیں جو کھائے نہیں جاتے پانی کے بھی دو گھونٹ پائے نہیں جاتے کیا پانون گڑھ ہیں کہ او ٹھائے نہیں جاتے	

۲۵۰	ولہ	۳
ایجان لو کہیں کی تری مت نہیں جاتی نشر ہوئے بیکار تھکے بازوی فضا سرکاٹ لیا اب بھی تیری تر کو قاتل	ہاں سچ ہو کہ بگڑی ہوئی عادت نہیں جاتی اسپر بھی کسید مری جشت نہیں جاتی مرد و کی پس مرگ بھی ہمت نہیں جاتی	

۲۵۱	ولہ	۱۵
کب آگی مرے پاس وہ برہم نہیں ہوتے	کس عید میں سامان محرم نہیں ہوتے	

عیدین میں بیان و زحرم نہیں ہوتے  
وہ طہ گیسو میں جو برہم نہیں ہوتے  
سہ شیشو نگر ظاہر ہو کہی خم نہیں ہوتے  
مردے جو میں نہ نالہ ماتم نہیں ہوتے  
کم ہوتے میں ہر چند گم کہ نہیں ہوتے  
لب و نو دم ققہ یا ہم نہیں ہوتے  
یہ خرمن اندوہ فرا ہم نہیں ہوتے  
کم موتیوں سے دائہ شبنم نہیں ہوتے  
جو فحی ظالم ہیں نہ برسم نہیں ہوتے  
سب زخم جگہ قابل مرہم نہیں ہوتے  
حیوان کہی ہم صورت آدم نہیں ہوتے  
محرم تیرے ہاتھ جو محرم نہیں ہوتے  
جلاو کی تغوی نہیں کہی ہم نہیں ہوتے

دیوانو نکودنیا میں کہی خم نہیں ہوتے  
تصویر کو کیا خوف ہر شان کی غلط سے  
کس خشک طبیعت کو میسر ہو جی نمی  
یہ سچ ہے کہ بیوجہ دل ہی نہیں خلقت  
کیا جانیے آتے ہیں کمانے مرچ کو  
راحت میں ہی موجود تو تکلیف جدا  
آنسو میری آنسو نہیں ٹھہرتے نہیں ہم  
آویزہ گل آتے ہیں خالق کی طرے  
زلفون کی ترے چوسنے والے ذمرین کیوں  
بیٹا ندہ ہے فکر سے چارہ گردن کو  
فرق ازلی فکر سے کیرنگ ہو کیونکر  
دل حافی کہ ہمجنس ہے اس بات کی تو  
کیا مردہ پسند ہے طبیعت میں خدایا

کسوقت لیسیم جگر افکار کے افکار

۲۵۲

برہم صفت گیسو برہم نہیں ہوتے

اسو اسطے پہلو میں کہی دل نہیں رکھتے  
ہم اور تمنا کو می قاتل نہیں رکھتے  
دل رکھتے ہیں پر آگ کو قابل نہیں رکھتے  
دریا میں ہی ہم ذہن ساحل نہیں رکھتے

ہم تاب سوال لب سائل نہیں رکھتے  
دہن نچوڑا یوں خفگی سے کہ بجز مرگ  
انکار یہی ہے کہ حقایق میں اوٹھیں گے  
رونے پر اگر آئیں تو عالم کو ڈوبو دیں

کیون ناز اوٹھائیں لیسیم اہل دول کے

۲۵۳

حاجت نہیں رکھتے کو می مشکل نہیں رکھتے

۱۰



کیا پوچھتے ہو مکان ہمارے  
دشمن ہیں محسب بان ہمارے  
ناحق ہیں یہ امتحان ہمارے  
سب اوٹ گئے ہنر بان ہمارے  
پاؤ گے پتے کہاں ہمارے  
پڑتے ہیں قدم جہان ہمارے  
محسن ہیں ساربان ہمارے  
کیا ذکر تے شب بان ہمارے  
کچھ حال نہیں نہان ہمارے

لنے کے نہیں نشان ہمارے  
حسان سے نہیں بدی بھی خالی  
پتھاو گے جان لیکے دیکھو  
ہمیشہ ہیں لذتِ سخن میں  
آزاد کے جستجو بحث ہے  
اوڑتی ہے خاک اوس میں سے  
ناقہ لاتے ہیں اسطرف روز  
ہم سے بھی کچھ کہو عزیزو  
ظاہر ہے جو گزر رہے ہے

لائیے شمیم رنگ کیا گمبا

یہ دیدہ خوش نشان ہمارے

کچھ سوچ کے آئے ہیں گنگار تمہارے  
کچھ کہتے ہیں یہ دیدہ میدان تمہارے  
کیا اور نہیں یار وفادار تمہارے

اب تک تو نہ بگڑے تھے گرفتار تمہارے  
کیا عرض کروں وغدغہ بی ادبی ہی  
شایان جفا قابل تکلیف نہیں ہیں

کھجائیگا حال دل بتیاب اونہیں ہی

جاتے ہیں شمیم آج کچھ اشعار تمہارے

ابھی دیکھنی ہے جوانی تمہاری  
کبھی بہر سنیں گے کمانی تمہاری  
فسانہ ہمارا زبانی تمہاری  
بہت دیکھ لے مہربانی تمہاری  
مرجان یہ ہی نشانے تمہاری

لڑکپن میں یہ ضد سی جانی تمہاری  
کہا میںے ٹھیرو تو بولے یہ نہیں  
نثار اونکے جاتیں جو سچ جانی انکو  
بڑی خدمتیں کیں اب آزاد کرو  
چہاؤن نہ کس طرح جان بدین

<p>بہت صاف ہیں گالیاں واہ واہ مقرر بلا آنے والی ہے کوئی</p>	<p>سنی بار ہا خوش بیا نے تمہاری نہیں بے سبب مقرر بلا تمہاری</p>
<p>۲۵۶</p>	<p>۹</p>
<p>شکایت کی عوض ہم شکریہ کرتی ہیں تم میرے نہو چاہ مجھی تو میری امید و نکتہ صورتی جدہ بر توئی کیا رخ زہیر با میرا تصور تھا لب جان بخش جانان کب اجازت دینی تکی نہیں کھٹا کوئی ہر مایہ اعمال با پس اپنے تمنا غیر کے کرنا خلاف رسم الفت ہے ذرا دکھیں تو کیونکہ وہ کلچا تا ہر صدموں کے مجھے بھولی نہیں با پس محبت اسکو کتنی ہیں</p>	<p>مزا دینی لگی کچھ سستے سستے اب تم میرے کہہ ہیں ہی اور نہیں مجھ طرح بظلمت کم تیرے نہ باور ہو تو دیکھ انگوٹھ میں نقش قدم تیرے قیامت تک دکھیں گئی قدم خواب عدم تیرے بہر و سے کے لیے عاشق کی کافی ہیں کرم تیرے میں احسان اہل کیوں لوں نہیں ہیں کیا تم تیرے فراق لیا آج امتحان کرتی ہیں تم تیرے شب صلیت میں بیٹھتی رہی جان کرم تیرے</p>
<p>۲۵۷</p>	<p>۱۰</p>
<p>۲۵۸</p>	<p>۱۱</p>
<p>بر ہم ہیں وہ غیر بے حیا سے اچھا اچھا عدو سے ملے کیا حال کہیں دل و جگر کا</p>	<p>مانگین کچھ اور بچے خدا سے جاؤ جاؤ اچھے بلا سے شکر ہے شکر ہے ہی جا بجا سے</p>

آنسو ٹپکے خنکاش پاسے  
ایسے بیدرد ہو فاسے  
نکلے گا کام کیا دھاسے  
فرصت پھر ہو نہ تو فضا سے  
اتنا کسد بھی جو صبا سے  
پوچھو تو اپنے مبتلا سے

ٹوٹے کانٹے تو زخم روئے  
راحت طلبی سمجھ کے اے دل  
مطلوب وہی کہ جس کے فریاد  
رو لیں آؤ گے لپٹ کر +  
ہم تک بھی کوئے شمیم گیسو  
گذرے کیا جس سے جان دیکو

دیکھو اس کو نسیم دیکھو

۲۲

۲۵۹

خاموش بیان دعا سے

پہنے ہو طوق و اُردہ آفتاب کے  
پیتے ہیں بادہ ہم قح آفتاب کے  
سینہ چھپا رہے سپر آفتاب کے  
پائی زمین نے چادر نو آفتاب کے  
آنی ہے بومی خون قح آفتاب کے  
مانگو دوا کے واسطے قرص آفتاب کے  
آنکھیں لٹی ہوئی ہیں مری آفتاب کے  
حاصل ہے آفتاب مجھے آفتاب کے  
یہ بہیت یا دکی ورق آفتاب کے  
شرائیکی نہ لاش کفن کے حجاب کے  
لے پردگی ہوئی مجھے طرز حجاب کے  
ٹپکی شراب شوق بکبر کے کباب کے  
نکلے نہ بات بھی دم پریش حجاب کے

عالی نہیں فلک بھی جنون کے عذاب کے  
چھائیں شراب نور کی آنکھوں میں ستیا  
اے جبرخ تیرا دہوا نصرت آشنا  
رہتے نہیں کیلکی ہمیشہ بد ہنگی  
دیو شب فراق نے کمال ہو پیا  
محو جال ہوں تب دیر میں ہر مجھے  
ہر وقت حسن و خضر زری ہے ٹکٹکی  
نظارہ ہاں حسن سے سینہ ہوا غدا  
ابر و کتاب حسن میں پائی جوانی حجاب  
احسان لوں گا بعد فنا تا تو ان مجھ ہوں  
نادیدہ و دیدہ ہی تیری آفت سم کہ نہیں  
ساتی نگاہ مست تری کام کر گئے  
آداب حسن میں مجھے لب تلگی رہی

خوابیدگان عشق نہ جو نیکے خواب سے  
 وہوین کدورتیں جگر آب سے  
 اٹکی گلیمیں جھونٹ نہ خنجر کے آب سے  
 باہر ہے عشق کے ورق انتخاب سے  
 مستی کو گھینچ لینے حباب شراب سے  
 طفلی کو میرے سنگ سے شیب شب سے  
 لبریز ہیں ماں جراثیم لعاب سے  
 آتین خرابیاں دل خانہ خراب سے

فریاد رنجیں زجائیگی کیا ہمیں  
 سینہ کیا شگاف رولایا وہ نہیں خوب  
 قاتل ہمارے قتل میں تاخیر چاہیے  
 زاہد کی کچھ پسند نہیں برگزید کے  
 تاثیر جذب عشق نہ بیکار جائیگی  
 یہ لطف پہر کہاں جو نہیں بے نیازیا  
 کیا کیا زبان تیغ نے بخشیں جلاوین  
 میرا ہی دوست خود سبب دشمنی ہوا

۱۹

ہاں امی نسیم اپنے شفاعت کی واسطے  
 حاصل کرینگے خاک درلوہ ترا کے

۲۰

ہو گئی زنجیدی شاید زبان تیر سے  
 چوٹ جانی مرغ زترین ام چرخ پر  
 بلبلی تصویر نگلی بھینڈ تصویر سے  
 جوش غفلت ہر پیدا دیدہ زنجیر سے  
 نخل کی جاشور نکلا دانہ زنجیر سے  
 دیکھ کیا پانی جرایا ہی تری شمشیر سے  
 کوئی فسون دم کیا قاتل دشمن شمشیر سے  
 تیری دیوانی کی مٹی دانہ زنجیر سے  
 مانگ لیں آنکھیں ہرن کچن اگر زنجیر سے  
 شرم ہو کیونکہ نہ ہکو خانہ زنجیر سے  
 مدتوں آنسو بھی ہیں دیدہ زنجیر سے

کیا سبب کیون چپین خون کی دہن تصویر سے  
 حل شکل کیجی آہ رسا کے تیر سے  
 کہینچتا ہر نقشہ گلزارا نے کیا عجب  
 بخت خفتہ نے سلا یا تیرے دیوانی کا پانو  
 محنت دیوانگی نے کچھ نہ کچھ پیدا کیا  
 خندہ دزدیدہ ہر خون میں قاتل کس لیے  
 کم نہیں ہوتا کسی صورت کے زخموں کا سکوت  
 بعد مردن بھی وہی رکتی ہے باہم تھا  
 چشم وحشت خبر سی و کیہیں بیا بکی بہا  
 عصمت دیوانگی میں ننگا دی ہو گھر  
 جوش پر کیساں رہی ہر زاری دیوانی

چپ بن شاید بر گئے مسکن گزینان چون  
در و نوشی کی عوض ہے در و نوشی ساتیا  
کیا اثر تھا جب کہ نچا نقشہ تری مقول کا  
منفرت صدر تے رہی دفن پیری درو  
کس ہو خواہ اجل کے یہ نظر ایسے لگے  
کہ نہ مشق ہر ستم بین کیوں وہ حال کین  
قدر رکھتا ہی نہایت گریہ بیمار گے

جو نہیں آتے صدا ہی خانہ زنجیر سے  
گھوٹ پتی ہیں لبو کے ساغر تقدیر سے  
رنگ کے جاخون ٹپکا خانہ تصویر سے  
منہ چپا یارو کے ایسا دامن تقصیر کے  
زخم کو آچھو ہو آب دم شمشیر سے  
تے جو نہیں انہیں تعلیم چرخ بیر سے  
زخم کے چھتے ہیں آسودا من شمشیر سے

۲۹۱  
کیا کہیں سہم داستان شت و شت نامہ نسیم  
پوچھو تو تم خود زبان خار و انگیر سے

ای تم نفس چل کی گزریگی خاک آرام سے  
ہیں عاشق شستہ جگر کانی ہیں غم آہون بہر  
انسوس کروٹ تاش لی خود امید گان مرگنی  
صدا و آرزو نہ ہو کر جرم بتیا بے معاف  
ای نامہ بر خط کیا لکھیں کیا ہو کہ ہم بہر  
آیا نہیں ہے وہ ابھی چھائی او دہی رہیں

منج سحر مصرف ہر مشق فغان میں شام سے  
ہو جای بادہ چشم تر ساقی غرض کیا جام سے  
قصہ گزشت کا کیا سورت ہے آرام سے  
و کیہی تھی شکل نفس واقف نہ تھی ہم ام سے  
واقف نہیں وہ دلہا ابتک سری نام سے  
آغاز و آغاز ہے صبح مصیبت شام سے

۲۹۲  
بس امی نسیم خستہ جان یہ مشق نالہ نا کجا  
سوئے نہیں دیتی ہمیں گزری تمہاری کام سے

بزم بن جاتی ہو قتل تری مجبور سے  
زردیے شعلہ شگون ہی غلش دشمن کا  
رجہ تین لیتے ہیں بو سے طیشونکے کیا کیا  
شرم دشمن مجھے اچانک نہیں ہونے دیتے

بوی خون آتی ہی ساتی می انگور سے  
صبح ہو جاتی ہو شب شمع کی بی نور سے  
زخم منہ ملتے ہیں جب مرہم کا نور سے  
اشک ہوتی ہیں وان دیدہ ناسور سے

شوق کتابی کہ چل ضبط یہ کتاب نہیں	بڑے کے ہفتا ہی قدم طاعت مجبور ہے
۲۶۳	ولہ
<p>ہوتا ہر حسینوں کے مقابل کئی دئے  سینہ ہی تہ زانو قاتل کئی دئے  آجانا ہی غش ہر کشش آہ حزین میں  صیاد کی آمد سی ہر گلشن میں او دے  رک جاتی ہیں نالے لب خاموش پرکے  وہن سے مری نور کے نیش ہر زمین پر  خنجر کو مرے قتل نے بخشے یہ مذہب  جائیکے کسی عاشق جان باز کے سر پر  اشکو کی لگی کی تو بڑے اور مذہب  و اعقدہ زنجیر کیے زور جہون نے  مرنے ہی ندی کی مجھے محروم تقدیر</p>	<p>کچھ اور سو جاتا ہی مراد کئی دئے  آسان نہیں ہوتی مری شکل کئی دئے  کہاتا ہی جو تپس الیہ دل کئی دئے  سنتے نہیں فریاد عنا دل کئی دئے  کہلتے نہیں منقار عنا دل کئی دئے  آغوش میں ہر وہمہ کامل کئی دئے  منہ پر ہر لہی دامن قاتل کئی دئے  شمشیر ہی گردنیں حامل کئی دئے  وہن ہر شکل کف سائل کئی دئے  صد جاک ہیں پیوند سلاسل کئی دئے  کچھ آنکھ چراتا ہر وہ قاتل کئی دئے</p>
۲۶۴	<p>ہر ایک گل زر کے نمٹا جو نسیم آہ  ہر صورت غنچہ ہے مراد کئی دئے</p>
<p>ہیں ہر سر تر گائے چکان اشک تر ایسے  اوڑ کر بھی او نہیں پانہ سکے طائر اور آ  بیفائدہ خوف قفس کہنہ ہے صیاد  پیغام قضا میں یہ بلا خیمہ نگاہیں  تعلیم قسم ہر ایک غنچہ گل کہ  اکروٹ ہی نہ لی راحت آغوش لحد میں</p>	<p>جان تیا ہوں قیمت میں اگر ہوں کھر ایسے  پہنان بہن اکت سے وہاں کھر ایسے  طاقت ہر نہ بازو میں نہ ہم تر پر ایسے  وقفہ کہیں دیتے ہیں خدنگ نظر ایسے  پیہم ہیں مرے خندہ خرم جگر ایسے  بند آنکھ کے ہوتے ہی ہی جگر ایسے</p>

دل میں بہن بہری شوقِ اہلِ کشتِ افسانے  
باقی بہن ابھی اور بھی ایدل سفر ہے  
طفلی ہی سے بگڑی مری نورِ نظر ایسے

ہم بوسہ خنجر لب ہر زخم سے لینے  
ٹپے کیجیے گارِ حبلہ ہاے عدمِ حشر  
بچپن ہے سے شکوہ کو ٹپک جانیکِ خواہ

جمشید نہ دارا نہ سکندر نہ فریدون

۱۳

دنیا سے نسیم اوٹے گئے دیکھو بشر ایسے

۲۶۵

آنکھوں میں طلوع و غروبِ آفتاب کے  
کیا کیا ہیں اوج و پست ہیں نگِ آفتاب کے  
گردون اولٹ رہا ہر ورقِ آفتاب کے  
مشتاقِ کب سے ہیں لبِ شبِ آفتاب کے  
گل ہو گئی چراغِ مہ و آفتاب کے  
پیدا کروں زبان و دہن آفتاب کے  
تا جلوی بخشین زخمِ کمن آفتاب کے  
ڈالے گی شامِ منہ پہ نقابِ آفتاب کے  
رکھنا ہو دل پہ داغِ آفتاب کے  
بہزے اوڑھینگے ورقِ آفتاب کے  
یاد آگئی ہمیں بھی زمانے شباب کے  
گو یا لبِ سکوت دہن بہن جواب کے  
رہ رہ گئے ادبھر کے بھپچھو جواب کے

باہم بلند و پست ہیں کیفِ شراب کے  
پتے ہیں ہر رخ و زور و پیالے شراب کے  
برسوں سے ڈھونڈتا ہر مضامینِ شراب کے  
ساقی! اوٹریل جامِ صبحی سب کو خیر  
اوٹے وہ دود و دل کہ فلک ہو گیا سیا  
لکھوں جواؤں کے چہرہ روشن کا و صقین  
دہو دے شراب سی مری انگورِ زخم کو  
کو دگیا دود آہ فلک کی بہن کی  
خالی کہاں فلک ستم روزِ گار سے  
جانے تو دود فلک پہ مری نالہ جو  
ای چرخِ پیر و یکہ لین اشکِ بلیات سے  
پائی ہے مینی زخم سے تعلیمِ خامشے  
محروم آرزو ہیں صدائِ شکستِ مین

کس اعتبار میں نفسِ چنبد اے نسیم

۱۳

شب بہر کو اسطے یہ تماشے ہیں خواب کے

۲۶۶

دو گھونٹ بھی گلی سے نہ اوتری شراب کے

تراہنے خاکِ لطف اوٹھائی شباب کے



سب حرف دہو دیے ورق آفتاب کے  
 دریا میں سرنگون ہیں کٹورے حجاب کے  
 زخموں کے منہ میں قفل دیے ہیں حجاب کے  
 دیکھو تو حوصلے دل خانہ خراب کے  
 دریا میں جوش پر مری چشم پر آب کے  
 قائم ہے خیمہ فلکی بے طاب کے  
 بدلے ہوئے ہیں ڈھنگ اپنی حجاب کے  
 دکھائی گئے جو بند ہمارے حساب کے  
 چمکے ہوئے ہیں نگ ہمارے حساب کے  
 نغمے خوش آئے ہیں کسی چنگ و باب کے  
 کہہ اور کہہ رہے ہیں راوی شباب کے

طوفان گرے سہرا ہا تک ہوا بلند  
 کی می کشی ہی تجسیر میں کس بحر حسن نے  
 دیکھو تو پاس عزت جلا و پردہ پوش  
 ایسے جفا شاد سے اظہار آرزو  
 سخن بہ میں وہاں فلک نہ تو غرق ہیں  
 اہل حجاب کا رشتہ امید قطع ہے  
 بس ہو چکی امید و آقا آپ سے ہمیں  
 جس حال نظر پر ہے برابر کی تمہی کشید  
 پیر زمین ہی گئی نہ سہ کار یونے و تنگ  
 نالوں کے زمرے میں کسی دم نہیں فراغ  
 راہ نہ تک کہ اپنے طبیعت بدل گئی

۱۵

سینہ ہجوم داغ سے گلزار ہے چشم  
 تختہ کھلے ہوئے ہیں برابر گلاب کے

۲۶۶

اتنوالی ہو گئے مڑے مبارکباؤ کے  
 رہ گئے افسانی دنیا میں مری فریاد کے  
 اور ہی ہوتی ہیں جلوئے خانہ آباؤ کے  
 اشک ہی کیا ناز تے یار ستم ایجاد کے  
 بندی کیا لطف سمجھیں بندش استاد کے  
 حوصلے کیا بڑھ گئے اس کو را و زار کے  
 جاہدین سجدہ کز شایق ہوں خدا کی را کے  
 شکوی کر سکتے نہیں ہم یار کی بند را کے

ہنس ہی ہیں شوخ سن سکر مری فریاد کے  
 برق کے مانند کڑکی گر ٹپری قصہ بلند  
 دل اگر شادان رہی تیا ہر چہ روشنی  
 شکل اونکی بہرہ دیکھی جب کہ پکی آنکھ سے  
 اونکو کیا معلوم تقیسی تو صیفی ہیں کیا  
 اشک اونچی بہتے بہتے دامن محبوب تک  
 التفات آرزو سے جز نہ است کیا حوصلہ  
 منہ سے دیتا ہی اپنا رشتہ امید وصل

<p>واہ کیا کیفیتیں تجھیں دل نہ گھبرا یا کہی          پوچھتے ہو جس لیے تم وہ مجھے معلوم ہے          سسینوں کے حسن کے نگہین ہا کرتی ہیں بند          سخت طینت کے لیے لکے گئے پانی کی موت          آرزو کیا ہے صغیر ان چمن کے قید میں          آہ کیوں دی جان اجل کو مای کو نکو جی ملو</p>	<p>مرد تون دیکھ تھائے عالم ایجاد کے          کیا سنو گے حال میں کے غافل و بے پروا کے          کب خیال آتی ہیں اوس غافل کو میری یاد کے          بار بار ناز سے کشتے بنے فولا دے          تنگ ہیں بڑا کھنڈ سے حوصلے صبا کے          ڈھونڈتی ہیں اب بھی حسان مری ملا دے</p>
<p>۲۹۸</p> <p>پہل ہتی ڈالیاں سب منتشر ہیں امی شمیم          رنگ سب رنگ ہیں اس گلشن ایجاد کے</p> <p>ایمان نکل باتیں کہ عاشق مضطر کے          میں دل کی طرح انکو ہلوسی لگاتے ہوں          و کجی جو غضب تیری کہ کہہ سکے ظالم          کہہ دیتے ہو باتوں میں جو حال گذرتا ہے          کسو اسطے بی رخ ہو گبرانی ہو کیوں اتنا          کچھ سیکہ لیا شاید انداز مہار اس          پڑتی ہی نظر سجا خالی نہیں وزن سے</p>	<p>۹</p> <p>مسنو نہ مری پوچھو رو لینے دوجی بھر کے          سب غم ہیں بہت میں قاتل تیری خنجر کے          ناسور مرے ولین رہ رہ گئے منہ کر کے          پڑھ لیتی ہو تم اب تو الفاظ مقدس کے          دو باتیں ہیں عاشق کی قصی نہیں فر کے          کیوں صبح کی امن نہیں چپ گئی اختر کے          عاشق کی نہیں لیں ہیں ناز تری مر کے</p>
<p>۲۹۹</p> <p>تا فلک پونجی ہیں شہرے یار کے          رہ گئے قطرے کف پا کے مرے          اس قدر کا سیدگی سے چھپ گیا          سوز بان پر کچھ بے کہہ سکنا نہیں          پوہ پوہ شے میرے عاشق کی ہو</p>	<p>۱۰</p> <p>میر و مہ مشتاق ہیں دیدار کے          آبلے بسکر زبان خار کے          لوگ جو یا ہیں ترے بیمار کے          شانہ بہندے میں ہر زلف یار کے          ہیں یہ حسان سایہ دیوار کے</p>

<p>راستی پائے نہ ابرو میں کبھی نوک مرغان کے جو آئے قریب خیال داغ اپنے دکے کھلاتی نہیں</p>	<p>بل نہ نکلے تھے اس تلوار کے سامنے رہتے ہیں ہر کو دار کے بے خزان ہیں لطف اس گلزار کے</p>
<p>۱۷۰</p>	<p>۱۳</p>
<p>ہو گئی سب غصہ توں سید تری رنجور کے رودیا جابجائے لاشے کو رکھ کر قبر میں حسن اچلی کو نہیں تکلیف آدیش سے کام شعلہ و غول سے نکلتے ہیں گدڑ مکیاں وہیچے کس طرح اوسکے رومی المیاء کام آئیگی ہمارے آبلوں کی پرورش وہیکتا ہوں ساتھ اپنی شکل کے شکل اجل بعد مردن چاندنی سی پردہ پوشی ہو گئی روح نکلی تن ہوا اہکا تا شا اور ہے وہیکتا کیا شوکت فریاد حاصل ہے ہمیں نہیسی تاخیر دیکھی سنکے ہنس دیتے ہیں وہ گوش راحت آہنا تک اپنی تو آئی تو دے</p>	<p>کتنے سجے ہوئے قہر میں بچے شگاف کو رکے اشک کے قطرے ہوئی جہاں ان کے وقف شانہ نہیں کیسب شب و بچہ کے حوصلے شہدائی کیوں ہوں ہم کافر کے سامنے آنکھوں آجاتی ہیں پردے نور کے ہر زبان خار کلی کے مرے انور کے آئینے میں تیرے چشم جو ہر ساطور کے تیری کشوں کے کفن پائی ردای نور کے بوجہ اتنے قدم اوڑھتے نہیں مزدور کے جسکے آگے تر تر آجاتی ہیں نالی صور کے نالی میری قہقہے ہیں خاطر مسرور کے قہقہے ہو جائینگے نالے دل رنجور کے</p>
<p>۲۷۱</p>	<p>۳</p>
<p>تہی شب ہجر میں کیا کیا دھڑکے دہوم کر دی ترے مذہب و جان فی</p>	<p>آہ تر پے کبے نالے کڑکے آنکھ جھپکے نہ ذرا دل دھڑکے</p>

مر گئے مرغ قفس کیا آسان پاؤں پھیلائے نہ باز و پھر کے

۲۷۲ ولہ ۳

نہ سجے مکہ کے آئندہین اور غلہ تگر و انکی  
بہار چند روزہ میں یہ دہو کا تھا مصیبت کا  
ادب ایدست وشت شرم عریانی مناسبت  
لٹے دل دیکھ جھوٹی ہو تو نہ پڑا غلطان کے  
قفس میں لای آخر چھپے لطف گلستان کے  
نشان جہین کو چوڑوی کچھ تار و اماں کے

۲۷۳ ولہ ۱۳

کہتے ہیں سنگے تذکرے مجہ غم سیدہ کے  
کیا اپنی مشت خاک کی ہم بستجو کرین  
میں خاک ہی ہوا نہ گئی پر کشیدگی  
جو تم میں بات ہر وہ کسی اور میں کہاں  
سیلاب چشم تر سے زمانہ خراب ہے  
کچھ انتہا نہیں ہی کہاں تک سناتے  
قطرے ملے جو ترے پسینے کی گلبدن  
آہو نکلی وہوم ہی کہیں نالوں کے غلغلے  
آرام گاہ اشک ہر ویران ایجنوں  
امست ناز کیف یہ تیری سخن میں ہے  
لو آشیان تنکے طرف میل تک نہیں  
ولیوان میں وصف ہر عرق جسم یار کا  
افسانے کون سنتا ہی حال شنید کے  
ملنے نہیں نشان غم بار پردہ کے  
غصے وہی رہی مری دامن کشید کے  
جلوے کچھ اور ہی ہیں گل نودمیدہ کے  
شکوہی کہاں کہاں ہیں مری آبیدہ کے  
قہقہے دراز میں دل نا آرمیدہ کے  
خواہاں رہی لوگ گلاب چکیدہ کے  
سامان نئے ہیں روز تری غم کشید کے  
دامن ہیں تار تار قباے دیدہ کے  
دہو کے کلام پر ہیں شراب چکیدہ کے  
دیکھو مزاج طائر رنگ پردہ کے  
مضمون کہاں کہاں ہیں گلاب چکیدہ کے

۲۷۴ شگافے بچ لیسیم کہ ابرو کے پاس ہیں  
یہ تیرے خطا میں کہاں کشیدہ کے

اشک آنکھو نہیں ڈر سے لانا سکے  
دلکے ہر شے ہوئے بھما نہ سکے

رہنے دیکھ کر بلا نہ سکے  
 شکوہ میسر اوہ لب پہ لانہ سکے  
 حرف تقدیر کو مٹانہ سکے  
 گالیاں بھی مجھے سنانہ سکے  
 آنکھ جیسے بھی وہ جھرانہ سکے  
 جب کوئے اور رنگ لانہ سکے  
 لب تک اپنے سوال آنہ سکے  
 رنگ اپنا عدو جمانہ سکے

نہ ملی جب زبان نزاکت سے  
 تہین جو اوسمین حیا کے کچھ باتیں  
 کیا ہوئے تیرے حوصلے اسی اشک  
 تنہا یہ خطرہ کہ سین پسند نمون  
 گو بہت پاس غیسر تھا لیکن  
 پاؤں چو اکیے حنا کے طرح  
 خامشی تھے بشکل زخیم مجھے  
 نہ ملی اوسنے پاؤں میں مندی

اضطراب قضا ہوا یہ نیم  
 کہ گلے بہ اوسے لگانہ سکے

۱۳

۱۴۵

کہو جی شب کمان تمنے بسد کی  
 مصیبت اور ہے اک رات بھر کی  
 ندامت کیوں مجھے دی بال ہر کی  
 چلو جے راہ لو تم اپنے گھر کی  
 مصیبت کون اوٹھائے عمر بھر کی  
 کہ بہشت ہوے در و جگر کی  
 گھٹا آؤدی ہوے ہے چشم تیر کی  
 بلا تین گے مگر زنجیر دور کی  
 نہ دکھانا ہمیں صورت سفر کی  
 جگر تک بر جھپان پونہ چنن کی  
 اوٹھانے ہے مصیبت نیشتر کی

اب آتے ہو صد اسکر گجر کی  
 سحر کو دفن کر کے جائے گا  
 قفس میں بند کرنا تھا جو تقدیر  
 گذر جائیگی جو گذرے گی ہم پر  
 اے تو جان لے لے نیم عشق  
 خدا کے واسطے یار و سہیلو  
 ترشح آنسو وں کا سو رہا ہے  
 نہ بولین گے تمہارے خوف سے ہم  
 نہ آنا تم اجازت مانگنے کو  
 کوئے دم کا بکھیر ڈرہ گیا ہر  
 ہمیں فساد کا سنہر دیکھنا ہے

حقیقت کچھ نہیں ہوتی بشر کی	حباب آسا ہے لطف زندگانے
۳	<p>۲۷۹</p> <p>لشیم اب دل کتنا کی طرح جی کپ محبت میں کسے رشک قمر کی</p>
<p>فریاد دل دکھاتی ہی بی اختیار کے چادر کفن کے واسطے ہوا بشار کے صحن فلک زمین ہے منجھڑا کسار کے</p>	<p>کہتے ہیں بقرار صد ابقرار کے عادت میں فرق آئی مجھ شکار کے اللہ کیا ترپ ہے دل بقرار کے</p>
۱۲	<p>۲۷۷</p> <p>ولہ</p>
<p>آنکھ اپنی آنکھ ہے ہر روز نیا لپار کے خال بنکر رہ گئے دلدار کے بیکار کے جام کی ساقی کی می کے یار کی گلزار کے تار گیسو بن گئی گردن تنہی بیار کے لوک جو ٹوٹے نہ بکھلے آبی سے خار کے خنجر قاتل نے چلکر حلق پر تکرار کے بعد مردن ہی نہ چپکے آنکھ مجھ بیدار کے وشت کی ہم پر عنایت آبلوں پر خار کے جس گھر ٹھی ساقی فی خصم کے لئے تکرار کے آپ کی آذر دگی سی ہمسے سب نے عار کے نالواں نہ ہوں نہیں قشبہ جسم زار کے</p>	<p>بسکہ ہی دلسین ہوس نظا وہائی یار کے لطف نظارہ ہی پہر آئے نہ آنکھ تنگ نگار کے بعد مردن ہی گئی دل سے نہ اپنے آرزو کے کو دیا آخر خیال زلف نے ایسا نحیف کے رابطہ باہم کا بڑا تہہ میانک وشت میں کے کس قدر لذت تھی خون بگینا ہی میں مر کے خندہ زخم جگر سے قبر میں آئی نہ نیند کے فضل حق سے ہر جگہ موجود ہیں اپنی بخشش کے خوبہ روی گردن مینا لگا کر ہم گلے کے تم تو کب آتی تھی لیکن مرگ ہی آتی نہیں کے کیا مثال اوسکی بہلا جو حیز دکھلائی نہ کے</p>
۳	<p>۲۷۸</p> <p>فضل حق سے بسکہ ہی شاگرد مومن تو لشیم دہوم ہی ساری زمانے میں تری اشعار کے</p>
زخم نے برسوں زبان چوسی نشان تیر کے	تھی سزا کتنی حلاوت زامر کے تقصیر کے

روزہ ہو جاتی ہیں جسے ایک دو ٹکھیلیاں  
 زور و پشت سے جو ترپاشتی ہو آہن کی  
 نوجوانی آجتک باقی ہو چرخ پیر کے  
 وہ کڑی چھیلی کہ توڑی ہر کڑی زنجیر کے

۲۷۹  
 صاحب مشفق پیشق تازہ فرمائے لگے  
 حضرت واعظ اکبرین ولت سر کو جاتیے  
 آگنی جب یاد کچھ اس ربط باہم کے سب  
 سپرہ او نڈلی بہری شیشے ہوئی لبریز جام  
 باغبان ہشیار ہوشناتاق خصت ہر بہار  
 جلوہ ہامی حسن چمکی اوٹھ گئی منہ سے نقاب  
 ہاتھ اوٹھا اسی چہارہ گردانے تاثیر  
 خوب روئی دیکھ کر ہم زریور دیوانے  
 ہشتیان روشن ہو تین چمکی دوکان ہنریش  
 فصل گل آئی ترسی جوش جنون کے ولولے  
 دن تو تہاب را کو بھی آئی سمجھانے لگے  
 آتی ہی سامان محشر آب و کھلانے لگے  
 دل بہر آیا دیدہ ترا شکست سارے لگے  
 لغزش بابی اپنی ہستی کھلانے لگے  
 رنگ لاگستان کا پھول جھانے لگے  
 طرہ کیسے کہ باہم سانپ لہرانے لگے  
 جامی شک نہ کہو نسے اب سخت جگڑنے لگے  
 جب احباباؤ نہیں زنجیر ہینانے لگے  
 خصت تو بہ ہوئی زبا و گھبرانے لگے  
 دی ہزار زنجیر نے پھر پاؤں کھلانے لگے

۲۸۰  
 مانع مطلب ہوے وہ شرم باہم اسی نسیم  
 وہر کے اپنی طرف ہم آپ شرانے لگے  
 فصل گل آئی ہی کل اور ہی سات لگے  
 سب یہ کافر ہیں جبینوں کی نہ سن تو ایدل  
 شکر ہو جاتین گے انجام کو اپنے شکوے  
 کہنیچے تیغ تامل ہے یہ کیوں بسم اللہ  
 کس طرح جاہل گے مانع ہی حسین خج ہر زاج  
 تاجوانی ہے گرائی نہوا یدل متیاب  
 میرے وہن ہیں سر دست ڈیریاں ہو گئے  
 چار دن بعد ہی دشمن ایمان ہو گئے  
 رنج کے خوف سے ہم اونکی ثنا خوان ہو گئے  
 سر جکا دینگے جو بان بندہ جہان ہو گئے  
 زلف بہم ہو تو کچھ وہ بھی پیشانی ہو گئے  
 پھر تو بوسے لب جان بخش کی لڑائی ہو گئے



<p>یاد نہیں جانائے فوراً جانے          شوق کتنا ہی کہ لوٹینگے نری صلیت میں          شوخیان کرے جنوں آج کمان بہر کل ہم          گر یہ انجام تبسم ہے نہ ہنس او غافل          یاد آئیگا پس مرگ ہمارا یہ کمال          تجھ کو کوئی ننگے خبر زیر لحد سونے کے          خانہ زاد و نلو کمان قید محبت سے فراغ          دم نکل جائیگا گر ہاتھ لگا اے جراح</p>	<p>اشک اگر مری آنکھوں میں پشیمان ہونگے          درو کتنا ہی شریک شب بھران ہونگے          خاک اور انگلی زمین بشت یہ ویران ہونگے          خون روئینگے وہی زخم جو خندان ہونگے          حال کھل جائیگا جب خاکیں پھان ہونگے          سر پٹکتے ترے در پر مرے ارمان ہونگے          ہم وہ بلبل ہیں ہمیں خاک گلستان ہونگے          وہ ہمیں زخم جو شرمندہ احسان ہونگے</p>
--	---

دور ہر نخل کر بن کے صفت کر دوں  
 ہم پس مرگ بھی قربان گلستان ہونگے

۲۸۱

<p>وصل کے رات ہی آخر کہیں عریان ہونگے          آپ مر جاؤنگا تو آ کہ نہ آؤ ظالم          غیر کی شکل بنینگے کہی خود او کا شوق          دل جو روٹھا تو منانے سے کہیں ملتا          آج ہر روپ عدو کا ہے بنایا میں          آنکھوں پہنینگے مرے وشت جنوں کے کاٹی</p>	<p>میں پشیمان ہوں تو کیا وہ نہ پشیمان ہونگے          آج وہ دن ہو کہ مجھے اے احسان ہونگے          ہم بھی دیکھیں تو کمانتک وہ پرسان ہونگے          یہ تم باعث حسرت تجھے یگان ہونگے          اب تو وہ ہی مری انداز یہ قربان ہونگے          یہ وہ دامن ہیں کہ آخر کو گریبان ہونگے</p>
--	---

برہی دوری جاننا نہیں ہو گی تبسم  
 میرے نالے افراس کر غمخیزان ہوں گے

۲۸۲

<p>یہ وہ نالے ہیں جو لب تک آئینگے          عشق میں ایک پروریدہ نہ ہونیں          حضرت دل سوچتے ہیں آج کچھ</p>	<p>تم تو کیا ہو آسمان بلجائیں گے          مجھ کو صبح آ کے کیا سمجھائیں گے          پہر بلا کوئے مقدر رلائیں گے</p>
---	--

۲۸۳	پہر پنجو نکین کے قیامت تک لٹسٹیم یاؤن جسدن قبر میں بھیسلا مین گے	کچھ تو سمجھینگے کہے ستم رانینگے آپ دیکھیں کس طرح لیجا تنگے دیکھیے وہ آج کیا ضرر رانینگے
۲۸۴	اوس خاک تک پونچکر بھرناسیم مشکل ہوں اشک افق داد کیونکر کھواوٹا ہی دینگے	ارجوت جانتی جواکدن دکھا ہی دینگے دیکھیں تو آپ کیونکر کھواوٹا ہی دینگے نقش قدم نہیں مون جسکو مٹا ہی دینگے یہ یاد وہ نہیں ہے جسکو بہلا ہی دینگے شمعیں یہ نہیں ہیں جسکو بجایا ہی دینگے وہ دل نہیں ہمارا جسکو منسا ہی دینگے
۲۸۵	ولہ	۲
۱۸۶	ولہ	۹

<p>گرین کجا و نگامری فریاد جائیگے          بیڑے نہ تو رعت حداد جائیگے          حرمت تمام عمر کے فساد جائیگے          لب ہامی زخم سے نہ تری یا جائیگے          اوڑاؤڑ کے سوی کوی پرزاد جائیگے          ناحق کو قدرانے و ہزاد جائیگے          تاجر خ بانگ ماتم فریاد جائیگے          ولے کہی نہ عبرت صیاد جائیگے</p>	<p>تا عرش تیری شورش بیداد جائیگے          بے آبرو سیکو کر جو شش جنون          ہمہ پریش ہو جو صلہ بیشتر نہ          قاتل یہ خندہ ہامی جراحت نہوگی کم          دیوانہ مین وہ ہوں کہیں لہر گہیری خال          آسان نہیں ہو کہنچنا مقصود یار کا          شیریں کو گور مین تھا تصور مے درام          فصل خزان مین کہتی تھے رو رو کی عیب</p>
--	--

۹	<p>مومن کا طرزِ چٹ نہ سکیگا نسیم سے          شاگرد سے نہ بندش اوستاد جائے لگے</p>	۲۸۷
---	---	-----

<p>باسم اللہ بسم اللہ کر لے          زبان مفتاح الا اللہ کر لے          سعادت سے صفائے راہ کر لے          حظوظ غمر خطہ خواہ کر لے          مناسب ہے ابھی کچھ راہ کر لے          نہ دیکھا جسکو اوسکے چاہ کر لے          کوئے ہمراہ تو ہمراہ کر لے          وداع حب عز و جاہ کر لے</p>	<p>حقیقت سے زبان آگاہ کر لے          دہن سے دور کر قفل دوئے کو          کدورت دل سے کھو لو ولعب کی          مبارکباد عیش و جاہ و دولت          کہاں فرصت زبان کشمکش مین          جسے دیکھا نہ دیکھ اوسکو کہے تو          سخاوت مروت مین ترے پاس          پہلا واسطہ طلب نہ زندگانے</p>
--	--

۳	<p>نسیم دہلو سے یہ آرزو ہے          کہین اپنا مجھے اللہ کر لے</p>	۲۸۸
---	---	-----

<p>لے لینے دو بوسہ مجھے و شام سے پہلے</p>	<p>لازم ہی کہ آغاز ہوا انجام سے پہلے</p>
---	--

پھر طاقت پر واز مرے پوچھنا صیاد اب منہ نہی کہہ کہیے گا ہم کر چکے تو بہ	آزاد تو کر بھر خدا دام سے پہلے تدبیر میان ہو گئے الزام سے پہلے
۲۸۹	ولہ
دیکھی دل دے کے قدر اے ہوئے ہے باز پرس اعمال شعلے اوٹھتے ہمیں استخوان سے سونامے گوشہ حرمین او وعدہ خلاف سالہا سال آئے پیرے پیامِ رخصت	بس بسندہ نواز محرابانے کہنے ہے بہت برٹے کھانے اعد رے سوزش نہانے ہاں ہاں وہ رات بھی ہو آئے آنکھوں نے کی ہے پاسبانے برٹتے جاتے ہے ناتوانے
۲۹۰	آخر آخر ہے لونجوانے ۶
عزت دیوانگی بخشی مجھے تقدیر نے دونو عاشق شمع کے اور دو قسمت میں مدتیں گزریں کہ اطمینان اونکا روایا ہرزبان خاموش کو تیار ہزار دوستی کھل سکین کیا عاشق و مشوق کے گوشیا آبرور کھلے کنہکاری کی گوہر مرگے	طوق فی کی بندگی چومی قدم زنجیر نے جان پڑانی فی دی بوسی لیے گلگیر نے نالہ بے سود نے فریاد بی تاثیر نے کچھ نہ حال دل کما میر اسنان تیر نے کھدیا کچھ شمع نے کچھ سن لیا گلگیر نے مند نہ کہلوا یا سوال بخشش تقصیر نے
۲۹۱	ولہ
کچھ سمجھتے ہیں جو اس ظالم کی سہماں ہوئے یا داتی ہیں جو احسان اونکی وقت مضطر آ تمنے کیوں بوسی دیے میں لکھوڑ کو کس طرح ہٹ پکیوں ہو لو دل افسردہ حاضرین	پہر لٹ جاتے ہیں کسی تابان آتی ہوئے نالی ہی سے سے ٹکلتے ہیں تو شرابی ہوئے افسین ڈاتی ہیں کیا کیا لذتیں پائی ہوئے کیا پسند آئیگی ٹکوں بول جہانی ہوئے

دیکھتا مونیہ نہ مجھ کو دیکھتے ہیں وہ نسیم  
ابرود و دود لکے لکے ہیں جو سب چھائی ہو

سوال طرز سخن سے تمہارے پیدا ہے  
امید مرگ میں قطع امید رستی کی  
خفا میں جسکے سبب آپ کل سے اسد تم تک  
سیا بیان شب فرقت میں تین کی ان ایسے  
نہ چین ہے مجھے گھر میں نہ وشت میں نہ  
بحیب طر حلی آتی ہیں نکستین شب در در  
اوداس ہو سبب انفصال کچھ تو کو  
کہان بسر سوئی اوقات پاک بندہ نو  
خوشا نصیب چھپاتے ہو راز دل درم  
وہی کا خاک کی جوتے ہیں باقین جلیں سے  
ہزار کوئی کہے کب کیسے سنتا ہے

ہماری سر کے قسم تم کو آرزو کیا ہے  
مزار عاشق افسردہ آج اچھا ہے  
ہمیں تو آجکی شب بھی وہی متنا ہے  
مگر یہ دود جب گرا کرے اندھیرا ہے  
عجب طر حکا کچھ ان ذروں حال میرا ہے  
کیسا عقدہ کیسو چھپا جکل در  
یہ کیوں عرق ہر چین پر مزار کیسا ہے  
بہت دلوں میں تھیں بنے آج دیکھا ہے  
مجھے ہی آپ نے بدخواہ کوئی سمجھا ہے  
ابھی تک آکھو ایجان جسے پر در  
نسیم آجکی باتو نہ دے شیدا ہے

### غزل ذو بحرین

وہی تو نے دیکھا کہ جودل کہا تھا نہوا د سپہ شیدا کہ وہ بد بلا ہے  
گلاب ہر بجاکہ یہ ہو گیا کیا کیا تو نے جیسا وہی یہ سزا ہے  
نہ وہ اب اشاری نہ وہ اب نظار می نہ کہنا آری نہ کہنا جا کے  
گئے لطف ساری ہو یوں کناری ملو خیر یاری مرا اخی ہے  
ہوا او سپہاں ہو انغم سے شاعلی ہو تی سخت شکل کیا تو نے کیا ل  
نہیں ہر وہ غافل ہے گا وہ قاتل کہ گیا وہ سبیل تری اب قضا ہے  
یہ چین لطف بیڈ ہے پرچہ جو ہر شب مرا یاد دل چنہ دہلتی لپ

اجی کرہین سب کمان بوسہ لب ہی جانے اب کہ وہ بچاؤ  
 کہو کل رہو گے مرے گھر چلو گے کہا جو کرو گے مرا غم سنو گے  
 گلے سے مارو گے مجھے بوسے دو گے کوئی دم ہنسو گی کہ یہ بچاؤ

۱۹۳	ولہ	۳
شب صلیت میں گھڑیا لی جہین کیا کیا رات آہ	گھڑی بہرات آئی ہو بہر ظالم بجا تا ہے	
لنڈھا دی می سب کو تو ریشمشہ چکریا تھی	لہو فرقت میں پیتے ہیں کسی ساغر پلا تا ہے	
دل مٹا آتا ہر ازخو دگلے مللے رنکو	کربتہ سفر خستہ مقرر کوئی آتا ہے	

۱۹۵	ولہ	۵
سج باہم میں زبان پر جو گلہ آتا ہے	کچھ عجب لطف کار دے میں نرا آتا ہے	
میں جو سمجھتا ہوں اونکو تو فیہ مانتے ہیں	اسی بچہ خوش جا ہی یہاں سے تھی کیا آتا ہے	
دل ہلا جاتا ہے ہر نالہ و فریاد کے ساتھ	پہرا نہیں کا کوئی مظلوم جفا آتا ہے	
شانہ وہ زلف میں کرتے ہیں خدا خیر کری	پہرے واسطے طوفان بلا آتا ہے	
طاقت جوش جنون کی مرے کیا شہر سے	سیکڑوں میں گہرا اک حلقہ پا آتا ہے	

۱۹۶	ولہ	۶۳
گنگ میں جنگو خموشے کارا ہوتا ہے	دہن جسم میں خود قتل حیات ہوتا ہے	
آکھیں وعدہ فراموش کہ فرصت کم ہے	دم کوئی دم میں قدم بوس قضا ہوتا ہے	
نالہ افسانہ بیدار سنا تا ہے اونہیں	کشش آہ سے اظہار بلا ہوتا ہے	
کیون نہ پیمانہ دشنام دہن کو سمجھو	کہ برابر ترے گالی کارا ہوتا ہے	
حاجت شمع نہ پر و امی چراغ لحدی	پاک احسان سے مزار غراب ہوتا ہے	
آمی کو نہ کرشب فرقت میں کہ جنش محال	شوق دل سلسلہ پاسے قضا ہوتا ہے	
محو دیدار تھے ہم کفن سیکون سے پہلے	اب بہلا پر وہ کیے سے ترے کیا ہوتا ہے	

جلوہ حسن نکو نور خدا ہوتا ہے  
 سرخ سبزی کے سبب نگہا ہوتا ہے  
 دل نہ کتنا ہر مراد بچھے کیا ہوتا ہے  
 گلو خشک کو آب رشک تھا ہوتا ہے  
 پاتھکے ہاتھ ہوا خواہ دعا ہوتا ہے  
 دہن غنچہ پہ خود قفل حیا ہوتا ہے  
 زلف کا وہیاں ہی موسیٰ کا عصا ہوتا ہے  
 پیر بن قیدی سہی کا قبا ہوتا ہے  
 بزم شادی مجھ سامان غزا ہوتا ہے  
 ہر دم لطف میں دیکھا تو نیا ہوتا ہے  
 ہر اوامین ترے سامان قضا ہوتا ہے  
 بیوفا باعث تکلیف وفا ہوتا ہے  
 قابل بوسہ زار شہدا ہوتا ہے  
 جو ارادہ ہر ترا ہوش با ہوتا ہے  
 شکر انجام کو دیکھا تو گلا ہوتا ہے

آراہ اس واسطے کرتے ہیں بتوں کو سجدہ  
 خطا کو سب تر اجمت خود نریزی ہے  
 یار خواہاں شفاعت ہیں وہ ہٹ پر ظالم  
 اس طرف بھی ہو کوی گردش خنجر قاتل  
 تو بہ کرتے ہیں جوانی سے کپیری آئی  
 نغیرت حسن سکھا دیتی ہو آداب سکوت  
 آرد ہا بنکے ڈرانا ہر شب فرقت میں  
 آج ہی رسم رہائی ترے یوانی کی  
 یار روتی ہیں مرے قتل سے میں نہ تباہوں  
 کہ نہ شقی اونہیں ایجا و سکھائیے ہے  
 ڈھنگ کا بسکویں سامان اجل میں ظالم  
 جان نثاری کی اجازت نہیں تیا قاتل  
 سرفروشان محبت کو محبت سے ہر کام  
 دم کھنچا کھینچتے ہی شمشیر و دم اسی قاتل  
 بیوفا و نکی و فابا باعث آرام نہیں

امی نسیم حسن آراے فصاحت تجھے

گلشن محسنی تو خیمہ ہرا ہوتا ہے

۲۹۷

پہل خندنگی کھلا کی گل سر بستہ ہوتا ہے  
 کہ بعد از قطع شاخین ملکی اک گلہ ستہ ہوتا ہے  
 دل عاشق کی صورت شعر اپنا خستہ ہوتا ہے  
 کب آزاد دیکے قابل طائر پر بستہ ہوتا ہے

ہمار خنچی دیا ہر جود دل خستہ ہوتا ہے  
 شکون وصل ہر رخ جدائی چشم عارتین  
 سہانی زخم خوردہ لفظ لکڑی بند شین اتر  
 ہمیں فی ہر ہتی صیا و ظالم کیوں دکھاتا ہے



<p>ہلا آسان ہو کیونکہ روش گانی فکر مشکل کے          دکھا دیتا ہر ساعت نیا گھر جو شہ بیتا          کچھ ایسے دو نو مصرع ایک ہی جا نہیں بیٹن</p>	<p>کہ ہر عقدہ بشکل لفظ بستہ بستہ ہوتا ہے          سدا نقل مکان مانند گرد بستہ ہوتا ہے          کہ سامع کو گمان ابر و پیوستہ ہوتا ہے</p>
۲۹۸	۹
<p>دکھاتا ہر چہری پر مژدہ پیدا دیتا ہر          کہہ ہی کچھ ہر کہی کچھ ہے مزاج یا رکھ صورت          وہ محتاجی ہوس ہر دولت تقدیر سے حاصل          نہ بازو میں تیرے قوت نہ مخمیر میں والی ہے          لہو کی سا فراق صبح ہوتا ہر کوئی دم میں          نہ تو زین آج تک بھی ٹیرا نہ در جھون لٹا ہے          یہ کیوں گہر گئے فریاد بیتابی سی سی بیاہ          سنائیں گے نو قاتل وہ شاید کہ پہلی سے</p>	<p>سبار کیا دیتا بی بی ہمیں صیاد دیتا ہر          نرا آنکھوں میں کیا کیا عالم ایجاد دیتا ہر          کہ سایہ بھی نہیں پاؤں من سر یاد دیتا ہر          ہمیں تکلیف بجا کس لیے جلا دیتا ہر          ندامت کیوں ہمیں اسی فشر فضا دیتا ہر          جگاؤں کیوں شہر طغی مجھے صدا دیتا ہر          دعائیں تلو کوئی بندہ آزاد دیتا ہر          مجھے جوش سرا تم سبار کیا دیتا ہر</p>
۲۹۹	۳
<p>یہ حالت ہر تشفی کیا تو ایدم باز دیتا ہر          مناسب سبار کیا دیتا بی تو دے جاؤ          جو پہلے کہ چکے تھے پھر ہی کہنے لگی اونسے</p>	<p>کہ نالہ بھی ہن میں اب نہیں گم از دنیا ہر          کہ دل سینی میں اب کیفیت پرواز دیتا ہے          مرا انجام بد کیفیت آغاز دیتا ہے</p>
۳۰۰	۳
<p>قفس سب دوش صیاد بجا طینت کا پیر ہے          ستار عالم اسباب چند انفس صلت میں          کہا تک کروٹیں بدلا کر گیا خواب میں</p>	<p>مقام گلشن ایجاد دم بہر کا بسیرا ہے          زرو سیم و جواہر کچھ نہ تیرا ہی نہیں ہے          ذرا کھول آنکھ او غافل کہ دم بہر میں جویرا ہے</p>

چہا دن دور منزل اوٹھا جلد قی غافل	فرخ زندگانی چند دم ہے پراند ہیرا کر
۳۰۱	ولہ
محاسب بالغ ہے ہی ہمیں دیوانہ ہے ادب بادہ پرستی نہ گیا مستی میں بے نیازی ہے مجھے اور لحد کو یکساں	جب جہٹی پروہے شیشہ وہی بیاہ ہے صورت کعبہ طواف درستیخانہ ہے بے ہوس ہیں توبی و مرا کا شانہ ہے
۳۰۲	ولہ
نتے ڈمب کا کچھ جوش سودا ہوا ہو تعلق اون آنکھوں سے پیدا ہوا ہے نہ عالم میں تجھنا نہ مجسا جہان میں نہ لے قیس آگے مرے نام وحشت پہر اوٹھتا ہے دو محبت جگر سے گہر بار ہے دیدہ اشک زار سے وہ وادی امین پہ موقوف کیا ہو فرار دم تولینے وے امی جہنم جادو کھائی تہنای ہی بات سن لو ترقے پہ ہر فوجا نے ہمارے حجاب نظر سے کھلے بھید رکے ہمارے ہمتارے تو ہیں دلی باتیں نہ گھبراؤ جانا اجی ہم ہی سمجھے ننانین کے ہم آج تو لچیلین گے اگر تم ہی دیکھو تو رونے لگو گے	خدا جانے ابکے مجھے کیا ہوا ہے بہت دنگا یہ خواب دیکھا ہوا ہے نہ ایسا ہوا ہے نہ ویسا ہوا ہے ابھی کل کے ہی بات پیدا ہوا ہے وہی حال اگلا سا میرا ہوا ہے مراد امن آغوش وریا ہوا ہے ہمارا ہر اک وشت دیکھا ہوا ہے بڑی مدتوں میں دل اچا ہوا ہے کھا ہنسکے مست کو تو سودا ہوا ہے ابھی کیا ہوا ہے ابھی کیا ہوا ہے عبث ہم سے ظاہر میں پردا ہوا ہے خانو اگر اسکا چرچا ہوا ہے کہیں اور بھی آج وعدا ہوا ہے بہت روز مار و زعفران ہوا ہے مری جان یہ حال اپنا ہوا ہے

۳۰۳	<p>سینہم اب کمان متدروان سخن بین کے شکر سیر یہ بھی جو چہرہ چاہا ہے</p>	۸
<p>پیتے ہیں مے گناہ بقصد ثواب امی چارہ گردن دست حجاب لہجہ زاہد معاف ضبط طبیعت نہیں بہین بیداریاں ہیں دیدہ زنجبیر کیر طرح امی شوہر شہر تیر کہ فرصت نہیں ہمیں ایشیخ طول ریش مقدس کٹھائے اسے بخیر قریب ہر فرد امی باز پرس</p>	<p>مستی کے ولولے میں زمان شباب کے دل چاک ہو چکا ہے جگر آب آب کے ساغر چلک ہی ہیں ہو امی شباب کے وہ آنکھ ہی از لے جو محروم خواب کے میں غفلتوں کے جوش جوانی کا خواب کے حد سے زیادہ جوہی ادھی پرغدا کے ہشیار ہو کہ جلد زمان حساب کے</p>	
۳۰۴	<p>دیکھا نگاہ غور سے جتنے جو اسے سینہم ہر شعر اس منزل کا ترے انتخاب ہی</p>	۱۶
<p>لب پر اک پردہ نشین کا شکوہ بیدا ہر ہو چکی رسم اسیری دل نہایت شاد ہر ہو لتی ہیں کب نگاہیں چمچا دو خیر کے کہ کمان یرانیان بستی ہیں ہجر یارین دی صد امی کو سن حلت ضربت شمشیر نے صورت گل جلوہ گر ہیں انعامی دوستے لفظ بس سے پاک ہوتی ہر حدیث عا خاکسار یمن بھی ہو نہیں اس قدر عالی مزاج پوچھ لے کر لو چھتا ہر خون عاشق کو بڑے غم نہیں گر چہ دہان زخم ہیں خندہ ز</p>	<p>میرے نالے میں اچوتی پار سا فریاد ہر حلقہ زنجیر آغوش مبارک کب ادھر ہلکوسا مان فراموشے سب اپنا یاد ہر اب ہمارا خانہ دولت خراب آباد ہر خندہ زخم جگر شور مبارک کب ادھر کعبہ دلمین مبارک گلشن شاد ہر اپنا افسانہ تو قید ختم سے آزاد ہر ہم گریبان ہلال اب دامن فراد ہر چند ساعت تر زبان خنجر جلا دہر میں ہوں آرزوہ بلا سی میرا قاتل شاد ہر</p>	

موت کو اریان ہانا دم مرا جلا دہی موتو نے اشتیاق خانہ صیاد ہر میں اسیر نو ہون ناواقف مرا صیاد ہر ہمت دلو انکی منت کش صدا ہر منع جان بدت ہی اپنا آشیان بڑھ	سخت جانی کا برا ہو مفضل کیسا کیا جلد افضل بہارے آرزو میں تالیا دیکھیے کیونکر گزرتی ہیں جفا کی صحبت آپسے تو منہ نہیں کہولا مگر مجبور ہیں اتوجی اوٹھتی ہیں کب تک انتظار تھیں
--	--

۳۰۵	سبز رنگان جہان کو روز و شب کیو سیم دید کے قابل ہمار گلشن ایجا دہر	۴
-----	--	---

عجب ترنگہ میں کچھ اثر ہے آل مائشے کیا پوچھتے ہو + وہ جیسے صبح ویسی ہے شب بھر ففس چھوڑا عجب صورتے ہمنے تہمین کیا ہمچہ جگدر می سو گزری لگے لو شمع سان اک شعلہ رو کے	نہ بر میں دل نہ سینے میں جگر ہے جگر کے پار ہر تیر نظر ہے غضب کی رات آفت کی سحر ہے نہ باز دہی نہ گردن ہے نہ سر ہے حساب ایجان ہمارا حشر پر ہے بلا سے سر کٹے اب کسکو ڈر ہے
--	--

۳۰۶	غرض مطلق نہیں مجھ کو کسے سے نسیم اپنے خدا ہی پر نظر ہے	۹
-----	---	---

راز مخفی لب تاک آئی گمان مقدور ہے ایک شعلہ داغ سوزا نکا ہی میری آفتاب دل مرا پیری میں ہر محو خیال لغیار ساقیا میں زخمی تیغ نگاہ مست ہوں نا توانی سے خط بار یک ہر ایسا بدن حسن عالم تاب سی تیرے مثال مگر کیا	دل ہمارا جلوہ گاہ شاہ مستور ہے آسمان نیلگون دودن محرو ہے نافہ مشک خن پر پردہ کا فور ہے ہر دہان زخم میں خون بادہ انگور ہے ہو چکین ہیں بدین زنجیر پابی مور ہے یہ ہر سر نور ہے وہ اک چراغ دور ہے
--	--

کسے صورت نہیں کا شائے تن خلد سے  
ہر نفس دل جلوہ گاہ حسن بشک حور ہر  
ہو گیا بیہوش جسیر آنکھ تیرے پر پڑ گئے  
اکس قدر لب ریز بستے نر گیس محمود ہر

۲۰۷ اور یہی شاعر زمانے میں ہیں اگر اسی قسم  
پر جناب پاک کا چہ اور ہی دستور ہر

یاس ہو کر کچھ دنوں ہم چشم بھل میں ہے  
اٹے شکوے طعنے بے سود اقرار دروغ  
خاطر گل عاشق کو تہی جو منظور مزاج  
اونکو نیند آئی اپنے آنکھ جھپکے ایک دم  
سادہ لوحی دیکھنا وعدہ جو ظالم نے کیا  
کثرت تکلیف سے ہم آب نالے ہو گئے  
خنجر قاتل کے ایدہ تین اجل کے سختیاں  
اشک ناطقت کی صورت ہر قدم پر گر پڑی  
توب ہی سوچی حساب آفرین ہو کہو کہو  
قبر بجا حجت بے سو وقتہ فیضول  
تیرہ بختی نے بھی دکھائی ہمیں آخر فروغ  
نام آزادی زبان پر آ گیا تھا اسلئے  
خشم ناصح طعنے احباب تکلیف فراق  
دیدہ گریبان کی عزت کس قدر دریانی کے  
نقش کے امید نے نقشادگر گون کر دیا

داع ہو کر مدون دامن قاتل میں ہے  
جو تمہارے من سے نکلی شے وہیں ہے  
نے اثر ہو کر اثر شور عنادل میں ہے  
ذکر ہو کر رات بھر ارباب محفلین ہے  
ما سحر ہم انتظار حمد باطل میں ہے  
لب پر آئی یا کہی ہمارے دل میں ہے  
روح بھل کبطرح ہر وقت مشکل میں ہے  
وہ مسافر تہی کہی آ کر نہ منزل میں ہے  
ہم خیال بارین کر بار کے دل میں ہے  
جوش کس کس فراق مرد جاہل میں ہے  
داع ہو کر ہم کنار ماہ کامل میں ہے  
پاؤں کی مدون قید سلاسل میں ہے  
زندگی جیتک ہی کیا کیا قلعہ میں ہے  
اشک جو ٹپکے مرے دامن اساطیل میں ہے  
تافراق روح دن ہم فکر عامل میں ہے

۳۰۸ اونکے گانے تہی ہم مشتاق برسوں قسیم  
اس لیے شب بھر قیدوں کی بھی محفل میں ہے

دہن مدفن ہمارا سو جگہ سے جاگ ہے  
 غنچے میں لب بندر گل کا گریبان ہاک ہے  
 جسم سمجھے میں جسے وہ روکل پوشاک ہے  
 ملگئے جب عاشق و محشوق جھگڑا پاک ہے  
 آنکہ اپنی تہمت نظارگی سے پاک ہے  
 بے نگاہی ہے مگر کیا دیدہ بیباک ہے  
 ایک دن وہ کر کہ ہم ہیں یا کنار خاک ہے  
 دلوں میں مستیوں کی دخت زر کی تاک ہے  
 ہاں سسی تکی کے قابل حلقہ قراک ہے  
 ہم نہیں تو دیدہ زنجیر میں پھر خاک ہے  
 یہاں تو اک دل ہو سو وہ بھی طرح غمناک ہے  
 گھر رتے ہیں دیدہ زنجیر بدیعت ناک ہے

مری بھی دکھو خیال رو آتشاک ہے ۸

نسیم جاگو کہ کو بانہ دو اٹھاؤ بستر کہ رات کم کر  
 کچھ ایسا سوچو ہیں بونالی کہ جاگنا حشر تاقم کر  
 اجل ہو تارہ دست بستہ نو خیمت ہر اکدم ہو  
 نیاز ہوئی نیاز یوں بے بغل میں دل صورت صدم کر  
 جو چاروں ہو دفور حشر تو بعد و سکی غم الم کر  
 ہوش رہ جا سکی کوئی قاتل کہ شتر خنجر و دم ہو  
 مٹی صال شنبہ ہر ایک لبے ابھی بہم ہو

نسیم جاگو کہ کو بانہ دو اٹھاؤ بستر کہ رات کم کر ۹

سقدہ رقیہ تعلق سے طبیعت پاک ہے  
 ماتم خاموش یہ کسکاتہ افلاک ہے  
 کوئی بھی عریان زمانے میں نظر آنا نہیں  
 مفسدی اوشٹے میں بارے فرق فائین  
 عصمت جاوید شکل دیدہ زنجیر ہے  
 کس غضب کے شوخیان ہیں حلقہ زنجیر میں  
 ایک دن وہ تھا کہ تین بالا می سند کر میں  
 نصحت نامی تو بہ معاف اسی پاس آجکل  
 فکر آرائش نہ قاتل مراسر کاٹ لے  
 اپنے دم تک ہر فقط آبادی نہ انکی ہوم  
 مردہ راحت مبارک ہو تجھے اسی ہم نفس  
 اب خدا کی ہمارے عصمت دلوں کی

۱۰۹ ٹپک سی ہیں زیر مدفن نوافست نسیم

نمروں و شوار خواب کبتات بہت تر منی دل عدم ہو  
 نسیم غفلت کے جیل ہی ہو ہند ہی قضایا کی نیند ہو  
 جوانی و حسن جاہ و دولت چند نفاس کے جھکے ہو  
 بساں سب ال سائل ہی ہوں ہر ایک مدعا  
 نال کار جان فانی کہی نہیں ایک قاعدی پر  
 دریغ کرنا نہ دربار و مثالی ساری کد ورتو کو  
 زبان کو بہک ہو ہو سرور و شینہ جو سن پر

۳۱۰ پھر صرغ خنجر مصیبت کیال ہکو سپند آیا

<p>یہ نہ سمجھے ہاے یہ آغاز بد انجام ہے وہل میں انکار تیرے ہجر میں دل بتیار وہی حسرت موت آتی ہے نہ یار آتا ہی پاس صبح سے تا شام رہتا ہوں ہمیشہ منتظر کوٹھے پر بیٹھے کو کیا آیا ہے وہ آرام جان جذبہ دل کے ہوئی ہی تھو کو دفن پر ہے</p>	<p>میری رسوائی میں اونکا بھی تو آخر نام ہے کب مجھی راحت ملی کس دن مجھے آرام ہے عاشقی شاید کیسے قسمت ناکام ہے میرا بنی پر تیری کیا کیا خیال غام ہے آج جو نالہ میرا آشنای نام ہے ورنہ سبکے واسطے ایسا جان و نام ہے</p>
--	--

۳۱۱	<p>کیا تیرا ہوتا ہے جھکراؤ دوستی کا اسی پیہم بلگینہ عاشق ہمیشہ مورد الزام ہے</p>	۴
-----	--	---

<p>لو ضعف سے اب یہ حال تن ہے بیان تن ہی نہیں ہی لاغری ہے مثل نکست میں جام کسیا ہوں بلبل بوستان قصویہ ہوں کشتہ تیغ شرم جانان</p>	<p>سایہ تجتس بدن ہے ہم کو کیا حاجت کفن ہے اپنا تو بدن ہی پیر میں ہے بیخوف خندان مرا چمن ہے ہر زخم کا بیزبان دہن ہے</p>
---	--

۳۱۲	<p>لاریب نسیم دہلوی تو اوستاد نواکت سخن ہے</p>	۵
-----	--	---

<p>سوزِ فرقت سے یہ گرمی پیرا شیون ہے بلبل روح دم قتل جہاں کھلے مر گئے ہم گر اسکے نہ گئے خاموشی کس قدر زخم مرثہ جلد بھرا دامن نے بچ رہا تھا جو ستم چادر گھنے بختا مختب کیوں نہ ہے میرے طیفے بطن</p>	<p>جو گرا اشک بیان آبلہ دامن ہے جمن جو شہر شیدائیں گلشن ہے دہن زخم ہی گویا دہن مرن ہے جانب اشک ٹپی آنکھ تو بے روزگار ہے قطرہ شبنم کا مجھے آبلہ مرن ہے آبلہ کا ہیکو ہے شیشہ بگرون ہے</p>
--	---



کیون جانا لیے لپٹ کر وہ بہت رولی بہنم  
کفن لاش بہ کیا پسر بن دشمن ہے

انقطاع فی ہرن تری زلفوں کی فشان ہے  
کبھی طوق گریبان ہو کبھی بنجر و اماں ہے  
کہاں سے غیندائی مروم دیدہ نگہبان ہے  
کبھی بوسوں کی حسرت کبھی صلت کارمان ہے  
کہاں تک طر کرین ہم منزلوں طول پابان ہے  
اوٹا جا لہی قدم وہ دیکھ لگی گنج خان ہے  
تاشا دیکھ لی عاشق تیرا سر و چراغان ہے  
جنون میرا سیر آرزو سامان نذران ہے  
ہوا کے ساتھ گدو نہ چربا رتن پریشان ہے

بلا ہی کون جان برہو سکے آفت کا سامان ہے  
گلو سے تاکر گھٹ بڑھ ہو میری سیل گرہ کے  
خیال پار کے بیٹھے ہیں جو کیدار آنکھوں میں  
دور گئی ہے نہیں خالی تقاضا می تمنا ہے  
راوی نہا گئے خست طلب کے طاقت و  
ہزاروں کو سس دیکھو یہی کہہ لگے ہیں  
نظر ترقی ہو چین نہ پر وہیں اک شعلہ روشن ہے  
پڑی زنجیر ورن طوق لپٹا کے گردن میں  
وہی فست ہو دیو انیکے تیرے بعد مرن ہے

کہ تبار گریبان، نہ باقی تار و اماں ہے  
جگر کے داغ گلشن ہیں کفن صبح گلستان ہے  
کہ بائی آبلہ اپنا ہر اک خار خیلان ہے  
ہلا سکتے نہیں ہاکو بیانا تنگ زندان ہے  
کہ ہر جاناسر مو کا قضا کا میر سامان ہے  
کہ آغوش قفس تک آتی آتی خست جان ہے  
دل حشی کی بھلائی تو مرقد ہی بیابان ہے  
بیانا تک لب برہنہ ہیں کہ اپنی جان یان ہے  
صدای نالہ رخ سحر سے دل پریشان ہے

کہیں کیا دست حشوت کا کہنا تک ہے جہان ہے  
مقام سیر ہے کنج خد ہے یاد گلر و سے  
بڑی لود و حال کی جہی جو پاؤ نہیں کانٹے  
یہ حالت ہو کہ ہے زنجیر ہی محتاج نالی کے  
بہلا کیا زندگی کا لطف مجھے ناوا نکلو ہو  
مر لطف اسیر می اتم صیا دہے ایدل  
ہمارا بڑہ نو دیکھتے ہیں جوش گرہ سے  
کیا پاک بدن جب کچھ نہ پایا دست حشوت ہے  
نہیں مرن میں آرام ہر دم چونک اٹھتے ہیں

<p>بہاؤن پھینکے گفن گھاسے لالہ کا ہوا تیغ قسم سے جو کشتہ دلربائی میں</p>	<p>کہ اپنی وجہ غریبی غلامی دست جاناں ہے بشکل گل پر اکڑ خم بدن شادابی خندان ہے</p>
<p>۳۱۵</p>	<p>بجز فضل خداوند حقیقے کون ہے اوسکا نسیم بکس مضطر غریب بجز عصیان ہے</p>
<p>وصل کے نام ہی آرزوہ جو تو ایسا جان ہے آج بھی تجھے ہی کہنے سے کہ لے نکلے تو کہ کہنے سننے سے بدل جائے یہ کیونکر نہا ہد یہ جو دین تری صدقہ او نہیں راضی دے اے حیا آج تو اللہ کنار اگر جا</p>	<p>منفل جون کہ مرے دلین ہی اراں ہے جس سے مر جاتے ہیں عاشق وہ تم احسان ہے کیا ہمارا دل بتیاب ترا ایمان ہے سبھیں عاشق تجھے دلین کہیں حیران ہے مختصر وصل کے ہر رات صنم مہمان ہے</p>
<p>۳۱۶</p>	<p>۵</p>
<p>اثر نصیب کے گشتے کا سر میں ہے خیال و سنے آنکھوں کو روشنی بخشنے بتوں کے عشق نے پتہ بنا دیا مجھ کو صفائی حسن چہا ہی سی چپ نہیں سکتے</p>	<p>نہ چینِ نشت میں مجھ کو ملانے گھر میں ہے سدا وہ چاند سا کٹر امری نظر میں ہے نہاں یہ سوز مثال شرر مجھ میں ہے نظر پر چڑھ گیا آئینہ گو کہ گھر میں ہے</p>
<p>۳۱۷</p>	<p>۱۷</p>
<p>اوس گل کا جلوہ گر جو سراپا نظر میں ہے ہر شب سی فکر یار و غم ہجر میمان صیا و کرفس شکنے کا نہ اتمام دور رخ کے تیز کرنے کو لیا بٹنگے ملک دو چار کیا کہ لاکہ جگر سے گزر گیا</p>	<p>وہو کا ہمیں نشان دہان و گھر میں ہے دلکی طلب میں کو می خیال جگر میں ہے کب زور اسطر حکامری بال و پیر میں ہے وہ شعلہ فراق جو مرے جگر میں ہے کیسا غضب کا زور خدنگ نظر میں ہے</p>

وہ اشک مضطرب جو امید سفر میں ہے  
کس درجہ جوش بھری اس خبر میں ہے  
ہو لے نہ قصد وہ جو دل نامہ میں ہے  
کس خاک تلخ کا یہ مزا نیشکر میں ہے  
داغ و دواغ یا ر حجاب سحر میں ہے  
ایک چہرہ میں ہو جو ترس ہی بر میں ہے  
وہ ہو رہوں از لے جو تنگ شکر میں ہے  
ہر تر تر تری زمین کو خاک خد میں ہے  
سوراج تک نشا کدو میں لگھ میں ہے  
مطلب کے تحت میں ہر کہنی فق زر میں ہے  
دل اب بھی جذب ہی کے فریب میں ہے

فسوں اذن نہ عفا سی ہی ہو نہیں  
پیغام مرگ سنتے ہی بہوش ہو گئے  
کشتکا ہی ہے غفلت تقدیر سے مجھے  
کڑوے ہو ہی ہو لیسے جو تیرے لگا کے تم  
تا بان نہو بصورت خورشید فقط  
ای روح کزہ جسم سے اپنی غارت  
کتاب جو بوس لب شیریں یہ بار بار  
نالوں نے شب جو شیریں فراز کے  
آنسو بہن پاک رشقہ اسباب دہر کے  
وہ نقطہ ہوں از لے جو کھا گیا ہے فرد  
آنکھیں لگی رہیں فسر و ر تمام رہا

۱۳

و کیا کیے بہار کد میں بھی اسے نسیم  
کیا لطف اپنے گلشن داغ جگر میں ہے

۳۱۸

پسند آتی فلک تھی مہر فراخی زمین ہے  
ہمیشہ ہنس نہی کی جو خوشی ہن گات ہزار میں ہے  
جنگو قید کفر سے حاصل کفر جو قید ہزار میں ہے  
سجھو کہ آرتے جامی تنہا سو کچھ ہزار میں ہے  
بدن تو اسد جہنا تو اس کے زمین افتاد میں ہے  
جو عالم ادس کا کنار میں تھا وہاں پناہ شاد میں ہے  
دو دین ان کو نیچے اعضا گدھو اختیار میں ہے  
جو کو دین آو تو بادین کے مزا اختیار میں ہے

بلند یونہی اپنی بستی یہ اوج کس خاکسار میں ہے  
خوشی شب روز و بر و تری بزم نگہ گفتگو میں ہے  
عجب طرک کی تھی ہر شکل سو ہی ہیں منتیں قابل  
ہنسے لپٹا کفر کا جگر بغل میں یہاں میں ہے  
فراغ زیر کد کمانج وہاں بھی تکلیف امتحان  
اس طرح انتشار میں تھا ہمارے جب اختیار میں تھا  
پہرہ خنجر تھا و جگر اس تم میں قابل لحاظ کسا  
یہ سار جہل بل تھیں ہلا دین کہہ ہی کیا ہو دکھا

<p>خدا نلوی اجل مرعای امی لبوش کنار میں ہے          کسی برین چکر بین ہم قہر میں دگر کنار میں ہے          کہ جس طرح سے تمہارا دل تزلزل اعتبار میں ہے          مریج کج خوش چین ہم ہیں میں فلک کے کنار میں ہے</p>	<p>یہ جو لبوس نہ ہوتا تھا تصور رکھ میں ہو گیا ہاں          یہ بخود کیا ہو اس عالم کو گیا تا جو بار کچھ ہم          نہ پوچھیے لطف نہ دگی کا ہو ہر وہ حال آؤں          پس نہ قرار حنین ہم بہ نصیب غنیمت ہی گزار</p>
--	---

۳۱۹	<p>فہم کیا جستجو ہو گا نہیں تج تقدیر میں جو لکھا          سو کس شگے سیا گو لے کے کیا کنار میں ہے</p>	۱۴
-----	--	----

<p>مخلصی کب ہو کر منہ روح قیامت میں ہے          روزِ بار ہو وہ ہی میرے اضطرابِ شک ہے          انقلاب ایسا دیکھا اسی لطف قاتل آج          بعدِ مردن دیکھنا دیوانگی کا میری آج          خاطر صافی میں تیرے کس طرح سے آئین کا          گدگدی ہونے لگی پائے نگاہِ یار میں          بعدِ مردن آرزو میں خاک سے پیدا ہوں میں          خون روئے عمر بہرِ اغیا صورت و یکسر          زخم کے دہن میں اقبالِ جہدِ کاشمیر سے          گل ہوا جب غنچہ شرم نو عروسی پہ کرمان          بوجہ گئی پر ہی یہ بخل شمع دیکھو صبح تک          لگائی یہ خاک کسکی حسرتِ بابوس میں          اتھا دیکھو نے نے کردیا روشن ضمیر</p>	<p>جان بد میں ہر بدن آغوشِ پیرا میں ہے          کوئی آنکھوں میں نہ پتا ہو کسی دہن میں ہے          زخم میں آئی جو ڈورِ ابدیدہ سوزن میں ہے          ماہِ نو ہو گا وہی طوقِ آج جو گردِ خم میں ہے          وہ جو میرے قتل کا کینہ دل دشمن میں ہے          فرشِ نظارہ جو اپنا دیدہ روزِ نین میں ہے          میرا لاشہ صورتِ دل سینہ دفن میں ہے          میرے زخموں کا ناکِ شاد ترے جو بن میں ہے          چشمِ کی صورت جو مقلد جو ہر آہن میں ہے          شاہدِ رولوش ہو جن تک کے پیر میں ہے          اشک کا خرم لگن کی گوشہ امن میں ہے          اک بگو لا سامری گدوم توں میں ہے          کھل گیا تھا اوسے جو شکوہ دلِ ظلم میں ہے</p>
--	--

<p>بانجہ ہستے کی ہوا سی پھر کیا اسی نسیم          ہوئی گا پڑمردہ جو گل دہر کے گلشن میں ہے</p>	۳۲۰
---	-----

اپنے ہی لہین غور کرو کیہ کمین کا نہیں ہے  
جاگ کہ خوب سوچا کوس جہن غنائین ہے  
حال کمون تو کیا کمون تفل ادب یا نہیں ہے  
دوڑ کہ وقت جا چکا تو پس کارو نہیں ہے  
جلد سنہن خطانہ ہو تیرا جل کمان میں ہے  
تجکوا بھی سنگ ہے اور رو کچھ گمانین ہے

گشت نگر او حرا و دھر تخری جہانین ہے  
رات تمام کو چکانیند سے سیر چوچکا  
کس سے مثال تجکو وون غیر کمان نام لون  
باؤن بہت تمکا چکا شام کا قرب آچکا  
و کیہ کمین و غانہ ہو جسم سے جان جدا نہو  
منزل کو رنگ ہر پای فراغ لنگے

۱۱

تجکو نسیم کیا ہوا دید جہان سے دل اوٹھا  
رنگ فریب جا بجا بر گل بوستانین ہے

۳۲۱

وہ تو ہی رہتی تنگ ایسا کہ حسین جانین ہے  
کہ کج کوفی پر نکمت گل کہ استعدادین نہیں ہے  
کہ میں غبا صباریدہ کمین ہمارا وطن نہیں ہے  
کفن معا بھی اگر تو کیا کریم بدن نہیں ہے  
شفا ہوم کہ جسکو حال میرا داغ کہ نہیں ہے  
بہا گلشن کون دیکھی کہ بلبل غنہ زن نہیں ہے  
وہ کو شب ہر جوا شکیم سے شمع کا پر نہیں ہے  
بہار و مکیگی کسکی بلبل کہ آب و لطف چمنین ہے  
بھین کا فی ہر بوسی ہنر جو چا دیا سمن نہیں ہے  
کہون خود کو غزال حشی تو کی ایسا ہرن نہیں ہے

نہیں ملے سب رنجہ او ہم کہ چین و نکی ہرن نہیں ہے  
نہیں ہر محتاج کہ چسبا کہ ہما نکات لاش گل نہیں ہے  
ہو ہی میں اسد جہلی نشان ہم نہ جو سی کمین کسکو  
ملے ہی ہو جو چا و شرب تلخ و نیس نہ کام آئے  
کرو نہ منت کشی عیسیٰ تھا و دست عاجل کو  
گئے جس میں سیر کو ہم تو یکسا دلنے بوستانین  
جلا جو پروانہ او کہ غم میں تو باش طرد فاکے خاش  
یہ جرم صبا دہی تم ہر کرمی خزان چین و نفیس کو  
عبث تکلف پس فنا ہر محو بیجا گانکی ہوم  
یہ جوش و حشمت اندرون میں اپنی سایہ و چوین

۵

جو ہیں نزاکت پسند عالم کینے بیشک نہ منصف سے  
ہست ہیں اوستا دیون تو لیکن نسیم کا سا سخن نہیں ہے

۳۲۲

دل تو حاضر رہی مگر پرموہ ہے

ہم کئے دیتے ہیں رحمت مخورہ ہر

<p>تو ہی آتا ہے نہ آتی ہے قضا جس طرح جی چاہے رکھیں ہیرا دل منزل الفت میں رکھیں تو قدم</p>	<p>دیکھتے ہیں جسکو وہ آزرده ہے جانتے ہیں وہ کہ مال مردہ ہے رستم و سہراب کا کیا گروہ ہے</p>
<p>۳۲۳</p>	<p>کون سنتا ہے ہتھاری امی میم ۹</p>
<p>سُن لے یہ الٹا سراود ستانہ ہے کبتک پہیگی مست کج خواب زیر پا دنیا کے مختص ہیں یہ فرزند واقربا اے عندلیب جان چین جسم پر نہ پھول انفاس ستار پہ کیا اعتبار ریت یہ جلوہ ہائے بوقلمون بے ثبات ہیں رکتی نہیں ہے باگ کسی شمسوار کے کیا سرکشان ہر کے قصے نہیں سنے</p>	<p>ہشیار ہو کہ تیرا جل کا نشانہ ہے کاہ خمیدہ یار ترا شا امیانہ ہے بیگانہ سب سے ہو کہ اجل کا گمانہ ہے ویرانہ ایک روز ترا آشیانہ ہے اکدم میں مثل موج صبا تو روانہ ہے ہی زندگے طلسم جان اک فسانہ ہے ہر دم سمند عمر کو اک تازیانہ ہے کیا ہو گئے وہ لوگ کمان ڈھیانہ ہے</p>
<p>۳۲۴</p>	<p>کھانا تھا جو نیم نچے سب نالچے نزدیک ختم تمام ترا کارخانہ ہے</p>
<p>ست کسدر بھگاہ ساقی ستانہ ہے اسقدر بیودہ دیکھو عادت پیمانہ ہے جو سخن من سے نکلتا ہے مرے ستانہ ہر اشک محرومی ہی کیا امید کہیں نصیب پر وہ عصمت نہیں ہوتا حسین کا حجاب آج تک باتے وہی ہر مجاہدین تاثیر جن</p>	<p>گردش سر ہو مثل گردش پیمانہ ہے آشایاں لے اور ہر ایک سے بیگانہ ہے جو ذہن مینامی ہی ہر لباب پیمانہ ہے آب حسی سے نہ ہو سبز بہ وہ دانہ ہے شمع کا فانیوں میں شمع شوقانہ ہے کھاتی جس کتنے نے ہڈی مسک دلوانہ ہے</p>

۳۲۵	ساکن مسجد کہی کہ متکلف ہے ویسے کا گلت و دین نسیم دہلوی زندہ ہے	۳۲۵
۱۰	۱۰	۳۲۶
بشکل دیدہ زنجیر خواب پاسانی ہر جل اوطا دیوفا پلو سراب کیون مجھ بانی ہر بشکل شمع ساری جسم میں ہو زہنی ہر اوٹدیو می پویا غمان پہر فوجانی ہر ہوئی جاتی ہیں لکھن میں کیف فوجانی ہر مددایمک بڑھتھو ق جانفشانی ہر جگر ملتا ہر دل جھنکار شکونکی روانی ہر تعلق جس سے ہو جاتی بلائے ناگمانی ہر نظر میں ہو ہیشت مصیبت کے سہا	۱۰	کلی ہے آنکھ جوش انتظار یا راجانی ہر لبو خیر آچکا دم کوئی دم کی زندگانی ہر لگا دوں ناگ ان کر زمین وہ شعلہ بانی ہر کلام حضرت واعظ نصیب شہناں باشد اونگین میں طبیعت میں بہرین سببانی غلاب غفلت قاتل سرخ کشمکش میں ہر خبر کیا پوچھتا ہر ہنس کیونکر گذرتی ہر اد او نازا یا چشم غمزہ گو وہ کوئی ہو پسند آئی ہے اسد رجاویت دوستی ہو
۳	خیال میرزا کی نسیم دہلوی کتبک جکو بڑے ہوئے اب خصت لطف آئی ہر	۳۲۷



<p>دیتے ہو بوسہ تو کہیں لاؤ ہے آپ کے وعدہ دن کو ہمارا سلام ہم تو اسے صلح پہ موجود ہیں نقل اکباب جگرے کچھے</p>	<p>خیر کے طرح سے شرماؤ ہے دیکھ چکے خوب اسے جاؤ ہے فیصلہ یار کو کئے ٹھیراؤ ہے کہاؤ میرے سر کی قسم کھاؤ ہے</p>
<p>۳۲۸</p> <p>پروں کے پسند میں جا رہی ہیں کہیں کہیں چاچتے کہو جو بیجا ہی مجھ کو نرا ہر جو نامز اسے مجھ کو جو اونکی خوشی سواونکی خوشی جو گفتگو ہی گفتگو عند کا میں چون عدد مقرر برابر کی ہوئی</p>	<p>۵</p> <p>وہی مصیبت رہی کہیں جو مصیبت اٹھا چکے تھے کہ اونکار ٹوڑا ہر مجھ کو جو نہ نکال چکے تھے پر لپٹنی کی آنسو جو ہر طرح سے مٹا چکے تھے بھلا بلاناہ رنگ کیونکر وہ رنگ اپنے چاچکے تھے</p>
<p>۳۲۹</p> <p>کسی کو فی نزل لگائے فیسیم کیا کیفیت تباہی وہی آئینہ بھائی آئے لہو جو میرا بھاچکے تھے</p>	<p>۳</p> <p>کسی کو فی نزل لگائے فیسیم کیا کیفیت تباہی وہی آئینہ بھائی آئے لہو جو میرا بھاچکے تھے</p>
<p>خون مانع ہے ترا و ستم ایجا دم مجھے کیا کڑی آنکھ سے زنجیر جنوں کو دیکھو باتہ ہر دار میں چو میں ہیں تصدیق ہو کر</p>	<p>۴</p> <p>ورنہ سہجانی ہے کیا کیا مری فریاد مجھے چاہیے ہے ادب حضرت حلالہ مجھے یا کو کرتا ہے پس از مرگ بھی حلالہ مجھے</p>
<p>۳۳۰</p> <p>ملا ہر دل ہی محبت سے دعا دے مجھے ہوا و نیم میں تیغ و نیم ابرو سے ہو س یہ تھی کہ ہنسینگے سواہ رولا تار عدم بھی ہو کے چٹا میں نہ قید تھی سے</p>	<p>۵</p> <p>خدا نے آنکھ ہی دمی تو اسٹکبار مجھے دکھا یا یار نے اعجاز ذوالفقار مجھے بسم لب زخیم دل فگار مجھے بنایا کابش غم نے میان یار مجھے</p>
<p>۳۳۱</p> <p>کے سجدے ہوئی کافر نہ کہ دلیں دے</p>	<p>۵</p> <p>ہمیں بندہ بنا یا اسی بڑے خدائے</p>

کلام ناسزا ہے جو ہو اس زدن سزا ہے	وہ گوئی کہ کیا مگر ہم سب بجا ہے
نہ دشمن دوست ہونین اور نہ بیگانہ بیگانہ ہو	جو وہ سمجھے تو کیا سمجھے تو یہ سمجھے تو کیا سمجھے
کسا میںے اوٹھا دو ہاتھ ہم ہی پریشی شکل پر	تو بولے ہمسے استدعا دعا کی دعا ہے
حباب آسا کوئی خطہ ثبات عمر فانی ہے	جو عاقل ہو وفا فی زندگانی ہو وفا ہے

۳۳۲	ولہ	۹
میرجان رنج گھٹائیے قدم گے اب بڑھائیے	اور آئیے اور آئیے اور آئیے اور آئیے	
کھڑے کہتے ہم راہ میں کہیں چلکین تباہین	ہر طرف خدنگاہ ہیں فرا نگاہ اور بھی ملائیے	
ہلا آنا آپکا کام ہے یہ غلط تمام کلام ہے	اجی بس ہمارا سلام ہے کہیں اور باتیں بتائیے	
تیرے تیغ تیرے زور اک جہاں کج کشنہ ہو کوی نیچا	جو ہو درج تو ملان کوی ہاتھ اور ہری لگائیے	
کہیں سے نہ کوئی موڑی ہو پس شراب چھوڑا	سر محسب نہ توڑیے جو کمال غیظ پر آئیے	
یہ کمال لطف ہے ساقیا یہی ہے ہوس میں عا	رہی ہوش نہ خیال پا اگر ایسی ہے تو بلائیے	
جو دھڑلہ ہر پر آب ہو تو جہاں تختہ آبی	ابھی فوج کا سا عذاب ہو اگر شکست بہائیے	
وہ کہا عذر پر مٹنے کیا کہ ہوی ہیں آج یوں خفا	یہ غضب یہ جھوٹ ایفرامی ماننے تو بلائیے	

۳۳۳	غزل ایسی کامل وزن سن متفا علن متفا علن	۲
سر نسیم طاقت ہوش سن کوئی شعر اور سنائیے		
نہ یوں نیچے کیے گردن کو چلیے	ذرا اونچے کیے چو نکو چلیے	
ہجوم کشنگان اے جان بہتے	ذرا روکے ہوئے تو سن کو چلیے	
تصدیق ہونیوالے پس نجا میں	اوٹھائے ہاتھ سے دامن کو چلیے	

۲۳۴	ولہ	۷
آجائے موت بلبل ناشاد کے لیے	تکلیف رحم ہی نہ ہو صیا د کے لیے	
جاتے ہیں جس طرف دل شوریدہ بھلی	اب قید کیا ہے زندہ آواز کے لیے	

محمد سکوت توڑ دیا ہجر ایسے	منہ کھولنا پڑا ہین فریاد کے لیے
اے چرخ دہونڈ کر کوئی تسکین نہ لے پڑے	رکھ چھوڑ نامری شب فریاد کے لیے
اور ترے ملک فلک سے حسینوں کی دید کو	کیا مرتبہ ہیں حسن خداداد کے لیے
اگسیر اگیا کشا کش مستی سے اپنا دل	پھر جسے راستے عدم آباد کے لیے

۲۳۵	ہر رنگ میں نظیر مختار انہیں	۳
	زیبا ہے رشک حاسد ناشاد کے لیے	

جو چوٹ ہوا دل تری خالی نہیں جائے	آخر کو وہی کی جو سنبھالی نہیں جائے
اللہ رے مکار خدا تجھے بجائے	رو نہیں بھی جہر کی بجالی نہیں جائے
جو بات نہ کہنے تھی وہی یار سی کہدے	اب تک بھی رمی ہرزہ خیالی نہیں جائے

### متفرقات

ہو زبان بند جو محشر میں مرا نام آئے	سوچ رکھنا کوئی افسون کہ وہاں کام آئے
دیوانگی میں جب کہ ہر اک سے بگڑ گئے	زنجیر اہل درد تھی وہ پاؤں پر ٹک گئے
بہلا ہم اور کیا تکلیف وہ ایجاں جان ہوئے	کچا بنا حال نہ کتنی اگر تم مہربان ہوئے
تفس سے ایک دم ملتے اگر فرصت ہائی کے	جہن میں بیٹھ کر باہم شریک و شان ہوئے
مغرور کو تسلیم کے پروا نہیں ہوتے	توڑیے بھی خم گرون مینا نہیں ہوتے
مقبول خدا تک نہ ناز کے آگے	کچھ عزت اعجاز میسا نہیں ہوتے
بہت کچھ کر چکے تدبیر میرے	بہر اب وہ کیا کر میں تقدیر میرے
خبر خود ہو رہے گی او کو اے دل	کہ میرے ساتھ ہے زنجیر میرے
ملے رہتے ہیں امان و کیسور کے انور کے	تعلق ایک دن کو ہو گیا شام مکر کے
خدا ہی جانی کیا گذری محمد بن نیر علی عاشق پر	کہ بونی نوع و سی آتی ہی پہلوئی جاہر کے
کام کیا نکلے کسے تدبیر میرے	آدمے مجبور ہے تقدیر میرے

روتی ہی حال پر وہ قیتلان پلر کے  
 لے اب تو گالیان بھی تری یا کر کہا چکے  
 ایمان اب نہیں ہو میں مخلصی نہیں  
 آید لہجہ سداؤں سے دوستی کے  
 کیونکہ ہوا ہی وصل منم ولسے جائیکے  
 رہتی نہیں آغوش کہی اریسے خالی  
 مرقد میں جو وکیا تو نیکر میں ہیں موجود  
 یہ کر لے شرط تو اے یار پہلے  
 یہاں تک نہ حیرت نہ لہلہل  
 کیا جلوہ حسن خود نما ہے  
 بیٹھو بیٹھو یہ بہت رارے  
 کھلتے ہیں جب آنکہ طول شب ہے  
 و لکو خیال کا کل عنبر شمیم ہے  
 کسخت جانکی فوج سے پونجا ہی یہ گزند  
 و لکو چو نہالہ وزاری شکوہ و فغان ہے  
 نور دل مومن کسی مہندو میں نہیں ہے  
 سمجھا میں جسے ڈھونڈتی ہوں نام نہ لوں گا  
 سیکرڈن میں سے نہیں نچر مری بہاری ہے  
 عذاب مرگ لحد کا فشار باقی ہے  
 جلاد و بھیکارے چاہو زمین میں فرنگ و  
 مجھے غم ہی تھی اے قبر احکے بحالی ہے

آنسو تو پوچھ دو کو می شمع مزار کے  
 بس اوزبان وراز بہت کپڑا ہوا چکے  
 وہ چھوٹے رنگ گلستا سنے جا چکے  
 او خانہ حشر اب پر وہ ہے کے  
 عادت بگڑ گئی ہے یہ مشکل سے جائیکے  
 پھرتے ہی نہیں جس کے بازار سی خالی  
 آغوش لحد میں نہیں اغیار سے خالی  
 کہ ہو گا حشر سے دیدار پہلے  
 نکالے بیٹھے سے منقار پہلے  
 سبحان اللہ واہ واہ  
 کچھ خبر تو ہے یہ آج کیا ہے  
 کتے نہیں رات کیا غضب ہے  
 ہر وقت مجھ کو مشق الف لام میم ہے  
 ابرو کی یہ جو تیغ ہالے دو نیم ہے  
 فائدہ کیا اس کے پند لگ گئی تیرا لگ کما کر  
 جو بات ہو عارض میں گیسو میں نہیں ہے  
 پہلو میں نہیں ہر مری پہلو میں نہیں ہے  
 واہ کیا شوکت سامان گنگاری ہے  
 بڑی بڑی خلش و زگاریاں ہے  
 ہمارے بعد تمہیں اختیار باقی ہے  
 تری آغوش میں میں میں ہی غوغالی ہے

و تر ویدہ نگاہوں کے اشاری نہیں اچھے  
 آئیے سینے سے لپٹ جائیے  
 لاؤ وہ خنجر تو اوٹھاؤ ہمیں  
 منہ سے ہٹاتے ہیں جہت کفن  
 گم گئے جو مزاج بت میوش میں آئے  
 وہو کا او نہیں اشکوں نے دیا کل لک  
 سمجھ کے تازہ خرید اگر کم جوش مجھے  
 کاٹا پیچھے ہی اوٹھا تین سر کیونکر  
 اوٹھا سکو نگاہ تکلیف پر ہن ہرگز  
 ہاں کوئے تدبیر بتا دیجیے  
 ضد یہ نئی ہے کہ مرا لیکے دل  
 کار دین یا فکد دنیا کیجیے  
 جاگ ہو خود وہ لباس تو اتنا مان جاگے  
 میں تو خود وہ خاک ہوں ظالم میر لوٹے  
 جو بوجہ میں روانہ تو کتنا تیر شریکی گفتگو  
 بہترین باتیں نکالی گالی تمام ہو تو ہے ہن

یہ دھنکے بیان تمہاری نہیں اچھے  
 آج تو لٹ نہ سہرا بیٹے  
 روز یہ کہتے ہو کہ مر جائیے  
 دیکھئے ہو شکل تو جلا آئے  
 سمجھینگے کسی روز اگر ہوش میں آئے  
 سنتا ہوں گھر کے بنا گوش میں آئے  
 بلار ہے ہو نگاہ اجل فروش مجھے  
 بہت دلفنسے نہیں التفات ہوش مجھے  
 وبال برسنگی ہے لباس ووش مجھے  
 دل تو دیا اب اوٹھیں کیا دیجیے  
 کہتے ہیں ایک اور بھی لا دیجیے  
 زندگی تو زری ہی کیا کیا کیجیے  
 شب کا دم صبحا ہو گریبان جا بیے  
 اک ہوا جی نہیں امان مرگان چاہیے  
 خلافت و عدو پہرچی فریاد قلی آرزو ہے  
 ہو ہی نہیں شیشی کے خرم نے اشار کیا سیکو ہو

محسن برغزل نواب شرف الدولہ محمد ابراہیم خان بہادر متخلص جلیل

جوڑے اچ بول کے سمجھائیے گا  
 کل ہے منہ پیر کے فرمائیے گا

بوسہ دینے میں غضب لائیے گا  
 آج تو کہتے ہو کل یائیے گا

آج گھر جائیے کل آئیے گا

جوئے فقرے مجھے بتلائیے گا

سچ تو عینار سے فرمائیے گا

میں سمجھتا ہوں جہاں جاوے گا میرے گھر کا ہے کو آپ آئیے گا

خیر بندے ہی کو بلوائے گا

غصہ اور ترے کا تو غم کھائیے گا رنج تنہائی سے گھر آئیے گا  
ابتو کیا ہوشیمن جب آئیے گا میرا دل پھر کے بجاتے گا

ایسا جاننا زکمان پائیے گا

دو تون لطف ہزاروں دیکھے ایسے بیزار نہ تھے وہ پہلے  
ابتو بگڑے ہیں یہاں تک ہے وصل میں کہتے ہیں بیٹھے بیٹھے

آپ سایہ میں لبٹ جائیے گا

چند ساعت میں ہی ہے سلمان جسکا تہا دل میں تمہارے ارمان  
بوچھتے کیا ہو یہ ایجان جہاں کس طرح ہجر میں جاتی ہے جان

دیکھنے سیر چلے آئیے گا

گر پڑے اشک جو بنکر اولے ہنسکے فربا یا کہ اچار اولے  
جب کہ اندوہ کے دفتر کو لے سکے حال شب فرقت بولے

کیسے کچھ اور بھی فرمائیے گا

روز کل کل ہے کہ کل آئیے گا کوٹنے کل ہے یقین ہو جسکا  
آج کل ڈھنگ تمہارا ہے نیا کل گئے آج ہے کل کا وعدا

جیسے کل آئے تھے کل آئیے گا

نہ ہلا ہل کہ پھین جائے کوئے مر جانیکے رکھتے نہیں شے  
کس طرح رات کٹے گی ہے دیکھے جان پہ کیا بنتے ہے

آپ تو ادھکے چلے جائیے گا

پار سائیکے جو آتے ہیں آپ اب کھلا جال میں لاتے ہیں آپ

ہم سے ظاہر یہ دکھاتے ہیں آپ	چپکے غیروں کو بلاتے ہیں آپ
دیکھو دیکھو پچھتاہے گا	
جو کہ مشتاق دعا ہوتے ہیں	کب وہ پابند حیا ہوتے ہیں
منہ سے اقرار سدا ہوتے ہیں	ایسے ہی وعدے وفا ہوتے ہیں
ہاں بجا سچ ہے ضرور کہیے گا	
بوسہ دین آپ اگر ہیں شاہد	پہر ناگینے خدا ہے شاہد
ہم ہیں آزاد نہیں کچھ زہاد	جیتے جے ہو جیے واحد شاہد
کچھ قیامت میں نہ کام آئیے گا	
کس لیے گنتے ہو گھڑیاں چہرہ بات	جاننے ہیں کہ بہت کم ہے رات
جسمین جل دینی کی سوچی ہو گھات	ہم وہ ہیں دلکے سمجھتے ہیں بات
آپ کچھ منہ سے نہ فرمائیے گا	
خیر بہتر ہے اب ایسا نہ سے	ہر سرگردوش بیجا نہ سے
یوں ہی منظور تو اچھا نہ سے	روز کے آنے کا وعدہ نہ سے
چلتے پھرتے تو کہتے آئیے گا	
اندون تمنے جو پرشش کم کے	آرزو ہے گلہ سپہیم کے
گو کہ تکلیف تو ہے کچھ دم کے	بات رہ جائے مریض غم کے
دو گھرے بیٹے کے اوڑھ جائیے گا	
جب پسند آئے گا اچھا کہنا	تنگ سمجھو گے یہ بجا کہنا
رو نہ ہو گا کہے میں کہنا	بڑھ گئے ربط تو بہر کہنا
لاکھ بار آنے کا جائیے گا	
شل خون گرچہ نہ بکے نکلی	بھر بہت رنج یہ سکے نکلی



چند دن تن میں جو رہ کے نکلے	روح قالب سے یہ کہلے نکلے
دل کے اور سے بہلاتے گا	
خون کس کس کا کرے گی نہ یہ آنکھ	کیا مرے جان کو لیکے نہ یہ آنکھ
رنج کیونکر مجھے دے گی نہ یہ آنکھ	بیٹ ہوڑے تو رہے گی نہ یہ آنکھ
ایک کمرہ بت میں بدل جائیگا	
یہ نسیم آچا حیران ہے یہ	دین ہے یہ تو نہ ایمان ہے یہ
دشمن جان کو جگر مان ہے یہ	اے خلیل افعیٰ بچان ہے یہ
زلف کو چوہ کے خطا پائے گا	
ایضاً	
حکم پوچھینگے تو فرمائیے گا	آج جگمگ کوئے دیجائیے گا
رنگ اب اور ہی کچھ لائیے گا	کیل میں جان پہ کھلوائیے گا
ہم کو شمشیر سے سرائے گا	
سوزش غم سے شرر لب پر ہیں	ڈھیلے آنکھوں کے نہیں اظہر ہیں
خشک لب لفتہ جگر مضطر ہیں	تشہ آب دم خنجر ہیں
تھوڑا پانی ہمیں بلوائے گا	
پوچھتا کیوں نہ بہرون میں ہر سو	کہ نہیں عقل کو ملتا ہر سو
سخت حیران ہوں یہ کیا ہو جاؤ	تیغ بنجاستے ہیں کیونکر ابرو
لاگ کچھ اسکے بتا جاتیے گا	
لو وہ دلو مرے بہلاتے ہیں	باتیں تسکین کے کہ جاتے ہیں
جب عیادت کو مری آتے ہیں	نزع میں دیکھ کے فرماتے ہیں
ہم جلا لینگے جو مر جائے گا	

رنگ اب اور طبیعت لائے  
میں بھی تدبیر میں ہوں سوائے  
آگ غیروں نے بہت بھڑکائے  
دولت و صل اگر ہاتھ آئے

میرے قسمت کی قسم کھائیے گا

شام کا وقت ہوا و کیف شباب  
غور لازم ہے بس اس وقت جناب  
پہا می ہوا کہ میں کچھ مستے خواب  
وے نہ تکلیف خط جام شراب

بال بانی میں نہ پے جائیے گا

دست فیاض کہیں رکھتا ہے  
رات و ن باب عنایت دہر  
مانگے حوصلہ ہاں جتنا ہے  
اوسکے درگاہ میں کتنی کیا ہے

جو طلب کیجیے گا پائیے گا

اور افسانہ کہوں آپ سے کیا  
صبح تک شبکو رہا یہ جھگڑا  
ایک نیا قصہ ہے سنیے تو ذرا  
چشم تر نے دل سوزا سنے کہا

ہم برس لینے تو گر مائیے گا

کون کہتا ہے کہ گھر رہیے آپ  
بلکہ بخوف و خطر رہیے آپ  
ہاں وہیں آئے پھر رہیے آپ  
غیر سے بیرو شکر رہیے آپ

ایک دن اسکا مزا پائیے گا

کیونچی تقصیر ہوئے کیا ایسے  
صاف کیے کہیے اب ٹھہرے  
جو شب و روز نظر ہے ترچے  
ترک کیجے گا سکونت دیکھے

اپنے گھر میں نہ کہے آئیے گا

اسی نسیم اب تجھی فرصت ہر قلیل  
بسکہ میں آپ طرحدار جمیل  
لاکے ختم مضامین کے دلیل  
کس عنایت سے وہ کہتے ہیں خلیل

شام کو آج ضرور آئیے گا

## ایضا

کچھ خبر دیتی ہو سر یاو عنادل باغین  
کوی پہولی گاشکوفہ آج ایدل باغین  
سوت کا سامان ہو یہ رنگ محفل باغین  
مرعرائی ہنسی ہے جو ترا وہ قاتل باغین

ہنس رہے ہیں گل برنگ حرم بسطی باغین

دیکھ الفت کی اثر چل تو وہی ایدل باغین  
یہ تماشا یاد رکھنے کے ہے قابل باغین  
نام عاشق اوس سے ہوتا تھا جو حال باغین  
آکے فرماتا، وہ لیلیٰ شام باغین

بید مجنون کے تلے شہزاد محفل باغین

خوب گلگشتیں ہوئیں جامی حرم پر  
تازمان ہونچ جو کچھ ارادی تھے کیے  
ای صبا خور فتلی بین وی گل کیا بھیجے  
جا بیسے سیر چین رنگین ہزار جو نکے لیے

ہمسے دیوانی ہیں کب جانیکے قابل باغین

کچھ دنوں ہو سر بلندی بہرہ ہی افتاد کی  
اپنے اپنے وقت بہرہی کو ہوتا ہی یہی  
نخل عریان منتشر ہی ہو لگی ہر نگہی  
آدرا و خزان کیا ہو قیامت خیز تھے

شور و محشر بنے آہ عنادل باغین

کیا خداوند ازل فی حسن کو بخشا فروغ  
جلوہ گر ہوتی ہو اوسکی شمع کا گل تہ فروغ  
خود دنائی پرچو آریا روی روشن کا فروغ  
پر تو خسار جانا تھے بڑھا ایسا فروغ

چاندنی کو ڈھونڈتا ہوا ماہ کامل باغین

اسقدر طوقان ادا استبنا ورڈ گئے  
باغبان بھیا و گچین غرق ہو ہو مر گئے  
حوصلے دریا دلیکے قمر پر پا کر گئے  
بحر اشک بلبل گریا تھے جل تہل ہو گئے

خاک و کمین شاہد گل لطف ساحل باغین

لاکھ پہولونے زیادہ ہیں ہمار دلی داغ  
دیکھتا ہے جب کہی ہوتا ہو گل باغ داغ  
میری باعث منت گچین ہے ہو اوس کو فراغ  
گیشن سر شگفتہ ہو گا کیا وہ خوش داغ

ابو ی گل ہے مثل دود شمع محفل باغین	
دور سے تسلیم او کو جو بنائیں جنکورات	صدر آواز سپہ جاوے ایدل جو کمر کی بات
کیا بجا فراتے ہیں خواب الا خوش صفا	جانب برب بسکرو جو کو کب ہر التفات
اسیل نکست نہیں محتاج محفل باغین	
تازگی پر ہے جو دوش عشق تعلیم کہیں	ہو دم نظارہ افسون خنجر لطف انجمن
یادگار سامرے آتا ہو کون و ستارون	بنے ہیں جادو کے پتے فوجا ناں جمن
باغبان دیتا ہے آب چاہ بابل باغین	
ہو یقین تھوڑے عرصے میں ہو اہلی حلقہ	کو می ہو تو کسوٹے کو می غنچون کوٹے
یہ صیبت وہ نہیں ایدل حلقہ مارے ٹلے	دیکھو کیا رنگ لائیں کل خزانہ کوٹے
آج مرغان چمن بیٹھے ہیں غافل باغین	
کیا بتائیں حال دل اپنا تجھے اچھ پر گھر	جو گذرتی ہو گذرتی ہو چو چہ اسکی خیر
کرتے ہیں برہم ڈرا کر خوش الفکے اثر	یاد آتی ہے وہ کاکل لاف سنبل و کیمر
سر پہ اک کالی بلا ہوتی ہے نازل باغین	
آ رہی ہیں آج غنچون کی صدر میں بن شیار	ہو کہیں خچم کہیں ایدل کہہ چکا ہوا تار
گن رہو ہیں ساعتیں مرغان گلشن باریا	کیا نو اسی خار کن آکر لاپے گی بہار
بنگئے برگ شجر رشک جلاجل باغین	
آئی ہے فصل بہاری کہا ہو بیچ ننگل	ہیں گلابی پوش غنچہ سرخ ہو پیاو غنیل
بسکہ ہو رنگین زاجی کا ہر اک و ناکلی غل	بلکہ ماتو غنیں جتنا کہتا ہو شغنی ہو گل
چنچہ مر جان کا ہے اثبات مشکل باغین	
صبر کر نیکے نہیں باقی ہو باتو دین جا	کیجیہ ہمت بلا سے آگے جو قسمت دکھا
نصف شب کے بعد ہر بیدار کو جب نیند آ	لے اوڑیں ہم شاہ گلشن کو چنچن لکھا

	عذیبوں نے یہ یاہم کی ترک و نسل غمین	
خوف حاکم سے عدد ہو تپاؤں کو مھر بان عند لب گھل کی بھی مشاطہ ہو باد و خزاں	واقعی ہے یہ مثل اکثر ہوا ہر امتحان جو غلط یہ بات سمجھے دیکھ لے آگے یہاں	
	ہر جو ملک حسن کا وہ شاہ عادل باغین	
صدق ہو نیکی لے آئے ترقیخواہ حسن سیر کو آیا جو گلشن کی طرف شاہ حسن	بعد مدت دیکھ کے آباد و دولت گاہ حسن ہو گئی تھے چاند نے فرش فروغ ماہ حسن	
	بنگئے شاخ گل تر و دست سائل باغین	
عرض کر لو اب اسی ملک خوبی کے جیل وصل دین شک چین کا گریو پھر غلیل	ای نسیم اب دولت مضمون ہر سنیے قلیل آتش غم مثل ابر یاہم گل ہو ہو دلیل	
	آرزو اک عمر کے ہو جامی حاصل باغین	
دھوٹا ہوتا ہوں جا بجا بلای کوئی دستگیر حسن بیات وزیر در ربط مصرع فطیر	آفتاب چین عظمت ہوں کہاں میر نظیر دیکھ چشم غور سے اسی ہمدرد و ضمیر	
	کیون نہو ایسی غزل پڑھنے کے قابل باغین	
	قطعات تاریخ	
	قطعة تاریخ بنامی امام بارگاہ حکیم یعقوب صاحب	
دو نیم گنڈ ل آنرا کہ سخت و نکمیت امام بارگاہ بنا گشت پال او این است	سرحد و بہ تراش و لوئیس انچہ باند چون نصف گشت کین از نصفش را	
	قطعة تاریخ بنامی مسجد وصی علیخان صاحب	
حق عطا کر جس خلق و بہت وجود مثل او در جہان نہ بہت و نہ بود بندہ خاص حضرت عبود	چون جناب وصی علیخان را در سخاوت کریم ابن کریم شیعہ پاک و جان نثار حسین	

سجده کس از نظر کبدشت جلوه گر شد چو سجده گاه انام بهر تاریخ سال گفت نسیم	بذل زر کرد و نو بنافس بود گشت راضی رسول و حق خشنود اہل دینے چه امر خیر نمود ۱۲۶۹
قطعه تاریخ وفات جناب غفران باباجی محمد مصطفی خان صاحب مہتمم مطبع مصطفائی	رحمت حق لا تعد بر روح آن منغور باد عابد و پرہیزگار و باذل و حسن خصال شوق کعبہ ناگمان بنیاب فرمود و رلود بعد چندی جان شتاق جناب سلطان گفت سال حلیت را چنین گفتا ہوا خواہش نسیم
قطعه تاریخ تولد فرزند محمد عبدالرحمن خان صاحب مہتمم مطبع نظامی	و آقی چون مصطفی خان اندرین عالم کجاست وشت این را و صاف باہم گوئی گویم کجاست شد قد مبوش بر خست پای غمشن بہشت با طیور عرش اعظم ہم مقام و ہم لوست آن من ہم آسایان کجا قیام مصطفی است
فضل حق پورے بخالصاحب باد دیدہ وادر بزم عشرت دوستان خواست چون سال ولادت را نسیم	سیم و زر بارید و ہر کس یافت یافت دے را طالع بیدار خفت رحیم و خو برو و فرزند گفت ۱۲۷۱
قطعه تاریخ طبع دیوان میر احمد علی خان صاحب تخلص قبول	طبع شد دیوان او تارینجا گفتم بے چون نمود و جمع کاغذ لایم ہی شد و او بے کرد مش آغا صدا و ختم آن دیوانے
میر احمد علی خان قبول استا و صدا و وال و لون ہی ہوزی الفی کو یکہ از او صد و ہفتاد و دو تارینج شد ۱۲۷۲	قطعه تاریخ کہ خدائی فرزند ذاب شرف الدولہ بہادر
نیت در عالم کریم اکنون کر ختم شد جود و سخا بذات تو ای خوشا و قے کہ بعد از دے	جان فدایت اسے وزیر نامو چون مصیبت بر من خستہ جگر رسم شادی آمدہ پیش نظر

تا بہ مخطوط شاہ و عسروس	بگذرد و در خوشی لے شام و صبح
سال شاد می عشرت میسار و بشیر	با دریا صحبت شمس و شمس
شعری تاریخ تولد و مرگ و احسان و منشی لؤل کشتہ صاحب	
زہے طالع منشی با کرم	بہا یون نژاد و مبارک شیم
درین سال فرخندہ و نیک فال	خدا داد و پورے بآن خوش خصال
بیملا و آن اختر پر ضیا	پے سال کردم زول التجا
چنان و خیال سعید آمدہ	چہ ہر درختیان پدید آمدہ

## خاتمہ

حمد بے نہایت البے سخن آمیز از ل کو منور اور ہر کہ جسے دو حرف کن سے مطلع کو نین کو موزون و ناز  
 اور لغت بے غایت ایسے فصیح عرب و عجم کو لائق ہر کہ جسے حشو اصنام سے بیت کعبہ کو  
 خالی کیا صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم اور منقبت بے شمار اون کن کہین خلافت  
 مرجع نشین چار بالمش امامت کو زیبا ہر کہ جو مانند چار مصرع رباعی کے باہم جیسا مانج  
 ہمیشہ نظم و نسق دین متین و بلند آواز کی شرع مبین میں عرق افشان ستے بعد حمد  
 و نعت کے مژدہ چین آریا یان معانی کو نوید خلیفان سخندانے کو کہ آجکل آباری لطف  
 باری سے نسرین خیابان منکر متین گل سرسبد مقال رنگین آئے دیوان  
 ببل گلستان رنگین بیانی نغمہ سرامی بوستان نکتہ دانی ہمایہ قدسی کلیم جناب  
 غفران مآب میرزا محمد اصغر علیخان صاحب دہلوی تخلص نسیم شاگرد حکیم محمد موسیٰ خان اسکندریہ  
 فی فردیس الجنان آلبشار سنگ صنعت کار پر دازان مطبع مصطفائی سے ماہ محرم الحرام  
 ۱۲۸۱ھ ہجری میں تبرہ دوم شاداب ہو کر گلہ سستہ بزم سخنوران جہان نکبت فروش  
 شام معنی پر دوران زمان ہوائی مواقع یہ مختصر کیجے و فہرہ دفتر کمال سے نقطہ فردا



دیوان خیال سے ہر چند اسکے مؤلف نے سعی بلیغ فرمائی لیکن تدبیر کام نہ آئی کہیں سے  
کلیات بیشتر نوا کیس طرح فراہم مجموعہ ابرنوا یا رونا نے کمی کی نہایت بخل  
طیفی کی بقول نسیم مصرعہ غیر ممکن جمع ہونا نکست باد کا  
ناچار اس قدر جمع ہونے کو غیبت سمجھے تہہ چشم بصیرت سمجھے تار خنیں طبع کی  
دوستوں شاگردوں نے موزوں فرمائیں خاتمے میں سمت اندراج پائیں

از تالیف فکر محمل الکلام میرزا مسلم صاحب شیرازی تخلص مستلا

حمد اللہ طبع شد و در مطبع شخص کریم	ابتداء دیوان استا و سخن مرزا نسیم
بارک اللہ حرب از طبع گوہر زای	لوحش اللہ تنقہ فکر او چہ خوش در تیم
از سواد حرف شعرش دیدہ میا خضیا	معنی مضمون ہر جان بر تن عظم مریم
دلبری تاریخ او پسید گفتم تر وہ باد	طبع گوید اسے نگاہ تازہ دیوان نسیم

قطعة تاریخ میر وزیر صاحب نور تخلص شا کریم مرزا محمد رضا صاحب برق

چھپا عمدہ جو دیوان نسیم دہلوی شاعر	ہو اس سال بنای طبع کا سر کو مری دا
چمن بین صمد بین چو پی کلگشت جا کلا	صدای عند لیون کر دای نور فکر سجا
طبیعت تہی جو آمادہ مری رنگین مانی پر	تو ادرا ق گل تر پر کیے اشعار کجا نشا
گل مضمون چنے مینے جو گلزار معانی سے	گل تازہ دم فکر سخن ہائے آئین بہین کیا
شگفتہ صورت غنچہ ہو تاریخ کوئی مصرع	کہا دل نے کھلا باغ نسیم دہلوی اچھا

قطعة تاریخ از تالیف فکر جناب منشی محمد امجد حسین صاحب صفیر تخلص نسیم فرخ آباد شاگرد حضرت کبیر

طبع چون گوید دیوان نسیم خوش بیان	کرد مضمون دلا و نیرش فسون سامری
مصرع تاریخ او گفتم صفیر خستہ حال	آئندہ شد گلشن فکر نسیم دہلوی

از شاعر خوش بیان میرزا باقر حسین صاحب بلخ تخلص ساکن فرخ آباد شاگرد منشی صفیر فرخ آبادی

بہر دیوان نسیم خوش فکر	بلبل طبع چہ سالش جوئے
------------------------	-----------------------

گوش کن حرف گفت بہت بلیغ گل گلزار مضامین گوئے

طبع آزمائی احمد حسین عرف ششی ابرار صاحب تخلص سلیم شاگرد رشید نسیم دہلوی

خدا کے فضل سے یہ کتاب دفتر معنی نہایت حسن چپ کر قریب ختم آیا ہر

عجب جوین ہر جدول پر عجیب عالم ہر حرف پر کہ ہر نقطہ دل ارباب معنی کا سوسیدہ ہر

بیاض و سطر و لون لکرا بی ہر پیشین سپیدی ہر پنج سلمی سیاہی لک لیلی ہر

تصور یا نہیں سکتا سراج بلاغت کو زمین شعر کو ہی آسمان گویا بنایا ہر

اوداشو غنی نزاکت لطف حسن بندش مضمون بتاؤں تبشیر کیا کیا کہ ان شروغ نہیں کیا کیا ہر

خیال آیا ہے تاریخ ابرار تسلیم جب محکو کہ اکثر ذیل خطر کا اپنے خاص شیوہ ہر

سنا مصرع آیتا و ازل کے سب سے بے انت جھپا دیوان کہ تصویر معانی کا سر پار ہر

از نتائج افکار ششی اشرف علی صاحب تخلص اشرف شاگرد نسیم دہلوی

جو طبع گشت بفضل خدا ہی بے ہمتا کلام شاعر عالی وقار و رشک کلیم

نمود فکر بے سال او دل اشرف خرد و بگفت ریاض کلام پاک نسیم

از نتائج افکار لو اب محمد تقی خان صاحب تخلص افسر شاگرد نسیم دہلوی

طبع چون گردید این دیوان پاک از کر محاسن حسد او ند کریم

فکر افسر از بے تاریخ آن گفت تزیین گلبن باغ نسیم

از نتائج افکار شیخ فد علی صاحب تخلص عیش شاگرد رشید جناب میر گلوجہ تخلص بعیش

جھپا دیوان نسیم موجود طرز فصاحت کہ جوتی غیرت فروہی مسعد و خاقانی

ہر اک مصرع غزل کا سر و گلزار معانی ہر بہار طبع رنگین سے نخل گلہا می بستانی

نئے مضمون نئے معنی نئی بندش نئی لفظیں سراپا ہر غزل تصویر پر کہتا ہر یہ مانی

حروف مجسمین عیش نے تاریخ لیون لکھی جھپا کیا ہی کلام و کشش استا و لاثانی

گہر نیزی ملک گوہر ساک ششی بنڈ شاہ صاحب تخلص فضا شاگرد ششی بنڈ لال صاحب تخلص زار

اطلاع این یونان حاجی تالیف مولف صاحب مطبع مصطفائی کو پہنچا کر اس کو اس کے صاحب مطبع مصطفائی کے پاس پہنچا دینا

طبع شد چون کلام ببلبل بہند	از عنایات بے نیازتیم
سال طبعش فضا چنین بہشت	بس شگفتہ گل بہار نسیم ۱۲۸۵
از شاعر بے نظیر نشیج الا شکر صاحب تخلص	مہر شاگرد نسیم دہلوی
چھپ چکا فضل خدا سے آج ارشادیم	جس کا ہر مصرع اور رنگینی میں لعل ہے بہا
ردی اندیشہ سے ہر سال تاریخ امی آپر	مطلع خورشید ہوا آفتاب مجھے یہ کہا
رختہ خاتمہ فیض شامہ عکرم الدین حسین صاحب تخلص	مخبر شاگرد نسیم
جب یہ مرقع شعر کا تیار چھپ کر ہو چکا	خون کی گوجسکی دیکھ کر ناک ٹر گیا مانی کا ہر
کی جستجو تاریخ کی یون فخر نے مصرع لکھا	آیدل چھپا دیو ان یہ ہم فکر خاقانی کا ہر
از طبع فراخ فتح حسین صاحب تخلص	لال شاگرد نسیم دہلوی
بہوا طبع دیوان استاد کا	جسے کہتے ہیں اہل فن مستند
لکھو سال تاریخ رقم امی لال	چھپا وقت رہے مثال وابد
از فکر سخن شیخ خوش بیان مرزا اصغر علی بیگ صاحب تخلص	گوہر شاگرد نسیم دہلوی
چھپا جب یہ دیوان راحت فزا	نسیم سخن سنج آزاد کا
لکھا کلاک گوہر نے مصلح سال	نتیجہ یہ ہے فکر استاد کا
نتیجہ فکر میر عطا حسین صاحب پیر تخلص	شاگرد عبد اللہ خان محرم
واہ کیا خوب یہ چھپا دیوان	جس سے روشن ہوا چراغ نسیم
طبع کا سال اسکے اے نیرتر	کہیے دیوان ہے پاکہ باغ نسیم ۱۲۸۵
نتیجہ فکر حسین مرزا صاحب ثریا تخلص	شاگرد عبد اللہ خان محرم
اے شرمنا نسیم کلام نسیم +	نور آئینہ ضمیر ہے یہ
کلمہ ہی اسکے طبع کی تاریخ	واہ دیوان بے نظیر ہے یہ ۱۲۸۵
تمام شد در مطبع مصطفائی واقع محلہ محمود گنڈرہ گبری دروازہ منکلات شہر لکھنؤ	